واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا
تنقیح التنقید
فی مسئلہ
اجتہاد و تقلید
مصنف
جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
پسند فرمودہ
حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ
ناشر
نعمان پبلشنگ کمپنی اردو بازار، لاہور - پاکستان
ملنے کا پتہ: مکتبہ حنفیہ اردو بازار، گوجرانوالہ - پنجاب پاکستان

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

تَنقِیحُ التَّنقِید

فی مسئلہ

اجتہاد و تقلید

مصنف

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

پسند فرمودہ

حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

نعمان پبلشنگ کمپنی اُردو بازار، لاہور۔ پاکستان

ملنے کا پتہ: مکتبہ حنفیہ اُردو بازار، گوجرانوالہ۔ پنجاب پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ کتاب

نوشتہ جناب مولانا منظور احسن صاحب ایم اے، ایم - او - ایل،

بیا و ردید گر این جا بود سخندانے
غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

دنیا میں باقتضائے فطرت مختلف طبیعتیں، مزاج، عقلیں اور مدارک ہیں جو درحقیقت اختلاف آرا کا باعث تام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ایک معمولی عقل کا شخص بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ اگر ہر شخص اپنی رائے کے مطابق عمل کرنا شروع کردے تو صفحہ ہستی سے تمدن و تہذیب اور سیاست و جہان آرائی کا نشان معدوم ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت نے نظام عالم کے قیام کے لئے ہمیشہ ادنی عقول کو اعلیٰ مدارک کے ماتحت رکھ کر یہ اجازت نہیں دی کہ جس کی سمجھ میں جو آئے کرے، یعنی "مادر پدر آزادی" کے جذبہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا گیا ہے اسی اصول فطرت اور ضابطہ قدرت کو تقلید اور اتباع یا تسلیم و انقیاد وغیرہ کے مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا جاتا ہے:۔

ہر سلیم الفطرت اور صحیح الحواس سمجھ سکتا ہے۔ کہ قدرتی ضوابط کا انکار اور خدائی قواعد سے عناد سلسلہ کائنات اور نظام موجودات کو درہم برہم کردینے والی چیز ہے۔ پس چونکہ ہمارے خیال میں مدعیان عمل بالحدیث تقلید کو شرک اور بدعت وغیرہ کے مذموم الفاظ سے تعبیر کرکے نظام عالم کی تخریب کے درپے ہیں۔ اور ہر شخص کو من مانی کارروائی کی اجازت دیکر تہذیب و تمدن کے استیصال کے لئے آمادہ ہیں اس لئے ہمارے نزدیک ایسے خیالات کی اصلاح کرنا بفحوائے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ہر مسلم کا فرض اولین ہے:۔

آج ہندوستان میں دنیائے اسلام کے اندر جو رخنہ اندازی ہو رہی ہے۔ وہ دراصل اس پروپاگنڈا کا نتیجہ ہے جو دشمنان اسلام، مذہب کی خیرخواہی کے پردہ میں عمل بالحدیث کے نام پر کرتے رہے ہیں۔ انگریزی تعلیم کی طرف عام توجہ ہونے کے باعث اس ملک میں ایسے حالات رونما ہیں۔ کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی عمر گراں مایہ دینی تعلیم کے حصول کیلئے وقف کر رکھی ہو۔ ہمارے دنیاوی مفاد اور حاجتیں ہمیں اس کام کے لئے نہیں چھوڑتی ہیں کہ ہم یکسوئی سے علم دین حاصل کرسکیں پھر کیا یہ تعجب ہے۔ کہ باوجود اپنی کم مائیگی بے بضاعتی اور بے علمی کے ہر شخص دینی مسائل میں مجتہد بننے کا دعویدار ہے اور اپنی جاہلانہ رائے اور عامیانہ قیاس کو اجتہاد فی الدین سمجھنے کا مدعی ہے:۔

قریباً ایک لاکھ یا کم و بیش ایسے لوگ ہیں جنہیں سرور کائنات ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک نصیب ہوا۔ انہوں نے

ذات قدسی صفات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اُن میں ہزاروں سرورِ عالم کی خدمت میں رہے۔ اور فیضِ صحبت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ وہ صبح و شام
اس شمعِ رسالتؐ کے گرد پروانہ وار جمع رہتے۔ اور نورِ حقانیت سے مستنیر ہوتے اور حضور کا کلام فیض ترجمان اپنے کانوں سے سنتے اُن
کی زبان وہی زبان تھی جس میں حبیبِ خدا کلام فرماتے، طرزِ بیان اور محاورات وہی تھے جن سے وہ پہلے آشنا تھے نہ تو حضور کے کلام
میں کسی قسم کا اغلاق تھا نہ ادبِ تلفظ و انتظام میں کچھ فروگذاشت تھی لیکن پھر بھی با ایں ہمہ ہر ایک کا فہمِ مطالب یکساں نہ تھا۔ بات سے
بات پیدا کرنا، سخن کی تہ تک پہنچنا، احکام کا استنباط کرنا یا بالفاظِ دیگر اجتہاد کرنا ہر ایک کا کام نہ تھا۔ بلکہ اس کام کے لئے اس
جماعتِ مقدسہ میں پوری لیاقت رکھنے والے حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد صرف چار بزرگ تھے حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ اور
ابن عباسؓ۔ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۳۷ پر فرماتے ہیں کہ ان چار بزرگوں کے سوا ابن عمرؓ، حضرت
عائشہ صدیقہ، زید بن ثابت وغیرہم بھی اجتہاد کرتے تھے لیکن رکن اور ادب میں شرط اور سنت میں تمیز نہیں کر سکتے تھے اور جب متعارض
احادیث پیش ہوتیں تو دہل رہ جاتے تھے۔ شاہ صاحب کے اس قول کی تصدیق بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے
کہ صحابہ کرام نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کیا تو ان سے یہ شرط کر لی گئی کہ (مسائل میں) آپ کو خدا اور رسول اور
ابوبکر و عمر کا تابع رہنا ہوگا۔ ان بیانات سے صرف یہ مقصود ہے کہ اجتہاد اور استنباطِ احکام کا درجہ علما کے لئے کس قدر عالی تھا کہ صحابہ
کرام میں بھی صرف چند بزرگ اس کے اہل شمار کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ جو سرورِ عالم کی ہر وقت رفیقہ حیات تھیں
ابن عمر جو پانچوں وقت حاضرِ خدمت رہتے تھے اور زید بن ثابت کاتب الوحی اور قرآن کریم کی ساتوں قراتوں کے حافظ ہونے کے علاوہ اس
قدر ذہین اور فہیم تھے کہ ۱۸ روز میں عبرانی زبان کی مہارت حاصل کر لی بقول حضرت شاہ ولی اللہ کامیاب مجتہد نہ تھے لیکن آج زمانہ کی
حالت پر نگاہ پڑتی ہے کہ ع ہر لئیمے راز دارِ دیں شد است (اقبال) ہر شخص جو اردو پڑھ لکھ سکتا ہے امامِ وقت
ہے مجتہد ہے۔ اور امت کے مسلمہ ائمہ کے خلاف اُسے زبان کھولنے کا حق ہے جمہورِ امت اور مجتہدینِ دین کی تحقیقات اس کے نزدیک
رائے قابلِ رد ہے۔ اور پھر امتِ مسلمہ اس پر نازاں ہے کہ یہ عمل بالحدیث ہے انا للہ وانا الیہ راجعون آہ کیا ایمان ہی
ایک ایسی ارزاں جنس ہے جو دنیا کی تمام منڈیوں سے باسانی مل سکتی ہے۔ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہوا کرتا ہے لیکن ہم لوگ دین کے
معاملہ میں ایسے غافل اور بے پروا ہیں کہ الٰہی توبہ۔

آج ہندوستان میں ضابطہ فوجداری اور تعزیراتِ ہند اردو میں موجود ہیں لیکن ضرورت کے وقت کوئی بزرگ بھی تو اتنی جرأت نہیں
کرتا کہ خود اس کے مطالعہ سے عدالت میں جا کر پیش ہو کر جواب دے سکے اور فوراً کسی قابل اور ماہرِ قانون وکیل کی کوٹھی مدارِ نجات سمجھی جاتی ہے
ایسی معمولی باتوں کے لئے دنیاوی معاملات میں ہم لوگ ماہرِ قانون داں کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن کیا دین کا معاملہ ہی ایسا بے حقیقت ہے
کہ اس کے لئے کسی فاضلِ عصر اور امامِ وقت کی رائے کے خلاف اپنا قیاس صحیح کر لیں۔ ذرا پھر اس بد مذاقی پر غور کریں۔

یہی وہ حالات تھے جن سے متاثر ہو کر حضرت قبلہ مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ سرپرست اخبار "العدل" نے "التقلید
والتنقید" کے عنوان سے العدل مجریہ ۱ مارچ ۱۹۲۷ء میں ایک دلچسپ مضمون رقم فرمایا حضرت ممدوح الصدر نے اُس مضمون میں سترہ سوالات

غیر مقلدین سے دریافت کئے تھے اور کہا تھا کہ تقلید کو حرام اور شرک کہنے والے پہلے اپنے گھر کی خبر تو لیں اور صاف فرما دیا کہ اُن کا روئے سخن صرف تبرائی غیر مقلدین کی طرف ہے۔ اس مضمون نے اہلحدیثی حلقہ میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ آخر مولوی ثناء اللہ صاحب جو غیر مقلدین پنجاب کے مقتدا ہیں۔ اپنے آپ کو تبرائی غیر مقلد ثابت کرتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے اخبار اہلحدیث میں تقلید و تنقید کے عنوان سے ایک سلسلہ وار مضمون شائع کرنا شروع کر دیا جس کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ وہ حضرت علامہ مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کے مضمون کا جواب ہے۔ اِدھر حضرت علامہ ممدوح نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے سارے مضمون کے ختم ہونے سے پہلے ہر ہر لفظ اور ہر ہر سطر کا جواب دینا شروع کر دیا اور ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۷ء کے پرچہ العدل میں سب سے پہلے اپنے مخصوص مناظرانہ رنگ میں ایک محققانہ اور نہایت ہی بے نظیر مضمون بعنوان تمہید التنقید شائع فرمایا یہ سلسلہ ۷ جون تک کے پرچوں میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ پھر العدل کی ۷ جون کی اشاعت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے مضمون تنقید کی تنقیح میں سابقہ سلسلہ مضمون کو بڑھا دیا۔ اور تنقیح التنقید کا مناظرانہ رنگ میں یہ بے نظیر سلسلہ ۲ مئی سنہ ۱۹۲۸ء تک کی اشاعتوں میں زینت طراز العدل ہوتا رہا۔ یہ کتاب اُن سلسلہ کا مجموعہ ہے

حنفی جماعت حضرت علامہ ممدوح العصر کی مسلسل اور پیہم عنایات کے لئے سراپا سپاس ہے۔ کہ علامہ محترم نے مذہب حنفیہ کی صداقت و برتری کے لئے مسئلہ تقلید سے متعلق سلسلہ مضامین لکھ کر مذہبی دنیا کے لئے ایک مستقل مگر نہایت ہی گرانبہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔ یہ گراں قدر سلسلہ افادات عالیہ جہاں جماعت حنفیہ کے لئے تقلید کے مہتم بالشان موضوع پر بطور ایک کامیاب مناظر کے کام دے سکتا ہے۔ وہاں اسکی اشاعت نے خود اہلحدیث کو بھی اُن کی اپنی حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ ہر مدعی علم کی اجتہاد کے منصب عالی پر فائز ہونے کی تعلی غالب کے اس شعر کی صحیح مصداق ہے ؎ ہر بوالہوس نے حُسن پرستی شعار کی ✦ اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی ✦ ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن کے مطابق مجتہد اور محدث بننا کوئی کھیل نہیں۔

ارباب علم پر اس سلسلہ مضامین کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جائیگی۔ کہ محترم بزرگ مولوی ثناء اللہ صاحب مدیر اہلحدیث نے تقلید کے خلاف خامہ فرسائی کرنے کا جو دعوی کیا تھا وہ محض بے دلیل ہو کر رہ گیا ہے۔ مدیر اہلحدیث نے تو اپنا مضمون تنقید التقلید ۲۹ جون سنہ ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں ہی ختم کر دیا تھا لیکن ہمارے یہاں تو افسانہ از افسانہ میخیزد حریف کی بات سے بات نکلتی چلی گئی اور مسئلہ کو ہر پہلو سے ہمیشہ کے لئے صاف کر دینے کیلئے یہ سلسلہ مضمون توقع سے زیادہ طویل ہو گیا لیکن۔ یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ معقولی اور منقولی رنگ میں موضوع زیر بحث پر جو در حقیقت نہایت ہی خشک ہے۔ آج تک ایسی کامیاب اور دلچسپ بحث زبان اردو میں شائع نہیں ہوئی! اور مذہب حنفیہ کی فی الواقع یہ ایک بے نظیر خدمت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مولانا ممدوح کو تا صد سی سال سلامت رکھے۔ تاکہ اُن کی طول حیات سے مسلمان فیض و رشد حاصل کر سکیں۔

علماء نے اپنا کام کر دیا اب جماعت کی سرگرمی کو دیکھنا ہے۔ کہ وہ اس کتاب سے کہاں تک بہرہ اندوز ہو کر اپنے عقائد و مذہب کو سنوارتے ہیں ✦

ننگ اسلاف

منظور حسن۔ ایم۔ اے

عزیز منزل گوجرانوالہ
۲۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التقلید والتنقید

(از جامع المعقول والمنقول علامہ سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات جامعہ دیوبند)

ہندوستان میں تقریباً کل ہی مسلمان مقلد تھے مگر جب یورپ کی ہوائے جھونکے ہندوستان میں بھی آنے لگے تو انہیں بھی حریت آزادی اور عدم تقلید کی سوجھی۔ اندازاً ایک صدی سے یہ مرض یہاں شروع ہوا۔ اور پچاس ساٹھ برس تک آپس میں بہت کچھ فتنہ وفساد مقدمہ بازی۔ فوجداری۔ تبرا بازی ہو کر چند سال سے یہ فتنہ کچھ فرو ہو چلا تھا۔ آپس میں تنافر تحاسد۔ تباغض بہت کم ہو گیا تھا۔

مگر جیسے کہ مصطفےٰ کمال کے فتح پاتے ہی ہندوؤں کے تیور بدل گئے تھے۔ شدھی اور سنگٹھن کی آگ ہندوؤں میں بھڑکی۔ اسی طرح ابن سعود کا مکہ معظمہ پر قبضہ کرنا تھا کہ یہاں کے غیر مقلدین کا بھی فوراً رنگ غصہ سے سُرخ ہو گیا اور نئے سرے سے مقلدوں پر تبرا بازی اور مناظروں کے دنگل شروع ہو گئے۔ ہمارے ناقص خیال میں اس نفاق وشقاق جنگ وجدل وغیرہ وغیرہ کے صحیح ذمہ دار حضرات غیر مقلدین ہیں اگر یہ عرض غلط ہے تو ہم کو بتا دیا جائے مقلدین البادی اظلم کے مصداق کس طرح ہیں۔

فتنہ کا باعث غیر مقلدین ہیں

ہندوستان میں پہلے مقلد تھے یا غیر مقلد۔ جو بعد میں پیدا ہوا۔ وہی فتنہ کا باعث ہے اگر غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین مسلمان اور ناجی ہیں۔ تو پھر نئے فرقہ کے ظہور کا کیا معنیٰ؛ ورنہ یہ صاف فرمایا جائے کہ عدم تقلید سے پہلے کل مقلدین گمراہ۔ بیدین۔ فساق۔ فجار یا کفار تھے اور تقلید ہی شر وفساد کی جڑ تھی اس کے رفع میں اگر فتنہ فساد ہوا تو ہوا کرے

کیا غیر مقلدین نے تقلید مقلدین ائمہ مجتہدین کو سب وشتم سے یاد کیا۔ یا مقلدین نے حدیث قرآن محدثین کو گالیاں دیں۔ تقلید کو حرام فسق شرک۔ کفر کس نے کہا مقلدین کو فاسق فاجر گمراہ۔ بیدین مشرک۔ کافر مرتد کہنے والا کون تھا۔ ائمہ مجتہدین کو دین کا تباہ اور برباد کرنے والا نیا دین بنانے والا وغیرہ وغیرہ کس نے کہا کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی مقلد نے کوئی کتاب قرآن وحدیث کے اتباع کی مخالفت میں شائع کی تھی۔ جس کے جواب میں غیر مقلدیت اور رسالہ بازی شروع ہوئی۔

اگر غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شرک وحرام۔ گمراہی۔ بیدینی جہنم میں جانے کا سبب نہیں تھی۔ تو پھر تقلید کیوں چھوڑی تقلید کی مخالفت میں رسائل کیوں لکھے؛ مقلدین ہی کو غیر مقلد کیوں بنایا غیر مسلم اقوام کو غیر مقلد بنایا ہوتا۔ تو پھر مقلدین ان سے دست بگریبان ہوتے تو مقلدین ملزم تھے عجیب بات ہے کہ مقلدین ہی کی

اولاد کو غیر مقلد بنایا جائے وہ اپنے ماں باپ کو کافر و مشرک کہہ کر اپنے کو یخرج الحی من المیت کا مصداق
قرار دے۔ یعنی ان کے مقلد ماں باپ جو کافر و مشرک مثل مردہ کے تھے ان سے یہ زندہ غیر مقلد مسلمان اللہ تعالیٰ
نے پیدا کیئے۔ پھر بھی اگر مقلدین اپنی قوم کو اپنے مذہب اور طریقے کے بچانے کی فکر کریں۔ جواب
دیں۔ تو وہ ظالم ٹھیریں۔ کیا انصاف یہی ہے ؎

یہ کیا اندھیر ہے اے دشمن بیدرد تجھ سے ہوس نے کام جاں پایا محبت شرمسار آئی!

عجیب بات ہے کہ چور کسی کے گھر میں نقب لگائے مال نکال کر لیجائے۔ گھر والا جاگ کر شور و غل مچائے
پولیس کو بلائے تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہ دیکھو صاحب یہ شور و غل مچا اور پولیس کو بلا کر ہمارے قید
میں جانے کا سامان کر رہا ہے۔ لہذا ظالم یہی ہے کہ اس نے ہمارے گرفتار کرانے کا قصد کیا۔ یہ ہم کو نقب لگا کر
کل مال و اسباب چرانے کیوں نہیں دیتا۔ یہ مقلدین تمام مقلدین کو چپ چاپ غیر مقلد کیوں نہیں ہونے دیتے دیکھو
یہ جھگڑا کرتے ہیں مفسد ہیں۔ ہم کو مساجد سے نکالتے ہیں۔ ہم کو امام کیوں نہیں ہونے دیتے اپنی تمام مساجد ہمارے
قبضہ میں کیوں نہیں دیتے۔ یہ تو مشرک ہیں۔ غیر مقلدین ہی مسلمان ہیں وہی نماز پڑھنے پڑھانے کے مستحق ہیں
جب یہ قرأت فاتحہ خلف الامام نہیں کرتے تو ان کی نماز ہی کب ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ ان تمام امور کی
ابتدا کس طرف سے ہوئی۔ غیر مقلدین کی طرف سے یا مقلدین کی طرف سے؟

مرزائے قادیانی کی غیر مقلدیت

مرزا صاحب بھی کیا شروع میں غیر مقلد ہی نہ تھے امام مجدد محدث نبی ظلی۔ بروزی
تشریعی کا دعوی کیا لوگوں نے انکار کیا مقابلہ کیا۔ تو مسلمانوں ہی کی شکایت کرتے ہیں
کہ ان مولویوں کا یہی دھندا ہے جو بے دین گمراہ کرنے والا پیدا ہوتا ہے۔ اسے کافر کہتے ہیں مشرک بنا کر مسلمانوں
کو کافر ہونے سے روکتے ہیں۔ چپ چاپ سب مسلمانوں کو مرزا صاحب کی نبوت کیوں نہیں ماننے دیتے
مرزا صاحب کو کافر و مرتد کیوں کہتے ہیں۔ آخر وہ کلمہ گو تو ہیں۔

کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے بجز مسلمانوں کے کافر و مرتد بنانے کے کسقدر آریہ
عیسائیوں غیر مسلموں کو کلمہ گو بنایا ہاں نامردے ہاتھی کیطرح اپنے ہی لشکر کو تباہ کیا اس جملہ معترضہ کے بعد حضرات
غیر مقلدین کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے شروع میں غیر مقلدیت کی صدا غیر مسلموں میں بلند فرمائی تھی اور مقلدین
آپ سے لڑنے کو مستعد ہو گئے یا اب آپ کی ہمت غیر مسلموں کی طرف متوجہ ہے اور مقلدین کو آپ نے چھوڑ دیا؟
نہیں نہیں بلکہ رات دن تقلید ہی کی جڑ کاٹنے میں مشغول ہیں اور انہی کو مشرک کہا جاتا ہے پھر اگر مقلدین کی
طرف سے بھی زیادتیاں ہوئیں گو ہم ان کو بھی پسند نہیں کرتے مگر ذمہ دار اول غیر مقلدین حضرات ہی ہوں گے

فساد کے لیئے غیر مقلدین کی پیش دستی

یہ تو ابتدائے عشق تھی اب انتہا کو سنئے سالہا سال کے بعد مقدمہ

بازی۔ فوجداری جھگڑے نزاع مناظرے بند ہوئے تھے۔ مگر ابن سعود کے حرمین شریفین پر قابض ہوتے ہی معلوم کیا بہار کے دن آگئے کہ غیر مقلدین صاحبان جامہ میں نہیں سماتے۔ حالانکہ نجدی اپنے آپ کو مقلد کہتے ہیں جو غیر مقلدین کے نزدیک دوسرے مقلدین کیطرح ایک ہی کشتی میں سوار ہیں پھر یہ نجدیوں پر کیوں عاشق ہیں؟ اگر وہ غیر مقلد بھی ہیں تو ہندوستان پر کیا اثر۔ یہاں اس فتنہ خوابیدہ کو کیوں جگایا۔ گوجرانوالہ میں مناظرہ کی تحریک کس طرف سے ہوئی میرٹھ میں مقلدین کو کس نے کیا کیا کہا بنگال میں مناظرہ کا علم کس نے بلند کیا حضرت شیخ الحدیث قبلہ سید انور شاہ صاحب مدظلہ اور یہ عاجز نہیں گیا تھا۔ تو غیر مقلدین نے کیا کیا لکھا تھا؟

ہمارا جواب گوجرانوالہ کا مناظرہ رد کرنا صرف ہمارا ہی کام تھا۔ ورنہ وہیں جنگ شروع ہو چکی تھی جس کی مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی تحسین کی۔ اور قادیاں میں خود مجھ سے ذکر کیا اب بھی اہلحدیث میں کسی صاحب[1] نے مقلدین سے سوال کئے ہیں جب ان باتوں کا مقلدین پر اثر برا پڑنے لگا تو اب ہم بھی حضرات غیر مقلدین کی خدمت میں نہایت ادب سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے معروضات کو بغور سن کر کوئی ذمہ دار جواب دے تاکہ جماعت پر اثر پڑے۔ ورنہ اگر کسی شخص نے جواب دیا تو کل دوسرے غیر مقلدین فرمائیں گے کہ ہم اس کے مقلد تھوڑا ہی ہیں وہ جانے اس کا کام۔ اسواسطے جواب ذمہ دارانہ ہو تو مفید ہوگا۔ ورنہ شخصی حیثیت مفید نہیں مطلب عرض کرنے سے پہلے یہ گزارش کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ بھی عرض کیا۔ یا عرض کریں گے وہ انہی مقلدین کی طرف سے عرض کریں گے جو فقہ کی روایات معتبرہ پر عمل کرتے ہیں اور اصولاً فروعاً حنفی ہیں۔ ہاں نام کے حنفی گور پرست تعزیہ پرست کنکر شاہ۔ روڑے شاہ برباد شاہ وغیرہ وغیرہ کے ماننے والے ہم ان کو بھی غیر مقلد ہی جانتے ہیں۔ ان سے آپ خود نمٹیں۔ دلی رادلی مے شناسد بدعات پر جسقدر اعتراضات ہیں ان کو فقہ حنفی کب جائز کہتا ہے بدعات کے رد میں ہم بفضلہ تعالیٰ دنیا میں سب سے آگے ہیں جو لوگ تقلید کو شرک۔ کفر فسق۔ حرام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین پر اعتراض کرتے ہیں ہمیں تو صرف انہی کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے۔ اور جو واقعی اہلحدیث ہیں۔ حدیث پر عمل کرنے کی خدا نے انکو قابلیت نرمائی ہے وہ نہ تقلید کو برا کہتے نہ مقلدین ائمہ مجتہدین کو برا سمجھتے ہیں ان سے ہمیں کوئی تعرض نہیں نہ وہ ہمارے مخاطب ہیں

نمبر اول۔ حضرات غیر مقلدین کیا یہ عرض بیجا ہے کہ عالم میں پہلا ظلم اول جرم پہلی نافرمانی۔ ابتدائی کفر۔ ارتداد بے ایمانی فسق گناہ کبیرہ ترک تقلید ہوا۔ بدترین کفار و مرتدین و مجرمین کا سر دار سارے فساق اور حرامکاروں کا افسر اعلیٰ وہ ہے جو سب میں پہلے غیر مقلد ہوا یعنی شیطان ابلیس ملعون نے خدائے قدوس کے

---

[1] ۱۴ر جنوری ۱۹۳۰ء کے اخبار اہلحدیث میں ایک صاحب مولوی عبدالغفور صاحب کردہوری نے ارباب تقلید سے چند سوال کے عنوان سے تین چار کالم کا ایک مضمون شائع کرایا تھا جس سے صاحب مضمون کا مقصد تقلید کو ناجائز قرار دینا تھا یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے

اس حکم کو کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے۔ بے دلیل تسلیم نہ کیا۔ اور تسلیم القول بلا دلیل یہی تقلید ہے یعنی کسی قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا مان لینا یہ تقلید ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے اس قول مذکور کو بلا دلیل تسلیم و قبول نہ کیا۔ بلکہ دلیل کا مطالبہ کیا یعنی شیطان کو اول غیر المقلدین اور عدم تقلید کو سرچشمۂ ضلالت اور کفر کہنا صحیح ہے یا نہیں۔ سائل کی یہ غرض نہیں کہ ترک تقلید اور طلب دلیل کا کوئی فرد بھی اچھا ہے یا نہیں بلکہ مقصود یہ ہے۔ کہ ترک تقلید کی نسبت جو سوال میں الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں یا نہیں شیطان کا یہ فعل ترک تقلید تھا یا نہیں۔

نمبر دوم اور شیطان وہ شخص ہے یا نہیں کہ جس نے مخلوقات میں سب سے پہلا ترک تقلید پر دلیل قائم کر کے لعنت کا طوق حاصل کیا یہ کہنا کہ دین کے بارہ میں اول دلیل طلب کرنیوالا بڑا کافر شیطان ابلیس لعین ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں

نمبر سوم اگر یہ فرمایا جائے کہ تقلید تسلیم القول بلا دلیل کا نام ہے اور یہاں خداوند عالم کا فرمانا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ دلیل ہے تو شیطان نے قول بلا دلیل کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ قول مدلل کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہوا ہے تو بکمال ادب عرض ہے کہ قول حکم ہے اس کی دلیل اور چاہیئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ یہ تو حکم ہے یہ حکم ہی خود اپنے نفس کے لئے دلیل کیسے ہو سکتا ہے اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ نماز کو قائم کرو۔ اور زکوٰۃ کو ادا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا یہ حکم ہے اس کی دلیل کوئی اور چاہیئے اور اگر یہی حکم ہے۔ اور یہی دلیل ہے تو حاصل یہ ہوا۔ کہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ سائل عرض کرتا ہے کہ اس کی دلیل کیا ہے تو جواب ملتا ہے اسواسطے کہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ اور یہ تو کوئی عاقل بھی تجویز نہیں کر سکتا کوئی شخص کہے کہ میرا تمہارے ذمہ ہزار روپیہ قرض ہے مدعا علیہ کہے کہ دلیل کیا ہے تو وہ کہے کہ یہی دلیل ہے کہ میرا تمہارے ذمہ ہزار روپیہ قرض ہے نہایت غور سے جواب دیا جائے

نمبر چہارم خداوند عالم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا چاہیئے یعنی اللہ تعالیٰ اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کی تقلید کرنی چاہیئے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ کافر ہے غرض اول سے آخر تک دین۔ ایمان مذہب تقلید ہی تقلید کا نام ہے جواب میں جلدی نہ کرنی چاہیئے کہ ہم تقلید غیر نبی کو حرام۔ کفر۔ شرک اور گناہ کہتے ہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم کی تقلید ہے۔ اس وجہ سے کہ یہاں تقلید ائمہ کا ابھی سوال ہی نہیں۔ یہاں تو سوال صرف اس قدر ہے کہ دین و ایمان اول سے آخر تک تقلید ہی تقلید کا نام ہے یا عدم تقلید اور غیر مقلدی کا۔

نمبر پنجم جب یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ قرآن شریف و احادیث میں جس قدر احکام ہیں وہ احکام ہیں دلائل نہیں تو اب یہ بھی بتانا چاہیئے کہ قرآن شریف کی آیات اور احادیث کو جو احکام کے دلائل کہتے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں

سلسلہ ۵۱ بعد ل کے ۱۷ مارچ [illegible] کے پرچہ میں صفحہ ۸ کالم ۲ پر یہ عبارت غلط چھپ گئی تھی۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کتابت کی غلطی [illegible] ہمارے [illegible] بنا ڈالا۔ کتاب ہذا کے صفحہ ۸۸ پر متعلقہ مضمون درج ہے۔ (منظور)

هدایات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے بڑھ کر وہ کونسی چیز ہے جو ان احکام کے خلاف ملے گی۔ فتدبروا فیہ

اہل علم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ یہاں چند سوالات اور جوابات ہیں جن کی طرف اشارہ ہے۔ ہمیں حضرات
مجتہدین زمانہ سے امید رکھنی چاہئے کہ اس مقام کو وہ اسی طرح حل فرماویں گے جس طرح مسئلہ قرأت خلف الامام
وغیرہ کو مجتہدانہ رنگ میں بیان کرتے ہیں تقلید کی حرمت کو اب دیکھنا ہے۔ کہ بلا مقلدین کی کتب کے مطالعہ اور
ان کی مدد کے کیا جواب تشفی بخش ارشاد فرماتے ہیں۔ میری ایک غیر مقلد صاحب سے ریل میں بات چیت ہوئی
وہ زندہ ہیں اور اغلب ہے کہ اس مضمون کو بھی دیکھیں اور یہ قصہ بھی شاید انہیں یاد آ جائے دیوبندی بہار پور کو
تو جا رہے تھے بندہ ان کا نام لیکر کیا کہ ہمیں معلوم ہے عدم تقلید کی جو حقیقت ہے یا تکو فتح الباری عینی
فتح القدیر وغیرہ شروح و حواشی متقلدین کے دیکھے جاتے ہیں اور صبح کو تقلید کو حرام کہا جاتا ہے اور بیان
وہی کیا جاتا ہے جو مقلدین نے کہا ہے ہم کو اسکی مکاری سمجھتے ہیں کہ آدمی جس ہنڈیا میں کھائے اسی میں چھید کرے
ہاں اگر قرآن مجید اور حدیث شریف کے ہوتے ہوئے تقلید کی ضرورت نہیں اور جہاں سے اور مجتہدین نے
احکام کا اخذ کیا ہے۔ آپ بھی وہیں سے اخذ احکام فرماتے ہیں تو ہم مثلاً کسی بڑے سے بڑے غیر مقلد کو جس نے
علم ہیئت و صرف و نحو نہ پڑھا ہو۔ آسمان اس کے سامنے موجود ہے وہ علم ہیئت کے کتنے مسئلے ایجاد کرتا ہے
اور کلام عرب موجود ہے دیکھیں کہ صرف و نحو کے کتنے قاعدے ایجاد کرتا ہے شرم کرنی چاہئے کہ بطلیموس فیثاغورث
خلیل اور اخفش کے جوتے اٹھاتے اٹھاتے ساری عمر مر جائیں مگر اجتہاد کا نام لیتے ہوئے دم نکلے قرآن مجید اور
حدیث شریف کی ان کے نزدیک یہ قدر ہے کہ نحو میر پڑھنے کے بعد ائمہ مجتہدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں قرآن
مجید اور حدیث شریف سے اجتہاد کے دعوے کریں اگر دعویٰ ہے تو بس یہی میدان ہے اور یہی امتحان۔ مگر اس کا
کچھ جواب نہیں دیا۔ حاصل یہ ہے کہ دین محض تقلید ہی تقلید کا نام ہے یا نہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ
خداوند عالم اور جناب رسول اللہ صلعم کی تقلید فرض اور ائمہ مجتہدین کی واجب۔ وہاں قطعی۔ یہاں ظنی۔ دین
میں اجتہاد بھی ہے۔ مگر کس کے لئے وہ کون ہیں۔ اس کا جواب بھی قرآن و حدیث ہی سے دینا چاہئے

نمبر ششم اگر یہ بات مسلم ہے۔ تو پھر تقلید کے اقسام محمود اور مذموم۔ فرض و واجب۔ حرام اور جائز۔ اولیٰ
اور خلاف اولیٰ تمام اقسام ترتیب کی تعریفیں مفصل بیان فرمائیے۔ ورنہ یہ فرما دیا جائے کہ تقلید دین میں سب جگہ
حرام یا کفر و شرک کیا ہے؟ اور ترک تقلید کے بعد کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ قرآن مجید اور حدیث پر عمل کس طرح کرے
نمبر ہفتم تقلید میں جو تسلیم القول بلا دلیل ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ مطلب ہے کہ جو قول نفس الامر میں بلا دلیل اور
غلط ہے۔ اس کے تسلیم کرنے کو تقلید کہتے ہیں تب تو واقعی تقلید کی جس قدر مذمت کیجئے تھوڑی ہے اور اگر
یہ مراد ہے۔ کہ ایک قول کو جو واقعہ اور نفس الامر میں مدلل اور محقق ہے۔ چاہے ان کی دلیل قطعی اور یقینی ہو۔

یاظنی۔ مگر دلیل ضرور ہے۔ ایسے قول کو قائل کے اعتماد پر یا کسی مخفی مجمل دلیل کی بنا پر جو اسوقت اس کلام میں مذکور نہ ہو تسلیم کرنا تقلید ہے۔ تو پھر اس کی مذمت کی کیا دلیل ہے۔ کیا کسی صحیح بات کو بھی بلا ذکر دلیل تسلیم کرنا کفر اور شرک و حرام اور گناہ ہے

بخاری شریف کی حدیث کو بلا سند بیان کئے ہوئے کوئی شخص تسلیم کرے تو یہ بھی تسلیم القول بلا دلیل ہو کر تقلید ہو گی یا نہیں۔ اگر ہو گی تو یہ تقلید مذموم ہے یا بہتر۔ بغور بیان فرمایا جائے۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

حضرت عمرؓ کا حضرت صدیق اکبرؓ سے جمع قرآن شریف کے بارہ میں کہنا اور صدیق اکبرؓ کا یہ جواب دینا کہ کیف تفعل شیئا لم یفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں فاروق اعظم کا نہ آیات قرآنیہ کو پیش کرنا نہ حدیث نبوی کو بیان کرنا بلکہ ھذا واللہ خیر کہنا اور صدیق اکبر کا حضرت فاروق اعظم کے قول کو قبول فرمانا یہ تقلید فی الدین اور تسلیم القول بلا دلیل ہوئی یا نہیں۔ پھر زید بن ثابت سے صدیق اکبرؓ کا جمع قرآن کو فرمانا اور زید بن ثابتؓ کا بھی وہی جواب دینا جو فاروق اعظم کو صدیق اکبر نے دیا تھا پھر فقط اسی قول سے دونوں حضرات کا شرح صدر ہو جانا اور اس پر تمام صحابہ میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ تو سب صحابہ نے حضرت عمر کے قول کو بلا دلیل تسلیم کر کے تقلید کا حکم ثابت فرما دیا یا نہیں فرمائیے تقلید ما انا علیہ واصحابی کا فرد ہوئی یا نہیں مقلدین کس فرقہ میں اور غیر مقلدین بہتر میں یا بہتر میں

حضرات غیر مقلدین ہوشیار ہو کر جواب مرحمت فرمانا۔ آپ کے بعض بعض بڑوں نے نہایت گستاخانہ اعتراض فاروق اعظم پر تراویح کے بارہ میں کیا ہے گویا ان کو بدعتی کہہ دیا۔ دیکھو کوئی شخص یہ کہہ کر اپنی عاقبت کو خراب کرے کہ حضرت عمر کا کیا ذکر ہے۔ جب انہوں نے ایک بدعت کر لی تو دوسری یہ بھی ہمیں جو چاہو۔ کہو مگر دیکھو ائمہ کو برا کہنے سے آدمی چھوٹا رافضی ہوتا ہے اور صحابہ کی شان میں گستاخی کرنا یہ اصل رفض ہے۔ مگر قیامت تو یہ ہے کہ یہ قصہ تو تراویح سے بھی پہلے کا ہے یہاں تو معاذ اللہ صدیق اکبر اور زید بن ثابت کا بھی بدعتی ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر انہیں میں بس نہیں کوئی صحابی بھی نہیں بچتا۔ تراویح میں تو بعض صحابہ جماعت سے علیحدہ بھی پڑھتے تھے لیکن یہاں تو ایک صحابی سے بھی اس کا خلاف ثابت نہیں اور پھر خلیفہ سوم و چہارم نے بھی وہی کیا سب سے بڑی دلیل تو یہ ہے کہ آج کل کے غیر مقلد بھی وہی قرآن پڑھتے ہیں۔ دنیا بدعتی ہو جائے۔ مگر آپ حضرات کہیں بدعتی تھوڑا ہی ہو سکتے ہیں۔

نمبر ہشتم اگر کوئی یہ جواب دے کہ تمام صحابہ نے جو فاروق اعظم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کیا تھا لہٰذا وہ تو مقلد ہوئے اگر ہم نے ان کے قول کو بھی بلا دلیل تسلیم نہ کیا بلکہ فلاں دلیل سے جمع قرآن ثابت ہے اس بنا پر اس قرآن کو پڑھتے ہیں تو حضرات پھر دست بستہ عرض ہے کہ آپ ساری عمر غیر مقلد رہیں۔ بلکہ اس سے بھی اور زیادہ

درجہ اختیار فرمالیں۔ آپ کو اختیار ہے۔ ہم کو تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقلد ہونا ثابت کرنا ہے۔ تاکہ ہم ان کی تقلید کر کے ما انا علیہ واصحابی میں داخل ہو کر نجات پائیں ہم مقلد ہیں۔ اور بے شک مقلد ہیں مگر کہیں کسی ایسے ویسے ایرا غیرا نتھو خیرا کے مقلد ہو کر تقلید تھوڑا ہی کرتے ہیں! اور آپ کی دلیل کی بھی حقیقت ابھی معلوم ہوئی جاتی ہے صبر فرمائیے اور یہ کہہ کر دیکھئے۔

نمبر نہم حدیث میں جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تہتر فرقہ ہونے فرماتے ہیں۔ یہ تہتر فرقہ امت اجابت کے یا امت دعوت کے اگر امت اجابت کے ہیں تو حاصل یہ ہوا کہ تہتر کے تہتر مسلمان اور مسلمان کے لئے بالآخر نجات لازم تو ہے پھر بہتر کا ناری اور صرف ایک ناجی ہونا اس کے معنی کیا ہیں اور اگر امت دعوت مراد ہے۔ یعنی سب کافر اور مسلمان مراد ہیں تو یہ معنی کسی محدث نے لئے بھی ہیں یا نہیں پھر تہتر کی کیا تخصیص کفار تو بہت سے ہیں اور اہلحدیث کے پرچہ میں جو کسی صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ کہ مقلدین ائمہ اربعہ سب کیسے ناجی ہو سکتے ہیں ناجی ایک ہی ہوگا۔ اس کے کیا معنی ہوں گے اسواسطے کہ اب تو حاصل یہ ہوا۔ کہ ۷۲ تو کفار کے رہے جو مسلمان نہیں اور مسلمان سب تہتر میں رہے تو جب تمام ہی اسلام کے فرقہ ناجی ہوئے تو یہاں سب جنت میں جائیں گے ان بیچارے مقلدوں کے حال پر بھی رحم فرمائیے ورنہ پھر غیر مقلدین اور آج کل کے اہلحدیث میں بھی اس قدر اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیق ہی نہیں تکفیر تک کرتا ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کو لیجئے۔ جو غیر مقلدوں کے مایہ الفخر ہیں انہیں کو بعض غیر مقلدین کافر تک کہتے ہیں۔ رسائل نہیں بلکہ بڑی بڑی کتابیں ان کے رد میں لکھی ہیں ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز   ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

مولوی ثناء اللہ صاحب کے بعض مخالفین مولوی ابوتراب صاحب مولوی نفیر اللہ صاحب۔ مولوی عبدالاحد صاحب اور غزنویہ جماعت ہے غرض مقلدین کی طرح ان میں بھی اختلاف ہے۔ جیسے مقلدین میں ایک ہی ناجی ہوگا غیر مقلدین میں بھی تو ایک ہی ناجی ہوگا۔ اور باقی جہنمی تو جو جواب غیر مقلدین دیں گے وہی مقلدین کا بھی ہے۔ افسوس تقلید چھوڑنے کے بعد بھی بہتر ہی میں رہے۔ تہتر دین پھر بھی نہ بنے۔

نمبر دہم:۔ خیر یہ سوال تو اس حدیث میں ضمنی آگیا ہے۔ اصل بات تو قابل عرض یہ ہے کہ تہتر واں فرقہ جو ناجی ہے جس کو ما انا علیہ واصحابی کر کے فرمایا ہے۔ جس طریقہ پر آپ ہیں صلعم اور جس طریقہ پر آپ کے اصحاب ہیں یہ ایک ہی فرقہ ہے یا دو۔ اگر دو ہیں تو بجائے تہتر کے چوہتر ہو گئے دوسرے جو فرقہ آپ کے مخالف ہے وہ ناجی کیسے ہو سکتا ہے ما انا علیہ واصحابی کا معاذ اللہ ناری ہونا لازم آتا ہے تیسرے اگر ہر صحابی کا طریقہ علیحدہ مراد کیا جائے تو بجائے تہتر کے ہزارہا ہو گئے اور سب ناجی تو صرف ایک ناجی ہونا

بلکہ بہتر ناری اور ہزار ہا ناجی ہوئے جو خلاف حدیث ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ ما انا علیہ واصحابی ایک ہی ہے یعنی آپ کا طریقہ اور آپ کے ہر صحابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وہ آپ ہی کا طریقہ ہے صلعم۔ اور ہر صحابی ناجی اور جو شخص بھی کسی صحابی کی پیروی کرے گا۔ اور جو صحابی نے کیا وہ کریگا۔ یا جو فرمائیں وہ کریگا تو وہ سب ناجی ہیں تو بجائے ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہزار ہا کی تقلید ثابت ہو گئی اور چار کے پیروؤں کیا ہزاروں کے مقلدین کا ناجی ہونا ثابت ہو گیا۔ وللہ الحمد وعلی رسولہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر یازدہم۔ اور کمال یہ ہے کہ تقلید شخصی بھی حدیث سے صراحۃً ثابت ہوئی یعنی تمام دین میں اگر ایک صحابی کی بھی کوئی پیروی کرے گا۔ تو وہ ناجی ہے اور یہی تقلید شخصی ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ تمام صحابہ کے مجموع من حیث المجموع طریقہ پر عمل کیا جائے تب ناجی فرقہ میں شمار ہو گا تو یہ عقلاً و نقلاً محال و ممتنع ہے۔ کیونکہ صحابہ میں بھی فروع میں اختلاف تھا۔ کوئی رفع یدین کوئی عدم رفع کا کوئی آمین بالجہر کوئی آہستہ کہنے کا قائل تھا اور یہ محال ہے کہ آدمی ہر نماز میں رفع و عدم رفع آمین بالجہر و خفض قرأت فاتحہ اور عدم قرأت فاتحہ اجتماع نقیضین کرے تو اس صورت میں تمام امت کا ناری ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ دخول جنت محال ہے۔ اور خود مذہب اسلام معاذ اللہ ایک لغو اور باطل اور مجموعہ ضدین و اجتماع نقیضین کا خلاصہ ہو گا۔ اور اسی کے ساتھ ہر ہر صحابی کی نجات بھی محال ہو جائے گی کیونکہ ہر صحابی کا کہیں وہ مذہب تھوڑا ہی ہے جو کل صحابہ کا ہے لہذا یہ احتمال بھی بالکل غلط ہے بلکہ صحیح وہی ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر ہر صحابی کا قول و فعل رشد و ہدایت اور موجب نجات اخروی ہے اور اس صورت میں ہر صحابی کی تقلید شخصی اور اسی سے تقلید ائمہ صراحۃً ثابت ہوتی ہے۔ جو مقصود ہے۔ اور اگر حضرات غیر مقلدین کے نزدیک یہ احتمال صحیح نہیں۔ تو جو احتمال صحیح ہو۔ اس کو بیان فرمائیں۔

حضرات حاصل یہی تو ہوا۔ کہ جو کوئی شخص جس طرح آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم اقوال و فعل پر بلا چون و چرا عمل کرے گا اور یہ تقلید منجی ہے اسی طرح صحابہ کی تقلید بھی منجی ہے۔ کسی صحابی کے کسی فعل اور قول کی دلیل معلوم کرنے کی ضرورت نہیں وھو التقلید نیز یہی مفہوم اصحابی کالنجوم بایھما اقتدیتم اھتدیتم کا ہے۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کشمس ہدایت ہیں آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نجوم ہدایت۔ ضلالت کی ظلمت نہ شمس میں ہو سکتی ہے نہ ستارہ میں جس کی اتباع کرے ناجی اور جب یہ بات معلوم ہو گئی تو دلیل کی طلب اگر جنون نہیں تو کیا ہے۔ دلیل تو اسی لئے طلب کی جاتی ہے کہ اتباع میں گمراہی نہ ہو جب ہدایت ہی مدینہ ہے تو طلب دلیل کی ضرورت نہیں تقلید ضرور منجی ہے فتدبر و ا فیہ

فرمائیے کہ کیسے سہل طریقہ سے تقلید ثابت ہو گئی اور سب مقلدین ائمہ اربعہ کا ناجی ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ ہر امام کسی نہ کسی صحابی کے قول یا فعل کا متبع ہے ہمیں دیکھنا ہے کہ آپ تقلید کو قبول فرماتیں گے یا جواب میں مجتہدانہ طرز اختیار ہوگی گو ابھی بحث نہ تھی مگر تقلید شخصی بھی حدیث ہی سے ثابت ہو گئی۔ کسی صاحب کو یہ خدشہ نہ ہو۔ کہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ جیسے مقلد امام کہا جاتا ہے جب سب جگہ تقلید ہی تقلید ہے تو مقلد اللہ تعالیٰ و مقلد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں کہا جاتا۔ تو ہمارے نزدیک تو یہ جواب ہے۔ کہ یہ تخصیص بحسب الاصطلاح ہے ورنہ باعتبار اصل معنی کے بے شک سب کے مقلد ہیں۔ تقلید کے معنی کو تقلید ائمہ میں غلبہ ہو گیا ہے اور کافیہ میں پڑھا ہو گا الوصف شرطہ ان یکون فی الاصل فلا تضرہ الغلبۃ فتدبر فیہ پس اصل معنی کے اعتبار سے سب جگہ تقلید صادق آتی ہے گو بحسب الاستعمال وہاں تقلید کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا اور اس میں کچھ حرج نہیں اور اگر یہ جواب پسند خاطر نہ ہو۔ تو اس سے عمدہ جواب حضرات مجتہدین زمانہ عنایت فرمائیں ہمیں قبول میں کیا عذر ہے۔

نمبر دوازدہم مسلمانوں کی بیشمار تعداد جن کا بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی علم نہیں۔ بالکل بے پڑھے لکھے نہ دلیل کو جانیں نہ حکم کو مسلمانوں کے یہاں پیدا ہوئے محض تقلید آبائی کی وجہ سے مسلمان ہوئے اور اسلام پر ہی خاتمہ ہوا حضرات غیر مقلدین کے نزدیک ان لوگوں کا اسلام مقبول ہے یا بوجہ تقلیدی ایمان کے معاذ اللہ العظیم سب کافر اور جہنمی ہیں۔ اس صورت میں اکثر حصہ امت کا کافر ہو گا شاید اس کو تو کوئی بے باک کہہ بھی دے مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ اکثر غیر مقلدین جو بالکل جاہل ہیں۔ وہ بھی تقلیدی ہی ایمان رکھتے ہیں تو یہ سب کافر ہی کافر ہوں گے اہلحدیث اور غیر مقلد ہو کر بھی کیا ان کافر ہو سکتا ہے

نمبر سیزدہم اور اگر کرم فرما کر ان بیچارے بے پڑھے لکھے مسلمانوں کے حال پر رحم کیا جائے اور اس تقلیدی ایمان کا اعتبار ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ جب ایمان میں تقلید معتبر ہے اور جنت کا استحقاق ہے تو رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ جزئیات مسائل میں یہ لوگ تقلید کر کے کیسے گمراہ بے دین اور جہنمی ہوں گے۔

نمبر چاردہم اور جاہل تو جاہل پڑھے لکھے بلکہ بہت سے غیر مقلدین کے علماء بھی اکثر مسائل کے دلائل نہیں جانتے اور پھر بھی اہلحدیث جنت کے مالک سمجھے جاتے ہیں تو کیا نجات کیلئے یہی کافی ہے کہ آدمی اپنے کو غیر مقلد کہہ دے اور رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ کی چند حدیث یاد کرے اور باقی تمام یا اکثر اصول و فروع کے دلائل سے بے خبر ہو کر مقلد ہو اور نجات پا جائے۔ غرض ہر پہلو کو غور سے ملاحظہ فرما کر جواب دیا جائے۔

نمبر پانزدہم یہ تو ان مسلمانوں کا حال تھا جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اب یہ عرض ہے کہ اگر کوئی کافر بے دلیل معلوم کئے مسلمان ہو جائے اور تمام احکام شرعیہ پر صرف تقلیداً ہی عمل کرتا کرتا مر جائے۔ تو اہل حدیث

زمانہ کے نزدیک یہ مسلمان ہے یا کافر کا کافر ہی رہا۔ اگر تقلید معتبر ہے۔ تو پھر جزئیات مسائل میں کیوں ناجائز ہے
نمبر ۱۴ نزدہم ادلہ اگر اس کا اسلام معتبر نہیں تو اسی طرح اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ بتعلیم محض تقلید سے بلا کسی
دلیل کے مرتد ہو جائے تو اس کا تقلیدی کفر بھی معتبر ہوگا۔ یا یہ مسلمان کا مسلمان ہی رہے گا۔ اگر یہ
کافر ہے۔ تو وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔

نمبر ۱۵ ہفدہم یہ چند سوالات تو عوام کی تقلید آبائی کے متعلق تھے۔ قرآن مجید میں جو مذکور ہے۔ کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے دریافت فرمایا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے تو انہوں نے
جواب میں یہی فرمایا کہ نعبد الٰهك واله اٰبائك ابراهيم و اسمٰعيل و
اسحٰق الٰهاً واحداً و نحن له مسلمون ہم آپ کے خدا اور آپ کے آبا ابراہیم و
اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام کے خدا کی بندگی کریں گے علیٰ ہذا القیاس یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا واتبعت
ملة اٰبائی ابراهيم واسحٰق ويعقوب یعنی میں نے اپنے آبا و اجداد کی ملت کی اتباع کی۔ تو اگر ہر جگہ
آبائی ملت کی اتباع تقلید مذموم ہے تو آنحضرت صلعم کی انبیاء علیہم السلام کی نسبت کیا رائے ہے واضح رہے۔ کہ
انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ خیال کون شخص کر سکتا ہے کہ ان کو وجود باری تعالیٰ یا وحدانیت یا اسلام کی حقانیت
کے دلائل معلوم نہ تھے فتدبر فیہ۔ فان هذا القول قبل النبوة و بعد ھا مطلب
صرف یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے اپنے مذاہب حقہ کو تقلید کی صورت میں ظاہر فرما کر بتا دیا کہ فقط تقلید ایمان ہی
کافی ہے۔ اگر کوئی شخص محض اس وجہ سے مسلمان ہے کہ اسکے ماں باپ مسلمان ہیں۔ اور وہ یہ کہے کہ میں آبائی مذہب کو
تسلیم کرتا ہوں اسی پر مرتا ہوں۔ اسی کو حق جانتا ہوں کوئی دلیل بھی بیان نہ کرے یا نفس الامر میں دلیل جانتا
بھی نہ ہو تو اس کا اسلام معتبر ہے۔ اور جب ایمان جو اصل الاصول ہے اس میں تقلید معتبر ہوئی۔ تو پھر
فروع مسائل میں تقلید کس طرح کفر و شرک ہو سکتی ہے اس وجہ سے تقلید کے اقسام کی تفسیر اور ہر ایک کے
احکام یہاں فرمانا ضروری ہے مطلق تقلید کو حرام کہنا چاہیے ورنہ ان آیات کا مطلب ایسا بیان فرمایا جائے
جس سے تقلید آبائی ایمان میں بھی ناجائز رہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا فرمانا بھی درست ہو جائے۔

چونکہ حضرات غیر مقلدین بطلان تقلید میں وہ آیات بھی پیش فرماتے ہیں جن میں کفار کی آبائی تقلید کا ذکر ہے
جو انبیاء علیہم السلام کے سامنے کافر رہنے پر کفار بیان کرتے تھے اس وجہ سے یہ عرض کیا گیا ہے کہ ہر جگہ اتباع آبا مذموم
اور گناہ نہیں بلکہ بعض جگہ محبوب اور مطلوب ہے۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی کا یہی مطلب ہے۔ کہ ہر شے پر
ایک حکم غلط ہے ہر شے کو اس کے مرتبے میں ہی رکھنا چاہئے ابھی ہمیں بہت کچھ عرض کرنا ہے بالفعل یہ عرض ہے
منظور ہے ہم اس بحث کو ایسا مفصل مکمل عرض کریں گے کہ چون و چرا کی گنجائش نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق للتمام

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری غیر مقلد ہیں

مضمون منسوبہ صفحات ماسبق کے متعلق مدیر اہلحدیث نے صاحب مضمون کی حیثیت دریافت کی تھی کہ مضمون مذکور سائل کی حیثیت سے لکھا گیا ہے یا مدعی کی حیثیت سے حضرت علامہ محترم مولانا سید مرتضیٰ حسن نے اس کے جواب میں جو گرامی نامہ ارسال فرمایا ہے۔ اسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر العدل)

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ کا اخبار اہلحدیث میرے سامنے اور مضمون تنقید التقلید زیر نظر جو خاص مدیر اہلحدیث کے جواہر قلم سے ایک چمکتا ہوا جوہر آبدار ہے صفحہ ۶ کالم ۲ میں ارشاد ہوتا ہے کہ مناظرانہ اصول کے مطابق آپ کو یہ سوال کرنے کا کیا حق ہے کیا آپ مدعی ہیں یا سائل؟ سائل ہیں تو سائل کی تین قسموں میں کونسی نمبر؟ دیں مہربانی کر کے اس سوال کا جواب بھی اپنے مکمل حصہ میں داخل کریں پھر ہم پوری توجہ سے آپ کے مضمون کی عزت واکرام کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ انتہی بلفظہ۔

بندہ تو آپ کی اس قدر عزت افزائی کا بھی شکرگزار ہے۔ اور جب اور عزت افزائی ہو گی تو زیادہ شکرگزار رہوں گا۔ اب حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ توجہ سے سنئے

نمبر ۱۔ اصول مناظرہ سے مجھے سوال کرنے کا کیا حق ہے۔ محض آپ کا کرم و عنایت جب آپ نے تقلید کے عدم جواز کا حکم صادر فرمایا تو غیر مقلدین کو اس کا حق تھا کہ وہ بارگاہ مجتہد العصر سے سوال کر سکیں ۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

نمبر ۲۔ میں مدعی ہوں یا سائل ایک مقلد ہر امر میں علماء کے منہ کو دیکھنے والا وہ کس امر کا دعویٰ کر سکتا ہے یہ شان تو مجتہدین زمانہ ہی کی ہے اور انہی کے شان رفیع کے مناسب اور اگر کسی امر کا دعویٰ ہے تو اس کا بار ثبوت بندہ کے ذمہ ہو گا۔ غیر مقلدین کا اتنا بڑا مشہور مناظر یہ سوال کرتا ہے میری ناقص سمجھ اس کی کنہ تک پہنچنے سے عاجز ہے۔ اگر کوئی مقلد مدعی اور سائل میں فرق نہ کرے تو ہو سکتا ہے مگر مجتہد وقت پر اس کا مخفی رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے خیر ۔ ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند۔

نمبر ۳۔ سائل کی تین قسموں میں کونسی قسم کا فرد ہوں جب مقلد ہی ٹھہرا تو سب ہی قسم کا سوال کروں گا بندہ سائل بالمعنی الاعم ہے جس کا تحقق ہر سہ افراد میں ہے جب سوالات متعدد ہوں گے تو مانع ناقض معارض سب ہی کچھ ہوں گا کسی سوال کی بنا پر مانع کسی کی حیثیت سے ناقض کسی کے لحاظ سے معارض جو جناب کے خدام پر ہویدا ہو گا مجتہد العصر نے جو ارشاد فرمایا۔ اس کا جواب تو اپنی ناقص رائے کے مطابق عرض کر چکا ہوں خدا کرے پسند ہو ورنہ گر قبول افتد زہے عز و شرف

نمبر ۴۔ اگر خدام والا اجازت دیں تو آپ کے عطا فرمائے ہوئے حق کی بنا پر بندہ بھی کچھ عرض کرے وھو ہذا۔

بندہ نے تنقید و تقلید میں یہ عرض کیا تھا جو لوگ تقلید کو شرک و کفر و فسق و حرام و مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ائمہ مجتہدین پر اعتراض کرتے ہیں ہمیں تو صرف انہیں کے خلاف کچھ عرض کرنا ہے۔ اور جو واقعی اہلحدیث ہیں حدیث پر عمل کرنے کی خدا نے ان کو توفیق عنایت فرمائی ہے وہ نہ تقلید کو برا کہتے نہ مقلدین اور ائمہ مجتہدین کو برا سمجھتے ہیں ان سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔ نہ وہ ہمارے مخاطب ہیں

اس عبارت میں واضح کر دیا ہے کہ ہمارے مخاطب صرف تبرائی غیر مقلدین ہیں۔ واقعی اہلحدیث ہمارے مخاطب نہیں مجتہد العصر نے اپنی ذات والا شان کو مخاطب بنا کر تنقید کی تکلیف گوارا فرما کر یہ ثابت فرما دیا۔ کہ آپ ہندوستان کے تبرائی غیر مقلدین کے سرگروہ ہیں۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔ مگر اس میں بھی عرض معروض کی کیا گنجائش ہے جو راستہ اجتہاد نے بتایا وہی اختیار فرمایا۔ مگر عرض یہ ہے کہ سائل کی تین قسمیں تو مناظرہ کی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں جن کے مطابق ہم نے عرض کر دیا۔ مگر تبرائی غیر مقلدین کی اقسام شاید کسی کتاب میں منضبط نہ ہوں۔ اس وجہ سے ان کو ہم عرض کرتے ہیں کہ تبرائی غیر مقلدین ایک تو وہ ہیں جو تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو کفر فرماتے ہیں تیسرے وہ حضرات ہیں جو حرام کہتے ہیں چوتھے وہ ہیں۔ جو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ آپ ان اقسام اربعہ میں سے کس کے فرد ہیں۔

نمبر ۵ ا۔ اگر یہ تقسیم غلط ہو۔ تو ہمیں اس پر بھی اصرار نہیں۔ آپ کے نزدیک تبرائی غیر مقلدین کی اقسام جس قدر ہوں۔ ان کو بیان فرما کر آپ فرما دیں۔ کہ خدام والا فلاں قسم کے فرد ہیں۔

نمبر ۶۔ اس کے بعد مطلق تقلید پھر ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی تقلید شخصی کا جو حکم (کفر و شرک فسق و حرام مکروہ تحریمی وغیرہ) جناب کے نزدیک ہو۔ اس حکم کی جو بہترین دلیل اور نہایت قوی ہو جس پر جناب کو بہت ہی وثوق ہو گویا تمام اجتہاد کی جان ہو۔ اس کو بھی بیان فرما دیا جائے تاکہ ہم بھی اسکی عزت و احترام کر لیں

نمبر ۷۔ مگر ہاں اسقدر ضرور عرض ہے کہ وہ دلیل مجتہد انہ ہو نہ کہ ایسی ہو بفضل تعالیٰ پہلے علماء کی نہ ہو۔ یہ تو شاید جناب کے نزدیک بھی اجتہاد نہ ہو۔ کہ کسی دوسرے شخص نے جو کسی مسئلہ کی دلیل خود نکالی ہے اسکو دوسرا شخص نقل کر کے خود اپنے کو مجتہد کہنے لگے اور اگر آپ کی اصطلاح میں اجتہاد اسقدر ارزاں ہے تو مبارک لا مناقشۃ فی الاصطلاح غریب مقلدین کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ تقلید کا نام اجتہاد رکھ کر خدام والا سے ہمسری کا دعویٰ کرنے لگیں۔

نمبر ۸۔ جیسے جناب نے اپنے اس مضمون کا اسم گرامی تنقید التقلید رکھا ہے بنفسہٖ خود تو اس مضمون سے متعجب نہیں ہے۔ لیکن مضمون دیکھنے والا جو میرے محترم مجتہد کے مزاج اور مذاق سے واقف نہ ہو۔ اسکو تعجب ضرور ہوا ہو گا۔ کہ ایسے مضمون کی یہ سرخی کیوں لکھی گئی۔ اس کی سرخی تو چاہئے تحقیق المدعی والسائل خیر یہ تو لیک

معمولی بات ہے۔ اپنے مضمون کا نام جو چاہے رکھ لے جس طرح اپنے بیٹے کا نام یوسف رکھے یا حاتم تجویز کرے دیکھنا
تو یہ ہے کہ اس میں ہے کیا فقط اجتہاد کے کورس مثلاً پڑھ لینے سے تو آدمی مجتہد نہیں ہو جاتا مولوی فاضل کا کورس
تو چھپا ہوا آمیزان منشعب پڑھنے والے بھی جانتے ہیں مگر اس کو پڑھ کر امتحان دینا اور سند پانے والے اور سند پا
کر واقعی استعمال کرنے والے میں بہت فرق ہے غرض یہ ہے کہ دلائل اور جوابات میں مقلدانہ رنگ نہ ہو
کسی کا قول پیش نہ کیا جاوے یہ کام تو نادان جہال مقلدین کا ہے۔ غیر مقلدین بالخصوص تیرائی حضرت کی
بارگاہ تو اس ذلت سے بہت ارفع ہونی چاہئے۔

نمبر ۹۔ کیا مجھے امیدوار عرض کرنے کی اجازت مل سکتی ہے کہ یہ عرض کروں کہ جس قدر مضمون العدل ۱۵ مارچ
میں نکلا ہے وہ جناب کے نزدیک فیصلہ کن نہیں ہے کیا اس کا کوئی حصہ بایں معنی ناتمام ہے کہ وہ غیر مذکور مضمون
پر موقوف ہے یہ صحیح ہے کہ مجھے جو کچھ عرض کرنا ہے وہ ابھی بہت باقی ہے اس معنی کر وہ نامکمل ہے مگر جس قدر
لکھا گیا ہے اس میں تو شاید کوئی بات باقی نہیں رہی اگر خدام والا کے نزدیک فیصلہ کن تھا تو آپ کو اس کا
جواب نمبر وار مضمون قلم فرمانا تھا میری ناقص رائے میں یہ بات شاید معتقدین کی تسلی کے لئے بھی ناکافی ہے کیونکہ
بارگاہ اجتہاد میں وہ مضمون ناتمام تھا۔ اور جب تک کل مضمون جسقدر لکھنا منظور ہے نہ لکھا جائے تو آپ
جواب کے لئے قلم ہی نہ اٹھائیں گے اگر کوئی مخالف قلعہ پر گولہ باری کرے اور گولے ایسے مارے کہ
قلعہ کا ایک حصہ زمین پر سجدہ کرنے لگے تو مخالفین قلعہ یہ جواب دے سکتے ہیں کہ اس مخالف کے پاس بہت
سامان باقی ہے جب تک وہ قلعہ کو بالکل مسمار نہ کر دے اس وقت تک ہم جواب نہ دیں گے اگر بہت سے
غیر معتقدین نہیں اور کو دیکھ کر متشدد ہو گئے یا کم سے کم تیرائی تائب ہو گئے تو آپ بحیثیت ذمہ دار ہونے کے
جواب دہ نہ ہوں گے۔ لہذا براہ کرم یا تو جواب مرحمت فرمائیے یا جس قدر مضمون طبع ہو چکا ہے۔ اس کے
متعلق یہ ثابت فرمائیے کہ یہ مضمون کا فلاں حصہ غیر مذکور مضمون پر موقوف ہے اور یا یہ فرما دیجئے کہ مرتضی
کے اور مضامین کی طرح یہ مضمون بھی لاجواب ہے فرمائیے میں آپ کے مضمون کا کسقدر مشتاق ہوں
اب آپ ہی انصاف فرمائیے یہ شعر ہے

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پائیے گا نہیں — گرچہ ڈھونڈوگے چراغ رخ زیبا لے کر

مجھ کو عرض کرنا چاہئے یا آپ کو تحریر فرمانا زیبا ہے۔

نمبر ۱۰۔ مجھ سے یہ دریافت فرمایا جاتا ہے کہ مدعی ہو یا سائل، اور سائل ہو تو اقسام ثلاثہ سے کس کا فرد
کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ حضرت شیخین رضوان اللہ تعالی علیہما میں جو مسئلہ جمع قرآن مجید اور قتل مانعین زکوۃ
وغیرہ میں مکالمہ اور مناظرہ ہوا ہے۔ تو کس حضرت نے دوسرے سے فرمایا ہے کہ پہلے تم یہ بتا دو کہ مدعی ہو

یا سائل اور اگر سائل ہو۔ تو کونسی قسم۔ بیچارے مقلدین کو دھمکایا جاتا ہے۔ کہ خیر القرون میں تقلید شخصی کہاں تھی۔
جس نے جس سے چاہا مسئلہ کا حکم دریافت کرلیا اب یہ تقلید شخصی بدعت ہے کفر ہے شرک ہے گمراہی بے دینی ہے
فردوہ الی اللہ والرسول کے خلاف ہے چناں ہے چنیں ہے مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ حضرت ایک شخص سے یہ
دریافت فرمانا کہ تجھ کو سوال کرنے کا حق کیا ہے اور حق ہے تو کون ہے کیا ہے یہ امر خیر القرون کے خلاف ہے
تو کفر ہے شرک ہے فسق ہے گمراہی بے دینی یا کم سے کم ناجائز ہے مکروہ تحریمی ہے کیا خدام والا اس کی تکلیف
گوارا فرمائیں گے کہ ان دونوں میں فرق کو مجتہدانہ رنگ میں بیان فرمادیں۔
بوجہ رمضان شریف اور کثرت مشاغل سے بقیہ مضمون "تقلید و تسفیہ" پورا نہیں کرسکا۔ آپ نے جو تحریر
فرمایا ہے کہ "ہم چشم براہ تھے کہ مسئلہ تقلیدیہ ایک مرکزی مدرسہ کے ذمہ دار ناظم تعلیم کے قلم سے نکلیگا تو فرد فیصلہ کن
ہوگا" میں خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ جو مضمون قلب میں
ہے اگر پورا ہوگیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بحولہٖ و قوتہٖ فیصلہ کن ہی ہوگا۔ مقلدین اور غیر مقلدین دعا فرمادیں
کہ وہ مضمون پورا ہو جائے پھر وہ فیصلہ کن ہوگا۔ یا فیصلہ کن سے بھی زیادہ اسے اللہ تعالیٰ عزت بخشے گا۔
یہ اسی وقت معلوم ہوگا۔ اب تو صرف یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اخلاص دے اور میری مدد فرمائے۔
مسلمان بھی آمین کہیں۔ اخیر میں فاضل مجتہد کے شکریہ پر مضمون کو ختم کرتا ہوں ؎

ہم اس کو بھی ہزار سمجھتے ہیں مغتنم — آتے ہیں ان کے خط جو شکایت بھرے ہوئے

تمہید تنقید

(از خامہ مسعود الافاضل حضرت علامۃ العصر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات جامعہ دیوبند)

لہ آج کی اشاعت میں ہم علامہ محترم حضرت قبلہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کے اس معرکۃ الآراء مضمون کی پہلی قسط ہدیۂ قارئین کرام کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں جو علامہ ممدوح نے اہلحدیث کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات دربارۂ تقلید کے رد میں ارقام فرمایا ہے۔ بسلسلۂ مضمون کے ربط کے لئے یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اخبار اہلحدیث میں سب سے پہلے مقلدین پر چند سوالات کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع ہوا، علامہ ممدوح الصدر نے التقلید والتنقید کے عنوان سے سترہ سوالات ارقام فرمائے کہ پہلے غیر مقلدین اپنے گھر کی خبر تو لیں اور صاف فرما دیا کہ ہمارا روئے سخن غیر مقلد ترامیوں کی طرف ہے۔ فاضل مدیر اہلحدیث اس مضمون کے خلاف گذشتہ تین چار نمبروں سے ایک سلسلۂ مضمون شائع کر رہے ہیں ذیل کا محققانہ مضمون جو مناظرانہ رنگ میں بے نظیر ہے انہی اتہامات و اعتراضات کی تردید میں شائع کیا جا رہا ہے

(مدیر العدل)

اَللّٰھم ارنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ حضرات غیر مقلدین اور مقلدین دونوں کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ سطور ذیل کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

تاخیر کا عذر چونکہ اہلحدیث میرے پاس نہیں آتا اس وجہ سے جو مضمون میرے متعلق طبع ہوتا ہے وہ مجھ تک قدرے دیر میں پہنچتا ہے چنانچہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۷ء کا پرچہ ۸ مئی ۱۹۲۷ء کو اتفاق جالندھر جانے پر مل گیا۔ نیز دیگر مشاغل دارالعلوم وغیرہ کی وجہ سے اگر جواب میں قدرے دیر ہو جائے تو مجتہد پنجاب اور ناظرین سے معافی چاہتا ہوں۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ کا مصداق بندہ کو ۲۶ شوال ۱۳۴۵ھ کے اہلحدیث صـ۲ کالم ۱ سطر ۹ پر بتایا گیا ہے حالانکہ اس مضمون کے بعد یہ تحریر فرمایا گیا ہے

"ابھی گذارش۔ العدل مورخہ ۷ مارچ کا ہم نے جواب لکھنا شروع کیا تھا کہ ۱۷ اپریل کے العدل میں یہ فقرہ پڑھا ہوا مرتضیٰ فرماتے ہیں جو مضمون قلب میں ہے اگر پورا ہو گیا تو انشاء اللہ فیصلہ کن ہی ہوگا۔" صـ۵

یہ فقرہ دیکھ کر قلم کو روک لیا۔ کہ بقیہ بھی آجائے۔ مناسب نہیں کہ اپنے دوست کو اظہار مافی الضمیر سے مانع ہوں

مصـ
صبر آتا دیکھ کر قاتل نے پھر چمکا دیا
تیر پہلو میں طبیعت اب کے بار آنے کو تھی

اہلحدیث ۲۶ شوال ۱۳۴۵ھ ہجری صـ۱ کالم ۱

اس وعدہ کے بعد ۳ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کے اہلحدیث میں قبل اظہار مافی الضمیر مضمون کو لکھ دیا

لہ نوٹ۔ اخبار العدل میں جسطرح یہ مضمون قسط وار چھپتا رہا ہے۔ اور مدیر العدل کی طرف سے جو نوٹ وقتاً فوقتاً مضمون کی اشاعت سے قبل بطور تمہید شائع ہوتا رہا ہے وہ نوٹ بجنسہ یہاں بھی نقل کئے گئے ہیں پبلشر

خلق الانسان من عجل تو تھا ہی اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا کا بھی خیال نہ فرمایا۔ قرآن شریف کی کسی آیت کا خیال نہ رہے تو نہ رہے مگر حدیث اذا عاہد غدر واذا وعد خلف اوکما قال کا بھی لحاظ نہ رہا۔ مگر مجتہدانہ شان کے سامنے یہ مقلدانہ رنگ پیش کرنا شاید مناسب نہ ہو بندہ اگر جلد باز ہوتا تو جناب سے بہت قبل مجتہد ہوا ہوتا مگر اب تک عجلت کیا دیر میں بھی تقلید کو ترک نہیں کیا پھر میں جلد باز کیسے ہو سکتا ہوں۔

حکمت عملی

۳ ذیقعدہ کے اہلحدیث کے دو کالم ایک پر بندہ کی حکمت عملی بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کا جواب تو وہاں عرض کروں گا لیکن اس وعدہ کے بعد یہ عجلت حکمت عملی نہیں۔ تو کیا ہے کہ جواب میں دیر ہو۔ تو بندہ پر بار منت اور جواب جلد لکھا گیا (گو خلاف قرآن وحدیث ہو) تو معتقدین خوش ؎

گم ہوئی کھوئی گئی جاتی رہی آئی ہوئی ۔۔۔ بیوفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی

مجھے تو آپ کے ساتھ حسن ظن ہے۔ یہ جو کچھ کرایا۔ غالباً معتقدین کے تقاضے نے ؎

ہائے جذب شوق ہاں تیرے قربان جاؤں میں ۔۔۔ دل کی طرح اٹھے بھی جو بے تاب پاؤں میں

بندہ بہرحال شکرگذار رہے انتظار کی تکلیف سے نجات ملی۔ اور مجتہد پنجاب کے تازہ افادات سے فریقین کو نفع اٹھانے کا موقع ملا جس سے بندہ کو جلد باز کہا گیا ہے۔ ناظرین بالخصوص حضرات ترائی غیر مقلدین اپنے مجتہد کے اجتہاد کو ملاحظہ فرما کر مسائل کے اجتہاد کو بھی اسی پر قیاس فرمالیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

بندہ نے اول مضمون میں سوال کیا تھا۔ کہ تو سائل کس معنے سے ہے تو میں نے عرض کیا تھا۔ کہ سائل بالمعنی الاعم ہوں۔ اس عبارت کو نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں یعنی ؎

رند بھی ہوں میں پارسا بھی ہوں

مولانا کے اس جواب سے میری حیرت میں اضافہ ہوا کیونکہ سائل اپنے سب انواع کو درجہ مدعی کی دلیل قائم کرنے پر بعد ہے کیونکہ ان کی ماہیت میں مدعی کی دلیل کا تقدم داخل ہے۔ لیکن حال یہ ہے۔ کہ کسی مدعی نے ابھی دلیل قائم ہی نہیں کی اگر کی ہے تو ذرا فرمائیے۔ کہ اس دلیل کے مقدمات کیا ہیں اور آپ نے بحیثیت مانع کے اس کے کون سے مقدمہ پر منع وارد کیا اور نقض کیا اور معارضہ کس طرح فرمایا اگر کچھ بھی نہیں تو تقدم شئی علی نفسہ کیوں جائز ہوا۔ کیا آپ ندیدہ موزہ کشیدہ کی تصدیق تو مطلوب ہے۔ مدعی کی دلیل قائم نہ کرنے کا ثبوت خود اس سے ثابت ہے کہ مولانا موصوف خود لکھتے ہیں ہاں دلیل

مجتہدانہ رنگ میں ہو مخفی تقاضا پہلے عطا کی نہ ہو۔ العدل ۱۷ اپریل صفحہ ۱ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
کہ مدعی نے دلیل ابھی قائم نہیں کی مگر موصوف سائل نہ صرف بیک نوع بلکہ بہر سہ نوع بن بیٹھے۔ سچ ہے۔
خلق الانسان من عجل۔ اہلحدیث ۲۴ شوال صفحہ ۱ کالم ۱

عبارت مذکورہ کے مضامین پر ایک نظر

اول تو اس میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جیسے ایک شخص رند اور پارسا نہیں ہو سکتا اسی طرح ایک شخص سائل بہر سہ معنی بھی نہیں ہو سکتا حالانکہ بندہ کی عبارت یہ ہے۔ سائل کی تین قسموں میں کونسی قسم کا فرد ہوں۔ جب متعدد ٹھیرا تو سب ہی قسم کا سوال کروں گا۔ بندہ سائل بالمعنی الاعم ہے جس کا تحقق ہر سہ افراد میں ہے جب سوالات متعدد ہوں گے تو مانع ناقض معارض سب ہی کچھ ہوں گا۔ کسی سوال کی بنا پر مانع کسی کی حیثیت سے ناقض کسی کے لحاظ سے معارض جو جناب کے خدام پر ہویدا ہوگا۔ العدل ۱۷ اپریل صفحہ ۹ کالم ۳

مجتہد پنجاب کی حیرت پر حیرت

حضرات ناظرین اس صاف جواب پر مجتہد پنجاب متحیر ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ تو ایسا ہوا جیسے ایک شخص رند بھی ہو۔ اور پارسا بھی ہو۔ جیسے ایک شخص ایک وقت میں رند ہو۔ اور پھر تائب ہو کر دوسرے وقت میں پارسا ہو جائے یہ جائز ہے اسی طرح ایک شخص ایک سوال کے لحاظ سے مانع ہو۔ دوسرے کی وجہ سے ناقض تیسرے کے سبب سے معارض تو اس میں کونسا اجتماع ضدین ہے جس پر مجتہد زمانہ حیرت کے دریا میں غرق ہیں جمع بین الاحادیث جن کا رات دن مشغلہ ہے ان کی فہم مبارک میں یہ بات نہیں آسکتی کہ ایک شخص چند سوالات کے لحاظ سے مانع ناقض معارض ہو سکے

لاجواب غلطی

میری ناقص رائے میں مجتہد صاحب سے یہ وہ لاجواب غلطی ہوئی ہے کہ اس کا جواب ناممکن ہے مگر ہاں نادان مقلد کیا سمجھے ایسی مشکلات کو مجتہدین زمانہ ہی حل فرما سکتے ہیں۔ ناظرین منتظر رہیں۔

دوسری بات اس عبارت میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ سائل کا مرتبہ بعد بیان دلیل ہے سائل کے مفہوم میں تصور دلیل داخل ہے اور یہاں کسی مدعی نے ابھی دلیل ہی قائم نہیں فرمائی اس وجہ سے جواز تقدم شئی علی نفسہ لازم آتا ہے جو محال ہے اس بیان سے مجتہد صاحب کو تو جس قدر مسرت ہو تھوڑی ہے کیونکہ اس میں تقدم شئی علی نفسہ کا بھی ذکر ہے مگر معتقدین تو پھولے نہ سماتے ہوں گے۔ کہ مرتضی اس کا کیا جواب دے سکتا ہے۔ یہ تو صاف بات ہے اور نہ ابھی نہ کوئی دلیل بیان کی نہ اس کے مقدمات کا تصور ہے چنانچہ خود مجتہد العصر سے مجتہدانہ دلیل کا مطالبہ ہے۔ مگر میں بہت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ یہاں پہلی غلطی سے بھی زیادہ سخت غلطی ہوئی ہے اگر غیر مقلدین انصاف فرمائیں گے۔ تو شاید ترک تقلید سے ابھی توبہ کر دیں گے

کہ جب مجتہد پنجاب نہیں مجتہد ہند غیر مقلدین کے رئیس المناظرین اور فخر قوم کا ادنیٰ ادنیٰ امور میں یہ حال ہے۔ تو اور مسائل میں اجتہاد پھر اس پر غیر مقلدی سیچ عرض کرتا ہوں۔ تقدم شئی علی نفسہ سے بھی زیادہ محال ہے بغور ملاحظہ ہو۔ ہندوستانی مسلمانوں کے دو گروہ ہیں۔ اہحدیث اور حنفیہ (مقلدین غیر مقلدین) میں حد فاصل ہونے کی وجہ سے مسئلہ تقلید خوب منجھ چکا ہے۔ فریقین اس پر زور سے طبع آزمائی کر چکے ہیں۔ انتہی بلفظہ (اہلحدیث ۳ ذیقعد صفحہ ۱ کالم ۲ سطر ۳) تقلید کا مسئلہ خوب منجھ چکا ہے فریقین اس پر زور سے طبع آزمائی کر چکے ہیں۔ پھر بھی یہ فرمانا کہ حال یہ ہے۔ کہ کسی مدعی نے ابھی دلیل قائم ہی نہیں کی یہ تو بالکل ایسی ہی مثال ہو گئی جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے فریق مخالف سے مباہلہ بھی کر لیا۔ اس پر زمانہ بھی گذر گیا مگر اس میں تردد ہے کہ مخالف کے لئے بددعا بھی کی تھی یا نہیں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جس شخص کی عمر کا ایک بڑا حصہ علاوہ مجتہد ہونے کے بڑے بڑے مناظروں میں گذرا ہو وہ آج یوں فرمائے کہ فریقین نے مسئلہ پر طبع آزمائی کی مسئلہ بھی صاف ہو گیا منجھ گیا مگر کسی مدعی نے دلیل ابھی تک قائم ہی نہیں کی۔ بہو گھر میں آگئی۔ بچہ پیدا ہو گیا۔ جوان ہو کر اس کا نکاح بھی ہو گیا۔ اس کے بھی بچہ ہو لیا۔ پوتے کے عقیقہ میں پتہ لگتا ہے کہ دادے صاحب کا سرے سے نکاح ہی نہیں ہوا۔ ایک نادان مقلد جس کے مفہوم میں علم کا حاصل کرنا حرام ہو۔ وہ ایسے دقائق اجتہاد کو کیا حل کر سکتا ہے۔

مجتہد پنجاب کی دوسری لاجواب غلطی

ہاں میں تو یہ بھی کہوں گا کہ یہ دوسری غلطی ہے جس کا ازالہ انشاءاللہ تعالیٰ ناممکن ہے۔ جب فریقین کے متعدد رسائل موجود ہیں اور میرا کوئی خاص شخص مخاطب نہیں بلکہ تبرائی غیر مقلدین کی جماعت مخاطب ہے تو مجھ کو حق ہے کہ جس کی دلیل کے جس مقدمہ پر چاہوں منع نقض معارضہ پیش کروں۔ ہاں اگر مجتہد العصر کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ کسی تبرائی غیر مقلد نے آج تک تقلید کے عدم جواز پر کوئی دلیل پیش ہی نہیں کی تو اس کا بیان کرنا بندہ کا کام ہوگا۔ مگر مجتہد صاحب کا دوسرا کلام غلط ہو جائے گا۔ کہ مسئلہ منجھ ہو چکا ہے۔ فریقین نے زور سے طبع آزمائی کی ہے۔ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بندہ کے کلام سے بے محل استدلال

یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ آپ نے جو مطلق دلیل نہ بیان کرنے پر بندہ کے کلام سے استدلال فرمایا ہے اس کی حقیقت سے ناظرین متعجب ہوں گے۔ کہ مجتہد پنجاب کیا فرماتے ہیں۔ کیا بھولے بھالے غیر مقلدین سے ہم اس کی توقع کر سکتے ہیں کہ وہ ان امور کو دیکھ کر ترک تقلید پر تقلید کو ترجیح دیں گے۔ خدارا انصاف فرماؤ۔ کہ جس امت کے اعلیٰ ترین مجتہدوں کا یہ حال ہے۔ تو اوروں کا کیا حال ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

ع۶ اس کے بعد مطلق تقلید پھر ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقلید شخصی کا جو حکم کفر و شرک حرام مکروہ تحریمی وغیرہ جناب کے نزدیک ہو۔ اس حکم کی جو بہترین دلیل اور قوی ہو۔ جس پر جناب کو بہت ہی وثوق ہو۔ گویا تمام اجتہاد کی جان ہو۔ اس کو بھی بیان فرما دیا جائے تاکہ ہم بھی اس کی عزت و احترام اپنی بساط کے موافق کریں۔

ع۷ مگر ہاں اس قدر ضرور عرض ہے۔ کہ وہ دلیل مجتہدانہ رنگ میں ہو محض نقالی پہلے علماء کی نہ ہو (العدل ۷، اپریل ۱۹۰۵ء کالم ع۱) کیسی صاف اور کھلی عبارت ہے جس میں کسی اشتباہ کو دخل نہیں۔ بندہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک جو تقلید کا حکم ہو۔ آپ کے نزدیک اس حکم کی جو بہترین دلیل ہو۔ اور وہ گویا آپ کے اجتہاد کا خلاصہ اور لب لباب ہو۔ اور وہ دلیل بھی خود آپ ہی کی ہو۔ کسی دوسرے عالم کی نقل نہ ہو۔ وہ بیان فرمائیے۔ پھر اس کا یہ مطلب سمجھنا اور لوگوں پر ظاہر فرمانا کہ میں نے گویا آج تک ترک تقلید کی کوئی دلیل سنی ہی نہیں نہ کسی رسالہ میں دیکھی کس قدر حیرت کی بات ہے اور زیادہ عرض کروں گا۔ تو خلاف بارگاہِ اجتہاد ہوگا۔ انصاف قارئین کرام کے حوالہ کرتا ہوں ابھی تو نفس مضمون شروع بھی نہیں ہوا۔ مگر حالت یہ ہے کہ سہ سحر ہے دور دراز تک فق ابھی سے

یہ عرض اس مضمون کے متعلق ہے جو اہلحدیث ۲۶ شوال میں مجتہد پنجاب نے تحریر فرمایا ہے۔ ۳ ذیقعدہ کے اہلحدیث میں شروع مطلب سے پہلے مولوی صاحب نے دو کالم پر یہ مضمون لکھا ہے کہ آپ کو (مولوی ثناء اللہ صاحب کو) اس عنوان پر لکھنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ اور جب مرتضیٰ نے اپنا مخاطب بھی تبرائی غیر مقلدوں کو متعین کر دیا تھا۔ تو مولوی صاحب کو جواب دینے کی کیا ضرورت ہوئی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

قولہ پھر ہم نے جواب پر کیوں توجہ کی؟ اسلئے کہ مولوی صاحب موصوف نے مسئلہ تقلید کی وجہ سے اپنے ناظرین کو غلط فہمی میں ڈال دیا۔ یا بالفاظ دیگر ان کی تحریر سے عوام بلکہ اوسط درجے کے لوگوں کو بھی غلط فہمی ہوئی۔ یا ہونے کا گمان تھا۔ اہلحدیث ص۲ کالم ع۱۔

بہتر ہوتا کہ اس غلط فہمی کو بھی ظاہر فرمایا جاتا جب بندہ نے یہ عرض کر دیا تھا کہ ہمارے مخاطب صرف تبرائی غیر مقلد ہیں۔ اور واقعی اہلحدیث ہمارے مخاطب نہیں۔ اور اس کے بعد آپ فرماتے ہیں حق تو یہ ہے۔ کہ اس تصریح کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی ضرورت نہ تھی۔ کہ ہم جواب میں دخل دیتے کیونکہ ہم نہ خود ایسے غیر مقلد ہیں۔ نہ ہمارے ملنے والے ہیں۔ ضلع بجنور یا بریلی میں ہوں۔ تو ہمیں انکار نہیں (اہلحدیث ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ ص۲ کالم ع۱)

اس صاف اور صریح مضمون کے بعد جس غلط فہمی میں لوگ مبتلا ہوئے یا ہونے کا گمان تھا۔ اس سے مطلع فرمانا ضرور تھا ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ شاید جو لوگ تقلید ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کفر و شرک حرام مکروہ تحریمی سمجھتے ہیں۔ اس خیال سے باز آجائیں اور آپ اور آپ کے ماننے والے گو بظاہر کسی مصلحت سے تبرائی ہونے کا اقرار نہ فرمائیں مگر یہ ضرور چاہتے ہیں کہ تبرائی غیر مقلد اپنے عقائد سے ایک انچ بھر بھی پیچھے نہ ہٹیں تاکہ آپ کو اگر اس کا وہم بھی ہو۔ تو بلا استحقاق آپ دخل در معقولات دینے کے لئے تیار ہیں جو لوگ تقلید ائمہ کو کفر و شرک حرام وغیرہ کہیں جب نہیں کو ایک شخص مخاطب بناتا ہے انہی کے دلائل پر سوال کرتا ہے۔ تو پھر جو لوگ ایسے نہیں ہیں ان کو اس بحث سے اضطراب اور پریشانی کیا ہے۔ اور ان کو اور ان کے ماننے والوں کو اختلاج کیوں ہے۔ جس غلط فہمی کا اندیشہ ہے سے صاف بیان فرمایا جائے ورنہ یہ عذر کوئی عاقل قبول نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد ہماری ایک حکمت عملی بتائی جاتی ہے ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں مجتہد پنجاب فرماتے ہیں۔ "مولانا کی حکمت عملی مولا مرتضیٰ کے اس فعل کی مثال یہ ہے کہ کوئی غیر مقلد تقلید پر سوال کرے اور ساتھ ہی یہ کہے کہ میرا سوال قبر پرست مقلدوں سے ہے چونکہ سوال سب میں مشترک ہے اس لئے غیر قبر پرست مقلد کا جواب کے لئے آمادہ ہونا اس کو قبر پرست نہیں بنا سکتا۔ بلکہ سوال مشترک ہونے کی وجہ سے ادائے فرض سمجھا جائے گا فافہم"۔ "اہلحدیث ص۲ کالم ۱"

دو کالم کے مضمون میں صرف یہ چند سطریں ہیں جن میں مجتہدانہ قابلیت کو ظاہر فرمایا ہے اسوجہ سے ہمیں بھی اس پر کچھ عرض کرنا ہے۔ حضرات غیر مقلدین بغور ملاحظہ فرماکر اپنے امام کے اجتہاد یہ قوت کی داد دیں۔ اگر کوئی غیر مقلد مقلدین سے سوال کرکے اپنا مخاطب صرف قبر پرستوں کو بتا کر قبر کے پوجنے کے دلائل کو باطل کرے۔ اور قبر پرستی کے دلائل پر جرح و قدح کرے۔ اور پھر بھی وہ مقلد جو اپنے قبر پرست نہ کہے بوجہ سوال مشترک ہونے کے جواب کے لئے مستعد ہو جانے تو دنیا تو اسے ضرور گور پرست ہی کہے گی ہاں اگر آپ کا اجتہاد اس کا مخالف ہو۔ تو یہ آپ کی رائے ہے بسوال کو مشترک کہنا تو اس کو بتاتا ہے کہ یہ شخص بھی گور پرست ہے ورنہ سائل تو صاف لفظوں میں اپنا مخاطب گور پرستوں کو متعین کر چکا ہے۔ ہاں اگر سائل باوجود اس کہنے کے سوال نفس تقلید پر کرے تو۔۔۔۔ ۔۔ تمام اس کا جواب دیگا ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تیسری غلطی

جواب

اب آپ فرمائیں کہ آپ اپنے ہی اقرار سے تبرائی غیر مقلد ثابت ہوئے یا نہیں۔ ورنہ سوال مشترک ہونے کی وجہ فرمائیے۔

مجتہد پنجاب کی مثال غلط ہے

لہٰذا آپ کی مثال بھی غلط ہے بلکہ صحیح مثال یہ ہے کہ کوئی ہندوستانیوں یا عام موحدوں یا مدعیان الہامی کتاب سے سوال کرکے تخصیص کردے کہ میرے مخاطب صرف آریہ سماج ہیں۔ اور ان کے ان دلائل پر جو وید کے الہامی ہونے کے متعلق ہیں۔ جرح و قدح کرے اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب فرمائیں کہ چونکہ ناظرین کو غلط فہمی میں ڈال دیا یا بالفاظ دیگر ان کی تحریر سے عوام بلکہ اوسط درجے کے لوگوں کو بھی غلط فہمی ہوتی یا ہونے کا گمان تھا۔ اور چونکہ سوال سب سے مشترک ہے اسلئے غیر آریہ یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب کے لئے آمادہ ہونا ان کے وید کو الہامی ہونے کا معتقد نہیں بنا سکتا۔ بلکہ سوال مشترک ہونے کی وجہ سے ادائے فرض ہے۔

مجتہد صاحب کا فافہم فرمانا

اس کلام کے بعد آپ کا فافہم فرمانا ہم تو اس کا یہی مطلب سمجھتے ہیں۔ کہ آپ ناظرین بالخصوص تبرائی غیر مقلدوں کو ہوشیار فرماتے ہیں۔ کہ سمجھ جاؤ ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ سمجھنا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب واقعی تبرائی غیر مقلد نہیں۔ بلکہ ہم نے سوال کو مشترک اور ادائے فرض کے لفظ سے صاف بتلا دیا ہے کہ جو کوئی تقلید کے شرک و کفر و حرام و مکروہ تحریمی وغیرہ وغیرہ کہنے والے کی کسی دلیل پر اعتراض کرتا ہے وہ سوال درحقیقت ہم سے ہی ہے اور ہم کو اس کا جواب دینا فرض ہے اگر ہم اس کے جواب میں کوتاہی کریں تو ادائے فرض میں قصوروار سمجھے جائیں گے لہٰذا یہ صرف حکمت عملی کے طور پر کہدیا ہے ورنہ واقعی بات وہی ہے۔ جو تم اور ہم جانتے ہیں فافہم نحن بفضل اللہ کیف تفہم اور اگر اس فافہم میں اور نکات اور دقائق اجتہادیہ کی طرف اشارہ ہے تو ہمارے ظن فاسد کو دفع کرنا ضرور ہے۔ واللہ المستعان۔

ہم بتائیں کہ تبرائی غیر مقلد کہاں رہتے ہیں

مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ نہ تو ہم نہ خود ایسے غیر مقلد ہیں نہ ہمارے ملنے والے ہیں ایسے ضلع بجنور یا بریلی میں ہوں تو ہمیں انکار نہیں۔ ص۲ کالم ۱ مجتہد صاحب یہ صرف جناب کی انکساری اور تواضع ہے۔ ورنہ اس فرقہ کے صدر اعظم جناب کے پہلو میں امرتسر کے دفتر اہلحدیث کے اڈیٹر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں مگر نقل مشہور ہے کہ چراغ تلے اندھیرا

براءت کا جواب

شاید خدام والا فرمائیں کہ یہ کیا غضب ہے۔ کہ ایک بری شخص پر اسقدر ظلم افترا کیا جاتا ہے۔ مجتہد صاحب تو عبارت مذکورہ کے چند ہی سطروں کے بعد یہ فرماتے ہیں۔

قولہ۔ ایخدا آسمان زمین کے پیدا کرنے والے تو گواہ رہ کہ ہمارے دل میں ترک تقلید سے کوئی غرض فاسد نہیں بلکہ محض تیرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی مقصود ہے اور ہمارا عقیدہ ہے سوال امام الیکہ کردند جتہاد رحمت حق بر روان جملہ باد۔ اہلحدیث ص۲ کالم ۱

ناظرین بالخصوص حضرات غیر مقلدین اپنے امام زمان مجتہد دوران کی پولیٹیکل عبارت کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر قانونی الفاظ ہیں کہ ہر تبرائی غیر مقلد کہہ سکتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے خدا آسمان اور زمین اور تمام مخلوقات کے خالق تو گواہ رہ کہ ہماری غرض ترک تقلید سے صرف اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تیری رضا ہے اور یہ بات کہ ہم تقلید اور مقلدین کو کیا سمجھتے ہیں اس کا یہاں ذکر ہی نہیں یہاں تو صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ ترک تقلید سے غرض تیرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے بیچارے سیدھے سادھے مقلدین ان کمدار عبارتوں کو کیا سمجھیں مسلمان تو مسلمان ایسے الفاظ تو کفار بھی کہہ سکتے ہیں اور کہتے ہیں اور کہتے تھے۔ اپنے آپ کو کون مفسد و رخلاف حق سمجھتا ہے۔ واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یعلمون جس قدر باطل فرقے روافض خوارج بلکہ مرزائی جو تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں۔ وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا آسمان زمین کے پیدا کرنے والے تو گواہ رہیو کہ ہم نے مرزا صاحب کو تیری رضا کے لئے قبول کیا ہے مگر اس سے یہ تو پتہ نہیں لگے گا۔ کہ وہ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

ایک شبہ کا جواب

کلام والا میں سے کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہاں بے شک اس عبارت میں اس کا ذکر نہیں کہ مولوی ابوالوفا صاحب کیسے غیر مقلد ہیں مگر تبرائی غیر مقلد ہیں یہ کیسے ثابت ہوا تو اس کا جواب بھی بگوش ہوش ملاحظہ فرمائیے۔ اس صفحہ کے کالم تین پر تقلید کی تعریف فرما کر اس کی حرمت پر دلیل بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں

"ناظرین نتیجہ صاف ہے کہ تقلید کا لازمی اثر ہے کہ مقلد بے علم رہے جس کا عکس القضیہ یہ ہے کہ بوجوب تقلید کی صورت میں علوم خصوصاً بالخصوص شرعیہ کا پڑھنا حرام ہے۔ کیونکہ تعلیم تقلید میں خلل انداز ہے۔ اور تقلید واجب ہے۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ جو چیز وجوب میں خلل انداز ہو۔ وہ حرام ہے پس تعلیم علوم شرعیہ حرام ہے"۔ انتہیٰ بلفظہ۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ تقلید چونکہ مستلزم حرام ہے۔ خود حرام ہے اور جو بھی تقلید کو حرام کہے اب حرام سے اس کی مراد چاہے کفر ہو یا شرک یا اس سے کمتر فسق کا مرتبہ۔ بہر صورت تبرائی غیر مقلد ہے اور چونکہ یہ دلیل ابھی تازہ تازہ اجتہاد کا لب لباب ہے۔ اور جناب ابوالوفا صاحب کے نزدیک سب میں اعلیٰ اور بالا تو آپ کا تبرائی ہونا بھی اس طرح ثابت ہو گیا جس کا رفع بظاہر ناممکن ہے۔

مجتہد صاحب نے اپنا مذہب ائمہ اربعہ کے متعلق بھی صاف بیان نہیں فرمایا | علیٰ ہذا القیاس جو سوال آپ نے

لکھی ہے وہ بھی ایسی ہی مجمل ہے جس سے مطلب صاف نہیں ہوتا۔ کیونکہ اجتہاد تو ائمہ روافض خوارج اور معتزلہ اور تمام باطل فرق کے ائمہ نے کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سب ائمہ تو مراد نہ ہوں گے۔ تو اب یہ نامعلوم کون مراد ہے کون نہیں۔

ایک اور شبہ کا جواب

اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تبرائی غیر مقلد کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ صفحہ ۳ کالم ۱ زیر عنوان مذہب اہلحدیث تقلید کی چار قسمیں بیان فرما کر ایک کا واجب دوسرے کو مباح فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خود مجتہد پنجاب پر ایک مستقل اعتراض ہے کہ ان کے کلام میں صریح تعارض ہے کہ تقلید کی چار قسمیں بیان فرما کر واجب اور مباح بھی کہتے ہیں اور تقلید کی تعریف فرما کر دلیل وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جس سے مطلق تقلید کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے ہمیں امید ہے کہ مجتہد پنجاب اس تعارض کو بھی دور فرمائیں گے۔

مجتہد پنجاب کا مجتہدانہ کلام

اہلحدیث ۴ ذیقعدہ صفحہ ۲ کالم ۲ زیر عنوان شروع مطلب ناظرین کو مخاطب فرما کر یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ کتب علمیہ میں جو بعض الفاظ اصطلاحی مستعمل ہیں ان کے معنی اصطلاحی کتب میں ملتے ہیں نہ لغت میں نہ قرآن میں اسی قسم سے لفظ تقلید ہے جو اصطلاحی معنی کی حیثیت سے نہ قرآنی لفظ ہے نہ حدیثی۔ بلکہ علم اصول فقہ کی اصطلاح ہے لہذا اس کی تعریف اور معنی علماء اصول فقہ ہی کے لفظوں میں بتلائے جائیں گے نہ کہ قرآن یا احادیث یا اقوال سلف سے ایسے امور کا ثبوت قرآن یا حدیث سے طلب کرنے کا نام ناواقفی رکھا جائے یا اور کچھ پھر فرماتے ہیں۔ کہ ہاں میں بذات خود محو حیرت ہوں۔ کہ میرے مکرم دوست مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کس لب و لہجہ میں فرماتے ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ بلا متعاندین کی کتب کے مطالعے اور ان کی مدد کے مجتہدین زمانہ (اہلحدیث) کیا جواب تشفی بخش ارشاد فرماتے ہیں پھر فرماتے ہیں "میرے دوست چونکہ لفظ تقلید علمائے اصول کا اصطلاحی لفظ ہے اسلئے لازمی ہے۔ کہ اس فن سے اس کی تحقیق ہو۔ انتہیٰ ملخصاً۔

مجتہد پنجاب کی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ بندہ نے یہ کب عرض کیا ہے کہ لفظ تقلید کی تعریف قرآن و حدیث یا اقوال سلف سے کیجئے۔ مارچ کا العدل میرے سامنے ہے مجھے یہ مضمون کہیں نہیں ملتا۔ اگر مہربانی فرما کر مطلع فرمایا جائے۔ تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ ورنہ آپ کو اپنی کھلی ہوئی غلطی کا اعتراف فرمانا چاہیے۔ ہاں ، مارچ کے العدل صفحہ ۸ کالم ۳ پر یہ عبارت ضروری ہے اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ یہاں چند سوالات و جوابات ہیں جن کی طرف اشارہ ہے ہمیں حضرات مجتہدین زمانہ سے امید رکھنی چاہیے۔ کہ اس مقام کو وہ اسی طرح حل فرمائیں گے جس طرح مسئلہ قرأت فاتحہ خلف الامام

وغیرہ کو مجتہدانہ رنگ میں بیان کرتے ہیں تقلید کی حرمت کو اب دیکھنا ہے۔ کہ بلا مقلدین کی کتب کے مطالعہ اور ان کی مدد کے کیا جواب تشفی بخش ارشاد فرماتے ہیں۔

ناظرین بالخصوص تبرائی غیر مقلدین بغور اس مضمون کا مطالعہ فرما کر تیسری ذیقعدہ کے اہل حدیث صفحہ ۲ کالم ۲ کے مضمون کو مطالعہ فرمائیں کہ کہاں چند سوالات کے جواب اور تقلید کی حرمت کو مجتہدانہ رنگ میں دریافت کیا جاتا ہے۔ اور کہاں یہ مضمون کہ تقلید کی تعریف کو قرآن و حدیث یا اقوال سلف سے طلب کیا جاوے ؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

شروع مطلب ہی سے جب یہ حال ہے۔ تو خدا جانے آئندہ کیا ہوگا ؎

تجھ کو کرنے ہیں ہزاروں دشت طے مضطرب کیوں پہلی ہی منزل میں ہے۔

مجتہد پنجاب کا چوں چوں کا مربہ

صفحہ ۲ کالم ۳ پر فرماتے ہیں "تقلید کوئی شرعی لفظ نہیں جیسے چوں چوں کا مربہ کوئی شئی نہیں"۔ اگر تقلید بایں معنی شرعی لفظ نہیں کہ تقلید اصطلاحی معنوں سے قرآن و حدیث میں مستعمل نہیں ہوا۔ تو اس بنا پر اصول حدیث کے جسقدر اصطلاحی الفاظ و احادیث کے اقسام کے نام وغیرہ ہیں۔ تو کیا یہ بھی سب آپ کے نزدیک ایسے ہی ہیں جیسے چوں چوں کا مربہ شرعی لفظ کے یہ معنی کہ وہ ان معنی سے قرآن و حدیث میں مستعمل ہو۔ کہاں سے ثابت ہے۔ علوم دینیہ میں جس قدر الفاظ ہیں وہ سب آپ کے نزدیک چوں چوں کا مربہ ہی ہیں اور اگر لفظ شرعی سے یہ مراد ہے کہ اس لفظ کے مفہوم کا مصداق قرآن و حدیث اور سلف میں پایا جاوے تو اس معنی کر لفظ تقلید بھی شرعی لفظ ہونا چاہئے۔ ورنہ اس کا وجوب و اباحت یا کفر یا شرک ہونا کس طرح سے ثابت فرمائیے گا لفظ تقلید تو چوں چوں کا مربہ نہیں لیکن ہاں اگر اس کا شوق ہے۔ تو ہم مجتہد پنجاب کے کلام میں ابھی دکھلاتے ہیں۔ صفحہ ۲ کالم ۳ "ناظرین نتیجہ صاف ہے کہ تقلید کا لازم اثر ہے کہ مقلد بے علم رہے جس کا عکس القضیہ یہ ہے کہ وجوب تقلید کی صورت میں علوم عقلیہ بالخصوص شرعیہ کا پڑھنا حرام ہے" ۔

مقلد بے علم رہے یہ قضیہ ہے۔ وجوب تقلید کی صورت میں علوم عقلیہ بالخصوص شرعیہ کا پڑھنا حرام ہے اس کو عکس القضیہ جو مجتہد پنجاب نے فرمایا ہے۔ یہ عکس مستوی ہے یا عکس نقیض یا عکس الاجتہاد یا عکس العقل والنقل یا چوں چوں کا مربہ۔ واقعی مجتہدانہ رنگ میں یہ کلام ہے۔ جس کی ہم بھی داد دیتے ہیں تبرائی غیر مقلدان حقائق علمیہ کو بھول نہ جائیں

تقلید کی تعریف

ص۲ کالم ۳ التقلید اخذ قول الغیر من غیر حجۃ مسلم الثبوت ص۲۸۹ کسی غیر کی بات کو بغیر دلیل کے جانتے کے قبول کرنا تقلید ہے۔ یعنی تقلید کی تعریف میں داخل ہے کہ مقلد

کو دلیل معلوم نہ ہو۔ یہ تو عام تقلید ہے شخصی تقلید یہ ہے کہ ایک معین امام کی بات بے دلیل مانے اور ہمیشہ مانتا رہے نتیجہ صاف ہے کہ تقلید کے معنی میں بے علمی داخل ہے یعنی چونکہ مقلد پر تقلید فرض و واجب ہے لہٰذا وہ دلیل کا علم کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی حاصل نہ کرے ورنہ وہ اس تقلید سے نکل جائے گا۔ جو اس کے ذمہ فرض اور واجب ہے اور فرض کی ضد حرام ہے ناظرین نتیجہ صاف ہے کہ تقلید کا لازمی اثر ہے۔ کہ مقلد بے علم رہے جس کا عکس القضیہ یہ ہے۔ کہ وجوب تقلید کی صورت میں علوم نقلیہ بالخصوص شرعیہ کا پڑھنا حرام ہے۔ کیونکہ تعلیم تقلید میں خلل انداز ہے۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ جو چیز واجب میں خلل انداز ہو وہ حرام ہے۔ مولانا آپ کا حق ہے کہ اس دلیل پر سوال کریں۔

مجتہد پنجاب کی دلیل کی تنقیح

آپ نے حق سوال عنایت فرمایا۔ شکرگذار ہوں۔ اور چونکہ اس دلیل پر آپ کو نہایت وثوق اور آپ کے اجتہاد کا لب لباب ہے۔ اس واسطے میں اس کا نام اگر اجازت ہو تو عصارۃ الاجتہاد رکھ دوں۔ اب میری معروضات کو بغور سنئے آپ نے جو تقلید کے معنی بیان فرمائے ہیں میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ صرف یہی معنی ہیں۔ بلکہ تقلید کے معنی یہ بھی ہیں کہ غیر کا قول تسلیم کرنے میں دلیل کا محتاج نہ ہو۔ تسلیم قول غیر دلیل پر موقوف نہ ہو۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ تمام علماء مقلدین جو بڑے بڑے عالم اور جن میں بڑے بڑے حفاظ حدیث بھی شامل ہیں اور آج کل کے ہزار ہزار غیر مقلدوں سے مل کر ایک ایک مقلد عالم علم حدیث اور تفسیر میں زائد ہے اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو مقلد ہی کہتے آئے اور دنیا بھی ان کو مقلد ہی کہتی ہے چنانچہ آج تک بڑے بڑے علماء جو ائمہ اربعہ کے مقلد ہیں۔ وہ مقلد ہی کہے جاتے ہیں۔ اس واسطے تقلید کے یہ معنی بھی ہیں۔ جو ابھی مذکور ہوئے لا مشاحۃ فی الاصطلاح اس بنا پر مقلد کو دلیل کا علم ہونا بایں معنی منافی تقلید نہیں جو لوگ ہدایہ فتح القدیر عنایہ بنایہ طحاوی علی ہذا القیاس چاروں اماموں کے مقلد اپنے اپنے مذاہب کی کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے ہیں جن میں مسائل کے دلائل مفصل اور مشرح موجود ہیں اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو مقلد ہی کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مسائل کے دلائل کا علم تقلید کے منافی نہیں لہٰذا آپ کا یہ مقدمہ کہ مطلق تقلید کی تعریف میں داخل ہے کہ مقلد کو دلیل کا علم نہ ہو۔ ممنوع ہے۔

کیا آپ یہ ثابت فرما سکتے ہیں۔ کہ تقلید کے صرف وہی معنی ہیں۔ جو آپ نے بیان فرمائے ہیں ہاں یہ مسلم ہے کہ غیر مقلدوں کی تقلید یہی ہے جو آپ نے بیان فرمائی۔ نیز اس کی کیا دلیل ہے کہ عبارت مذکورہ کا وہی مطلب ہے جو آپ سمجھے ہیں۔ اور جو ہم نے عرض کیا ہے۔ یعنی تقلید میں تسلیم قول غیر دلیل پر موقوف نہیں۔ نہ یہ کہ عدم دلیل پر موقوف ہے۔ تاکہ تقلید میں عدم علم دلیل ضروری ہو جائے یہ ہماری

ہماری معروض کیوں صحیح نہیں جبکہ عرف قدیم و جدید اس کا شاہد ہے اور اگر اس کو بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تقلید کے ایک معنی بھی عدم علم دلیل معتبر ہے تو آپ کا یہ نتیجہ کہ تقلید کا لازمی ثمرہ ہے کہ مقلد بے علم رہے ممنوع ہے کیونکہ تمام قرآن کے احکام اور تمام احادیث نبویہ اور تمام مسائل فقہیہ کا جو شخص جاننے والا ہو اور اس کو مسائل اجتہادیہ کے دلائل کا علم نہ ہو۔ تو کیا یہ شخص آپ کے نزدیک بے علم ہے۔ احکام خداوندی کا علم آپ کے نزدیک علم ہی نہیں اور تمام امور کا علم تو مجتہد کو بھی نہیں ہوتا۔ بعض امور سے ناواقفیت منافی علم نہیں۔ ہاں وہ علوم عقلیہ بالخصوص شرعیہ جن کا پڑھنا تقلید کی وجہ سے حرام ہے ان علوم عقلیہ شرعیہ کی تعیین بھی بیان فرمائی جائے مگر وہ علوم عقلیہ شرعیہ آپ کی اصطلاح کے مطابق قرآن و حدیث میں مذکور ہوں۔ چوں چرا کا مرتبہ نہ ہوں اور اگر آپ کے بیان کو بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی لازم نہیں آتا۔ کہ تقلید کی صورت میں علوم عقلیہ شرعیہ کا پڑھنا حرام ہو۔ کیونکہ جس جس مسئلہ کی دلیل پڑھتا جائے گا۔ اسی مسئلہ میں بجائے مقلد کے مجتہد یا غیر مقلد ہوتا جائے گا مقلد جب تک مقلد رہے گا۔ اسے دلیل کا علم نہ ہوگا۔ اور جب غیر مقلد یا مجتہد ہو گا۔ تو دلیل کا علم ہوتا جائے گا۔ زمانہ علم و عدم علم ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

مقلد پر تقلید جب ہی تک واجب ہے جب تک وہ بے علم رہے اور جب مجتہد ہو گیا تو اب نہ مقلد ہے نہ اس کے لئے تعلیم علوم عقلیہ شرعیہ حرام۔ بے علم کو تقلید واجب اور ضروری ہے۔ نہ حرام۔ اگر مقلد کے لئے یہ بھی واجب ہوتا کہ وہ ہمیشہ مقلد ہی رہے تب بے شک یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ تعلیم علوم شرعیہ عقلیہ اس کیلئے حرام ہو۔ غیر طبیب کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ خود اپنا علاج نہ کرے مگر اس کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ اس مرتبہ کو بھی حاصل نہ کرے تاکہ طب پڑھنا اس پر حرام ہو بے علم کیلئے تقلید ضروری ہے نہ بے علم رہنا ضروری ہے مجتہد نہ ہو تو تقلید کرے اور جب مجتہد ہو جائے تو تقلید چھوڑ دے اور اگر بعد مجتہد ہونے کے بھی اس کا اجتہاد یہی ہو۔ کہ وہ مقلد رہے تو باوجود علم و درجہ اجتہاد بھی مقلد ہی رہے گا۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے جو تقلید کے معنی آپ نے سمجھے ہیں ورنہ جو معنی ہم نے عرض کئے ہیں۔ ان پر یہ خرابی لازم ہی نہیں آتی۔

اور اگر آپ کی تمام باتوں کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو بطریق معارضہ یہ عرض ہے کہ آپ نے تقلید کی تعریف بیان فرما کر یہ دلیل تقلید کی حرمت پر قائم فرمائی ہے۔ حالانکہ صفحہ ۳ کالم ۱ پر جو آپ نے اہلحدیث کا مذہب بیان فرمایا ہے۔ وہاں تقلید کی چار قسمیں کر کے عامی پر تقلید کو واجب کہا ہے۔ اور قسم ثانی کو مباح اور اگر آپ کی دلیل صحیح ہے تو قسم اول و ثانی بھی حرام ہوتی ہے فما هو جوابكم جوابنا]

جو آپ جواب دیں گے۔ وہی ہم بھی عرض کردیں گے تبرائی غیر مقلد اپنے مجتہد کے جوابکو بغور ملاحظہ فرمائیں

تقلید کی تعریف پر عجیب بحث

مجتہد پنجاب کی تقریر بالا سے یہ امر ظاہر ہے کہ تقلید کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کے قول کو تسلیم کرلینا اور تقلید کے مفہوم میں دلیل کا نہ ہونا شرط ہے حالانکہ صفحہ ۲ کالم ۳ میں فرماتے ہیں ہاں تقلید کی تعریف کرنے والوں نے ایک نتیجہ خود ہی بتایا ہوا ہے وہ یہ کہ اللہ و رسول کی بات کو ماننا تقلید نہیں کیونکہ اللہ کے حکم کی دلیل خود اللہ کی ذات ہے۔ اور رسول کے حکم کی دلیل اس کا وصف رسالت ہے۔ چنانچہ مسلم الثبوت کے الفاظ یہ ہیں۔ لیس الرجوع الی الرسول والی الاجماع والعامی الی المفتی والقاضی الی العدول بتقلید لقیام الحجۃ۔ امت کا رسول کی بات کو ماننا اور قاضی کا گواہ کے بارہ میں معدلین (گواہ کی توثیق کرنے والے) کی بات کو ماننا تقلید نہیں بوجہ دلیل قائم ہونے کے الخ

خدا کی قدرت ہے۔ کہ ابھی تقلید کے معنی یہ تھے۔ کہ کسی غیر کی بات کو بغیر دلیل جاننے کے قبول کرنا اور ابھی تقلید کے معنی یہ ہوئے کہ ایسے شخص کے قول کو قبول کرنا جس شخص کے قول کو تسلیم کرنے کی کوئی دلیل نہ ہو۔ اس وجہ سے خداوند عالم اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا یا اجماع کی طرف رجوع کرنا اور عوام الناس کا علماء کا فتویٰ قبول کرنا اور قاضی کا معدلین کی بات کو ماننا تقلید نہیں کیونکہ ان سب کے قول کو قبول کرنے کے لئے دلیل اور حجت موجود ہے خداوند عالم کے لئے اسکی ذات اور رسول کے لئے وصف رسالت اور عامی کے لئے آیت فاسئلوا اھل الذکر الخ تو اب یہ عرض ہے۔ کہ جب عامی کا سوال کرنا بوجہ فاسئلوا اہل الذکر الخ کے تقلید نہیں تو آپ نے اسے تقلید کی قسم میں داخل فرما کر اس تقلید کو واجب کیسے فرما دیا۔ علیٰ ہذا القیاس قسم ثانی جس کو مباح فرمایا ہے۔ وہ بھی تقلید نہ رہی ہو۔ اس تعارض کو بھی دفع فرمایا جائے۔

غرض جس کو واجب اور مباح کہا ہے وہ تقلید نہیں۔ اور جو آپ کے نزدیک تقلید ہے وہ بدعت اور حرام و شرک ہے۔ فرمائیے آپ تبرائی غیر مقلد ہوئے یا نہیں۔ ناظرین اس مضمون کو پچھلے مضمون سے ملا کر کہیں جہاں ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا تبرائی غیر مقلد ہونا ثابت کیا ہے تو انشاء اللہ لطف آجائیگا

مجتہد پنجاب کی حکمت عملی

مجتہد صاحب اور ان کے مقلدین تبرائی غیر مقلدین بتائیں کہ اس تعارض کو کس طرح دفع کیا جائے گا۔ اور تقلید کی چار قسمیں بیان فرمانا یہ محض حکمت عملی یا پالیسی ہے یا اس میں حقانیت مضمر ہے۔

حرمت تقلید کی دلیل کی حقیقت

اے عصارۃ الاجتہاد وہ تیرے تمام مقدمات جو ساری

غیرے اجتہاد کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ اب وہ بدل گئے۔ اب تو تقلید کی تعریف کا حاصل یہ ہوا کہ جس شخص کے قول ماننے پر حجت شرعیہ نہ ہو۔ اس کو تسلیم کرنا یہ تقلید ہے اگرچہ اس قول کے ساتھ دلیل بھی موجود ہو اور جس شخص کے قول کے ماننے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اگرچہ اس کا قول بلا دلیل ہو۔ وہ تقلید نہیں تو اس تقریر کے مطابق مقلد بہت بڑا عالم بھی ہو سکتا ہے اور تقلید منافی علم نہیں اور غیر مقلد پرلے درجہ کا جاہل بھی ہو سکتا ہے فرمایئے مجتہد صاحب کا کوئی مقدمہ بھی اب صحیح باقی رہا قضیہ از عکس القضیہ اور نتیجہ اول سے آخر تک سب غلط ثابت ہو گئے۔ نادان تمام مجتہد ترائی غیر مقلد کی دلیل پر یوں سوال کیا کرتے ہیں۔ نیز مجتہد پنجاب سے مجتہدانہ جواب کی توقع رکھتے ہیں۔

تقلید کی حرمت کی دلیل پر معارضہ

مجتہد پنجاب کو اختیار ہے کہ وہ خدا وند عالم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنے کا نام اپنی اصطلاح میں تقلید نہ رکھیں لکل ان یصطلح اصطلاح مقرر کرنے کا ہر شخص کو اختیار ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تمام مخلوقات اور ساری امت پر فرض قطعی ہے کہ خدا وند عالم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو بلا چون وچرا و بلا ذکر دلیل تسلیم کریں غرض حقیقت تقلید بالمعنی الاول وہاں متحقق ہے حالانکہ مجتہد صاحب نے جو تقلید کی حرمت کی دلیل بیان فرمائی ہے۔ وہ بجمیع مقدمات جاری ہے تو کیا اس بنا پر خداوند عالم اور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی بلا ذکر دلیل تسلیم کرنا حرام ہے حالانکہ اس کو کوئی عاقل بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ تو دلیل مذکور بکلی غلط ہوئی ہاں اگر تقلید کے دوسرے معنی (یعنی جس کے قول کے قبول کرنے کے لئے حجت نہ ہو) لئے جائیں تو پھر تقلید کے لئے عدم ذکر دلیل لازم نہیں تو اس صورت میں دلیل مذکور کا کوئی مقدمہ اصل قضیہ اور چونا چون کا مرجع عکس القضیہ نتیجہ سب غلط ہوئے جاتے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک وعلی نبیہ الصلوٰۃ والسلام

ضروری گذارش

اس کے بعد یہ عرض کرنا نہایت ضروری ہے کہ جناب مجتہد صاحب نے تقلید اور مقلدین اور ائمہ مجتہدین کے بارہ میں اپنا بیان نہایت ناکافی دیا ہے جو کسی طرح تسلی بخش نہیں یہاں مذہب میں الفاظ بالکل صاف ہونے ضرور ہیں اس وجہ سے بکمال ادب عرض ہے۔ کہ تنقید سے پہلے امور ذیل کو بیان فرما دیں۔ ورنہ تنقید قابل التفات نہ ہوگی اور جو بیان ہوگا۔ حکمت عملی یا علمی پر محمول ہوگا

(۱) تقلید کی تعریف جو بیان فرمائی ہے اس کے دونوں معنی میں سے ایک معنی متعین فرمائیں یعنی تقلید قول بلا دلیل کے تسلیم کرنے کا نام ہے یا جس کے قول کے قبول کرنے پر حجت نہ ہو۔ اس کے قول کو قبول کرنے کا نام ہے۔ یا دونوں کا۔ اور پہلی صورت میں یہ مطلب ہے کہ دلیل کا ذکر ضروری اور تسلیم القول

دلیل پر موقوف نہ ہو۔ چاہے دلیل بھی مذکور ہو۔ یا بعد تسلیم بھی اگر دلیل کا علم ہو جائے تو تقلید کے منافی نہیں یا تقلید کی حقیقت میں یہ داخل ہے کہ دلیل کا علم نہ ہو۔ گر اول ہی سے علم ہوا یا بعد میں علم ہوا تو پھر وہ تقلید نہ رہے گی۔ گر تقلید نہ رہے گی۔ تو پھر اس کا نام اجتہاد وغیرہ کیا ہے؟

(۲) تقلید کو جو عامی کے لئے واجب بتایا گیا ہے اور دوسری صورت میں مباح فرمایا گیا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ یہ حکم دائمی ہے یا جب تک وہ عامی عامی رہے اگر بعد تحصیل علم وہ تقلید کرے گا تو پھر تقلید اس کے لئے جائز اور مباح رہے گی۔ یا حرام بدعت کیا ہو جائے گی؟

(۳) تقلید کے صرف ایک ہی معنی ہیں جو بیان فرمائے گئے یا اور بھی معنی ہیں جن کی رو سے خداوند عالم جل وعلی شانہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا بھی تقلید کہا جا سکتا ہے۔ یا کس نے کہا ہے۔ اور کس معنی سے عالم بلکہ مجتہد بھی مقلد ہو سکتا ہے یا نہیں ہر معنی کا حکم بھی علیحدہ اور صاف بیان ہو۔

(۴) زمانہ قدیم سے بڑے بڑے علماء محدثین و فقہاء جو واقعی آج کل کے ادعائے مجتہدین سے ہزارہا درجہ زائد تھے ان کو مسائل کے دلائل بھی معلوم تھے ان میں بعض حفاظ حدیث اور اعلی درجہ کے مفسر بھی تھے۔ ان کی کتابیں بھی موجود ہیں جن کو آج کل کے مدعیانِ اجتہاد اکثر پوری طرح سے سمجھ نہیں سکتے بلکہ نہیں کتابوں کو دیکھ کر آج گھر گھر مجتہد نظر آتا ہے۔ اگر یہ کتابیں نہ ہوتیں تو اجتہاد کی زندگی منسان ہوتی یہ حضرت علمائے کرام قبل علم بھی مقلد تھے اور بعد میں بھی وہ اپنے کو مقلد ہی کہتے رہے اور اپنے کو خاص امام کی طرف منسوب کرتے رہے اور دنیا بھی ان کو آج تک خاص خاص ائمہ کا مقلد ہی جانتی ہے۔ انہی کے مقلدین میں ان کو شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں تقلید کی وہ حقیقت نہیں پائی جاتی جو پہلے بیان کی گئی ہے۔ بلکہ یہاں تقلید کا عرف صرف یہی مفہوم ہے کہ جس شخص نے پہلے ان مسائل کی تدوین فرمائی ان کے دلائل نکالے۔ یہ لوگ بھی ان اصول اور قواعد کے پابند ہیں اس کے شاگرد ہیں سلسلہ تلامذہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں بعض جگہ اگر ان کی تحقیق امام کے خلاف بھی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ حسن ظن اور تجربہ کثیرہ و کثرت علم کی بنا پر کہ اس کا علم ورع زہد و تقوای فقہ فی الدین ان سے بہت بڑھا ہوا ہے اپنے قول کو چھوڑ کر اسی کے قول کو معمول بہ بناتے ہیں۔ اور بعض جگہ اس کے دو قولوں میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض جگہ اس کا خلاف بھی کرتے ہیں مگر اصول سے نہیں نکلتے۔ اور اطلاع علی الدلائل کے بعد بھی اپنے کو اسی کا مقلد کہتے ہیں۔ اور ہر مسئلہ کی دلیل آجکل کے مجتہدین سے بفضلہ تعالی زیادہ جانتے ہیں۔ زیادہ نہیں تو کم تو کسی حال میں بھی نہیں۔ غرض علماء مقلدین کا قدیم سے

اب تک جو اعزاز ہے جس کو خدام والا خوب جانتے ہیں، اور یہ فقہ مدونہ جس میں صدہا علماء کی تحقیقات اور تنقیدات شامل ہیں اس کے مسائل مفتی بہ پر عمل کرتے ہیں اور ان مسائل کے دلائل بھی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ گو وہ دلائل دوسروں کے نزدیک ضعیف یا غلط ہوں۔ اور یہ عرف میں اس کو بھی تقلید شخصی ہی کہتے ہیں مسلمانوں کی اس تقلید شخصی کو مجتہد العصر مباح جائز واجب بالذات واجب بالغیر۔ واجب منسلمہ۔ بدعت حرام۔ مکروہ تحریمی شرک وکفر کیا سمجھتے ہیں۔ صاف لفظوں میں اس کا حکم بیان فرمایا جائے مجتہد صاحب کی اصطلاح میں اس کو تقلید شخصی یا مطلق کہا جائے۔ یا کچھ اور صورت واقعہ یہ ہے اس کا حکم ؟

(۵) علی ہذا القیاس ہر مذہب کے عوام جو اپنے علماء سے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ اور تمام عمر بلا تعیین اپنے ہی مذہب کے علماء سے عوام غیر مقلدین کی طرح سے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ اور اس تعیین کو ایسے ہی تعیین جانتے ہیں کہ جیسے صحیحین کی صحت کو اور امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ آئمہ حدیث کے اقوال کو صحت وضعف حدیث میں معتبر سمجھ کر اس پر کاربند ہوتے ہیں۔ یہ کام علماء کا ہے۔ کہ وہ مسائل مفتی بہ ان کو بتائیں اس تقلید کا کیا حکم ہے عرف میں اس کو بھی تقلید شخصی ہی کہتے ہیں۔

(۶) اسی طرح بعض علماء اس خیال سے کہ مسائل فقہ کو بڑے بڑے محدثین ومفسرین وفقہا نے جانچ و پڑتال کر لیا ہے۔ جن کا علم ہم سے بدرجہا زائد ہے۔ اور ان کے علم اور تنقید پر اطمینان ہے جس طرح ائمہ حدیث کی مساعی جمیلہ پر اطمینان کر کے احادیث کے رجال اور صحت وضعف کو معرض بحث میں نہیں لاتے۔ جیسے محدثین کے مسائل مفتی بہا در بارہ صحت وضعف وغیرہ احادیث کی تقلید کر کے ان کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ اسماء الرجال وغیرہ کی کتابیں اب بھی موجود ہیں علماء کی یہ دونوں تقلیدیں احادیث اور مسائل فقہ میں جائز واجب حرام وغیرہ کیا حکم رکھتی ہیں اور دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ یا دونوں تقلیدوں میں فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا ہے اور وجہ فرق کیا ہے ؟

(۷) اس کے بعد ان مقلدین کا حکم بھی بتایا جائے کہ یہ لوگ ناجی اور جنتی اور ما انا علیہ واصحابی کے فرد ہیں۔ یا ناری جہنمی اور ما انا علیہ واصحابی سے خارج۔ صاف لفظوں میں حکم بیان ہو۔

(۸) اہل سنت والجماعت کی تعریف آپ کے نزدیک یہی ہے۔ جو مذکور ہوئی یعنی ما انا علیہ واصحابی یا کچھ اور ہے۔ اور مقلدین ائمہ اربعہ جو شرک وبدعات سے محترز ہیں اور فقہ کی کتب معتبرہ کی روایات معتبرہ پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سب چاروں فرقے آپ کے نزدیک ان ہی معنی سے اہل سنت اور ناجی ہیں یا کسی اور معنی سے تو وہ جنتی کیا ہیں۔

(۹) ائمہ اربعہ کے ایسے مقلدین کو جو مذکور ہوئے۔ اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت سے خارج کہہ کر

۲۱ فرقوں میں داخل کرکے ناری اور جہنمی کہے اور مقلدین ائمہ اربعہ کے حنفیوں کو چلئے وہ حق حکم دیں
یا ناحق حکم دیں بہر صورت جہنمی کہے۔ علیٰ ہذا القیاس مقلدین کے منتسبوں کا حال کہئے وہ تبرائی غیر مقلد آپ
کے نزدیک کیسا ہے۔ آپ اسے کیا سمجھتے ہیں۔ صاف لفظوں میں جواب ہو۔

(۱۰) ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جو شخص برا کہے۔ مثلاً انہیں حدیث نہیں آتی تھی انہوں نے
دین کو خراب کر دیا۔ ان کی تقلید ناجائز ہے۔ فقہ مکر و فریب کا مجموعہ ہے اس پر عمل کرکے آدمی جہنمی ہے
بالخصوص قسم کھا کر کہے کہ حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی ان کی بیبیوں سے غیر مقلدین کو بلا طلاق نکاح جائز
ہے ائمہ دین مجتہدین اربعہ نے دین میں چار رستے بنا ڈالے دین کا صحن جو صاف تھا وہاں دیواریں
کھینچ دیا۔ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے نہیں دیتے ہم چاہتے ہیں کہ اس چہار دیواری کو
ڈھا کر ویسا ہی صاف صحن بنا دیں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ ویسے ہی وغیرہ جس کو جناب
مجتہد سے شاید زیادہ جانتے ہوں گے ایسے تبرائی غیر مقلدین کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ صاف لفظوں میں بیان فرمائیے

چونکہ غیر مقلدین باوجود مقلد ہونے کے تقلید سے منکر ہیں۔ تو وقت پر جس کا قول ان کے خلاف
میں پیش کیا جاتا ہے تو فرما دیتے ہیں۔ کہ ہم اس کے مقلد تھوڑا ہی ہیں۔ اس وجہ سے کم سے کم ہم کو اپنے فاضل
مجتہد کا خیال تو صاف لفظوں میں معلوم ہو جانا چاہئے۔ تاکہ جو کچھ ہم عرض کریں۔ وہ علی وجہ البصیرت ہو
اس کے بعد اور جو کچھ عرض کرنا ہوگا۔ وہ عرض کیا جائے گا۔ یہ بحث اگر اسی طرح متانت اور سنجیدگی سے
طے ہو گئی تو شاید اس سے مسلمانوں کو کچھ نفع ہو جائے جواب سے پہلے ان امور کا جواب نہایت ضروری ہے۔

مجتہد صاحب کی توقع

ہمارے توقع کے عنوان کے ماتحت آپ نے آیت شریفہ واتوا البیوت من
ابوابہا لکھ کر ہماری بے راہی بتائی ہے۔ اگر آپ ذرا توجہ فرمائیں گے تو
اس خیال سے رجوع کریں گے۔ میں تو ایک مقلد ہوں بقول غیر مقلدین میرا بال بال بندھا پڑا ہے۔ میرا
ہر خیال کتابوں میں مندرج ہے اگر میں اس کے خلاف کروں۔ تو ہر شخص کو مواخذہ کا حق اور مواخذہ کر
سکتا ہے لہٰذا میں کیا عرض کروں میرے مذہب کی کتابیں اصول و فروع سب مدون ہیں مگر ہاں گستاخی
معاف یہ شاہی سانڈ تو تبرائی غیر مقلد ہیں۔ کہ ان کی کسی بات کا پتہ ہی نہیں جس کا جو جی چاہے کہہ دے
جس کا جی چاہے قول مانے جس کا چاہے رد کر دے۔ لہٰذا نادان مقلد ہی کو ضرورت تھی کہ اول سوال کرکے
امور تصفیہ طلب کو متعین کر لے پھر کچھ عرض کرے

نیز ہم کو مشرک کافر بدعتی فاسق وغیرہ کہا جاتا ہے اس وجہ سے ہم کو ضرورت ہے کہ اپنی جان بچانے کی
کوئی سبیل پیدا کر لیں۔ کیا بعید ہے۔ اگر آپ نے صاف صاف لفظوں میں امور مستفسرہ کا جواب دے دیا

تو مقلدین کچھ دنوں آرام سے زندگی بسر کریں اور آپ کی جان و مال کو دعا دیں۔ ورنہ پھر یہی عرض کریں گے ؎

تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

۱۰ ذیقعدہ کے اہلحدیث میں جو مجتہد پنجاب نے تنقید فرمائی ہے یہ چند سطور اس کی تنقیح میں ہیں۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔

تنقیح التنقید

اس سے قبل ۲۶ شوال ۳۵ھ اور ۳ ذیقعدہ ۳۵ھ کے اہلحدیث میں جو مجتہدانہ تنقید فرمائی تھی۔ اس کا جواب اعدل میں روانہ کرچکا ہوں۔ ناظرین کو امید رکھنی چاہئے کہ بارگاہ اجتہاد سے اس کا تسلی بخش جواب سپرد قلم ہو کر ناظرین کے اطمینان کا باعث ہوگا امور مستفسرہ کا جواب جب تک مجتہد العصر صاف لفظوں میں عنایت نہ فرمائیں گے مبحث کا مطلع مکدر ہی رہے گا۔ کیا اچھا ہو کہ ہمیں خدام والا کو پھر تکلیف دہی کی نوبت نہ آئے اب ہم بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ تنقید کی تنقیح کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ھو المستعان

مجتہد العصر کو یہ امر بھی واضح ہے۔ کہ ہر بات کے جواب کی کوشش کرنا اگرچہ وہ بات لاجواب ہی کیوں نہ ہو مجیب کی حیثیت کو اس کے درجہ سے گرادیتی ہے چنانچہ سطور ذیل کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا۔ کہ مجتہد پنجاب نے اپنے درجہ سے کس قدر گری ہوئی باتیں تنقید میں لکھی ہیں میرے مضمون التعلید والتنقید کے طول و عرض کو بیان فرماکر تحریر فرماتے ہیں۔

"موصوف کی علمی حیثیت سے چاہئے تو یہ تھا۔ کہ مسئلہ تقلید کو عالمانہ اصول سے بیان فرماتے یعنی پہلے اس کی تعریف کرتے پھر اس کا حکم تبلاتے پھر قرآن و حدیث سے اس پر استدلال لاتے مگر چونکہ بقول امام غزالی تقلید خود کسی علم کے درجہ میں نہیں ہے۔ اسلئے ایسے غیر علمی مسئلہ کو علمی طریق سے بیان کرنا واقعی کٹھن کام ہے لہذا مولانا ممدوح ایک حد تک معذور ہیں" اہلحدیث ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ ص کالم علے

اول بندہ سے یہ دریافت فرمانا کہ میں مولوی ہوں یا سائل اور سائل ہوں تو کونسی قسم کا فرد ہوں پھر میرا یہ جواب عرض کرنا کہ میں سائل بالمعنی الاعم ہوں پھر مجتہد العصر کا آج یہ فرمانا کہ میں تقلید کی تعریف کرکے حکم تبلاتا۔ پھر اس پر قرآن اور حدیث سے دلیل پیش کرتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں تک برمحل ہے۔ میں نے خود تقلید کی تعریف دلیل اور حکم نہ معلوم کس ... کی کتاب کا اصول ہے بندہ کا فرض تو صرف یہ ہے کہ تبرائی غیر مقلدین نے جو تقلید کے شرک و کفر اور حرام ... اور مقلدین کے جہنمی ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس کی تنقید کردوں۔

نیز اگر میں خود اس بات کو اپنے ذمہ لے بھی لیتا۔ تو پھر مجتہد العصر کے تازہ افادات سے یہ مادہ ... مقلدین

کس طرح مستفید ہوتے جس کا موقعہ اب ملا ہے۔ چنانچہ ابھی ابھی بعنوان تقلید پر جو عصا تو التقاليد بیان فرمائی گئی ہے اس پر جو سوالات عرض کئے گئے ہیں۔ اس سے اجتہاد کے درجہ کا پتہ بھی ناظرین کو معلوم ہو جائیگا ورنہ یہ کیسے معلوم ہوتا۔ امام غزالی فرماتے ہوں یا کوئی اور اب تو آپ اس کے ذمہ دار ہیں کہ اس مقولہ کو کہ تقلید خود علم کے کسی درجہ میں نہیں، ثابت فرمائیں۔

ایک لاحل سوال

بارگاہِ اجتہاد سے مؤدبانہ عرض ہے۔ کہ تقلید علم کے کسی درجہ میں نہیں۔ علم سے کیا مراد ہے۔ اگر علم سے مطلق علم مراد ہے۔ جو ظن اور یقین یعنی گمان اور یقین و تقلید منطقی وغیرہ سب کو شامل ہے تو پھر تقلید کا علم میں داخل نہ ہونا چہ معنی دارد۔ کیا تمام احکامات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں جو احکام مذکور ہیں اور وہ بطریق اجتہاد و ظنیت ثابت ہیں۔ اور کسی شخص کو ان کے صرف دلائل معلوم نہ ہوں۔ احکام خوب جانتا ہو۔ تو وہ آپ کے نزدیک جاہل ہے۔ اس کو کچھ علم نہیں کیا اس مضمون کو آپ مجتہدانہ رنگ میں بیان فرما سکتے ہیں کہ خبر آحاد اور قرآن شریف سے جس قدر مسائل بطریق ظن صراحت وغیرہ ثابت ہوتے ہیں وہ سب جہل ہیں اور علم کے کسی درجہ میں نہیں تو اس بنا پر جملہ محدثین اور مجتہدین بھی سب کے سب جاہل ہیں کیونکہ یہ تمام احکام اور ان کے دلائل سب امور ظنیہ ہیں۔ اور یہ درجہ آپ کے نزدیک علم کا نہیں بلکہ جہل کا ہے افسوس تو یہ ہے کہ مجتہدین زمانہ کا بھی جاہل ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ ان کے علوم بھی ظنون ہی ہیں۔ اور یقین وہاں بھی نہیں تقلید چھوٹی مگر جہل سے پیچھا اب بھی نہ چھوٹا اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ تقلید میں چونکہ دلیل نہیں معلوم ہوتی۔ اور تقلید میں مسائل اجتہادیہ ظنیہ ہوتے ہیں اس وجہ سے وہاں علم بمعنی یقین نہیں ہوتا تو یہ مسلم ہے مگر کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ غیر مقلدین اور تبرائی مجتہدین ترک تقلید کے بعد بھی باوجود دلائل معلوم کرنے کے مسائل اجتہادیہ میں کسی مسئلہ مختلف فیہا میں بھی یقین حاصل نہ کر سکے۔ بلکہ جس طرح مقلدین کو ظن اور گمان ہے اسی طرح مسائل ظنیہ مختلف فیہا میں غیر مقلدین کو بھی علم بمعنی یقین و قطع نہیں ہے۔ پھر مقلدین جاہل اور آپ عالم اس کے کیا معنی۔ اگر آپ عالم ہیں تو خدا کے فضل سے اسقدر عالم مقلدین بھی ہیں اور اگر مقلدین جاہل ہیں تو غیر مقلدین عوام ہی نہیں بلکہ ان کے مجتہدین بھی ویسے ہی جاہل ہیں جیسے مقلد۔ تو پھر مقلدین اور غیر مقلدین میں فرق کیا ہے۔ جس پر آپ کو بے جا ناز ہے بقول شخصیکہ تیر نہ کمان کا ہے کے پٹھان ہاں اگر یہ دعویٰ ہے کہ غیر مقلد کیا عوام کیا خواص سب کو ہر مسئلہ میں علم بمعنی یقین و قطع حاصل ہے تو مجتہد پنجاب اس کو صاف لفظوں میں بیان فرما دیں پھر ہم اس کو بخوشی قبول کر لیں گے۔ بشرطیکہ آپ اس کو ثابت بھی کر دیں۔ مگر کارے دارد ؎

ے بہت سی حسرتیں وہ ہیں کہ جن کا خون ہوتا ہے ‏ ‏ ‏ ‏ بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دل میں رہتے ہیں

ایک لاحل سوال

اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ تقلید علم کے کسی درجہ میں نہیں۔ تو کیا تقلید کی تعریف اور اس کے اقسام اور احکام اور ان احکام پر قرآن مجید و احادیث سے استدلال لانا یہ بھی علم کا کوئی فرد نہیں۔ تقلید میں جہل تو آپ کے نزدیک بھی ہوگی پھر جہل کی تعریف اور اس کا حکم اور اس کی قرآن و حدیث سے دلیل یہ بھی کیا آپ کے نزدیک غیر علمی مسئلہ ہو کر اس کا بیان کرنا کٹھن ہوگا۔ اگر نہیں ہے تو پھر تقلید کا اس طرح بیان کیوں کٹھن ہے۔ اگر ایک مقلد معذور ہے اور وہ غیر علمی مسئلہ کو علمی مسئلہ نہیں بنا سکتا۔ تو کیا مجتہد العصر کو اختیار ہے۔ کہ وہ علم کو جہل اور جہل کو علم بنائے

مجتہد صاحب کے کلام میں تعارض

یہ جو کچھ عرض کیا گیا قاعدہ کا صحیح جواب ہے۔ مگر اب واقعہ عرض کرتا ہوں آپ ۳ ذیقعدہ کے اہلحدیث صہ۳ کالم ۳ کو ملاحظہ فرمائیں آپ تقلید کی تعریف بیان فرما کر لکھتے ہیں۔

"چنانچہ یہی معنی مولانا مرتضیٰ نے اپنے مضمون میں بار بار ذکر کئے ہیں۔ تسلیم القول بلا دلیل یہی تقلید ہے۔" (اعتدال، ۷ مارچ)۔

یہاں تو آپ نے یہ تسلیم فرمایا۔ کہ بندہ نے ۷ مارچ کے مضمون میں تقلید کی تعریف بار بار ذکر کی ہے کہاں میں نے ایک دفعہ بھی تقلید کی تعریف کو ذکر نہیں کیا تھا۔ اور کہاں بار بار ذکر کرنا خود آپ کا تسلیم فرمانا یہ صریح تعارض ہے یا نہیں

گستاخی معاف ہو۔ بندہ نے تقلید کے اقسام ان کے احکام اور دلائل بعض صراحۃً بعض اشارۃً جس طرح مجھ کو منصب کی پابندی کے ساتھ چاہئے تھا۔ اس سے زیادہ بیان کر دئے ہیں مگر نہ معلوم مجتہد صاحب کا دماغ کس آسمان پر ہے۔ اس کے اندر زمین کی باتیں آتی ہی نہیں۔ کیا اچھا ہو کہ خدام الاعتدال کو پھر بغور ملاحظہ فرمائیں اگر میرے کہنے کی تصدیق ہو تو اجتہاد کی عظمت کا خیال نہ فرما دیں صاف لفظوں میں اقرار فرمائیں۔ ورنہ پھر مجھے اجازت دیں۔ کہ میں عرض کروں۔ مگر اجتہاد سے توبہ کا وعدہ ہونا چاہئے اور اگر پھر بھی آپ مجتہد کے مجتہد ہی رہیں تو پھر ہمیں بے فائدہ تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔

ناظرین تو ہماری عرض کی خدا چاہے۔ ضرور تصدیق ہی فرمائیں گے بشرطیکہ نادان مقلد یا منصف غیر مقلد ہوں۔ تبرائیوں سے ہمیں کم امید ہے اس کے بعد آپ فرماتے ہیں۔

"خیر گذشتہ پرچہ میں ہماری طرف سے تمہیدی نوٹ درج ہو چکا ہے"

امید ہے کہ آپ نے اس نوٹ کا جواب بھی ملاحظہ فرما لیا ہوگا جس کے جواب کا ناظرین کو بھی انتظار ہوگا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ ہندوستان میں تقریباً کل مسلمان مقلد تھے اس پر مجتہد صاحب فرماتے ہیں "مقلد تھے مگر اتنا یاد رہے کہ بریلوی خیال کے جن کو آپ آگے چل کر گنگر شاہ روڑے شاہ برباد شاہ کے ماننے والے بتلاتے ہیں۔ پھر دیوبندیوں نے کیوں ان کو اس مذہب سے کھسکایا۔ کیا یہ سچ ہے کہ

؎ این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند" ص۱ کالم ۳

یہ فرمانا کہ تمام ہندوستان میں بریلوی خیال کے مقلدین تھے کس قدر حق پوشی ہے۔ کیا حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا خاندان نجد میں تھا۔ یا جرمنی میں کیا شاہ اسمٰعیل صاحب شہیدؒ امرتسر میں رہتے تھے۔ کیا آپ کے مولانا نذیر حسین مرحوم نے حدیث مولوی احمد رضا خان صاحب کے والد ماجد سے پڑھی تھی یا حضرت شاہ اسحٰق صاحب سے ان حضرات کا ہمخیال ہندوستان میں کوئی نہ تھا۔ صرف ایک مولوی نذیر حسین صاحب ہی جیسے شاگرد تھے ؎

رفتہ رفتہ وہ صنم بر سر جنگ آ ہی گیا عشق کا نام ہی ایسا تھا وہ تنگ آ ہی گیا

خون ناحق کبھی نہیں چھپتا

غیر مقلدین کا ظلم چھپانے کے لئے واقعات ہی کو بدل دیا یہاں علماء عند ربی یاد نہیں رہا اور اگر میں تسلیم بھی کر لوں۔ کہ تمام ہندوستان میں بریلوی عقائد کے مقلدین تھے۔ تو جناب برائے کرم یہ بھی فرما دیں۔ کہ بریلوی خیال کے مقلدین کا فلاں فلاں عقیدہ کفر شرک اور ناجائز ہے اور وہ تمام عقائد باطلہ فقہ حنفیہ کے مفتی بہا مسائل ہیں اور فقہ کی فلاں فلاں کتب معتبرہ میں درج ہیں لہذا ہندوستان میں جو تقلید اور مقلدین ہے ان کا خلاف کرنا ضروری اور عین صواب ہے اور اگر آپ یہ نہیں ثابت کر سکتے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکیں گے تو اس کہنے میں کیوں حجاب ہے کہ وہاں بھی یہ خرابی ترک تقلید ہی کے منحوس قدموں کی برکت سے تھی کسی نے خوب کہا ہے۔ کہ ؎ ہر فتنہ کہ میخیزد از گوشۂ تو میخیزد۔

مجتہد صاحب کا فرض منصبی

اس صورت میں تو چاہئے تھا۔ کہ اول امور محدثہ کا رد کرتے انکار فرماتے تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک نہ کہتے خدا کی قدرت ہے۔ کہ غیر مقلدین اپنے کو موحد ہی کہہ کر یہ ثابت کریں کہ مقلدین مشرکین ہیں پھر ترک تقلید کو صاف لفظوں میں شرک نہ کہیں جو امور ائمہ مجتہدین نے بیان نہیں فرمائے اور نہ کتب معتبرہ میں ان کو مفتی بہا کہا گیا پھر ایسے امور کا اگر کوئی مقلد مرتکب ہو۔ تو اس سے نفس تقلید اور مقلد من حیث ہو مقلد پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ آج کل جو خرابیاں مسلمانوں میں رونما ہیں۔ ان کی وجہ سے کوئی نفس اسلام پر ہی اعتراض کرنے لگے۔ اور مسلمان من حیث ہو مسلمان کو ملزم قرار دے کر خلاف اسلام کوئی مذہب

گھڑے۔ پھر اسلام اور مسلمانوں کو کفر و شرک اور کافر و مشرک کہے۔ اور ترک تقلید ہی کو اپنا مذہب قرار دے تو ایسے شخص کے بارے میں بارگاہِ اجتہاد سے کیا فتویٰ صادر ہوگا۔

کیا بہت سے غیر مقلد بھی اپنے مسلم مسلک کے خلاف داڑھی نہیں منڈواتے اور کترواتے۔ جھوٹے مقدمات نہیں لڑاتے جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور بعض احکام شرعیہ کا تمسخر اور حدیث کو فقہ کی طرح مخرب دین نہیں بتلاتے اور اپنے مقتداؤں کو انبیا صاحب شریعت و غیر شریعت نہیں کہتے تو کیا مجتہد صاحب ان کی وجہ سے ترک تقلید کو کفر اور غیر مقلدین کو کافر کہیں گے۔ یا کچھ فرق ہے اگر ہے تو اس کو بیان فرمائیں۔ مجتہد صاحب بغور جواب دیں کیا یہ سچ ہے کہ ؎

این گناہے ست کہ از ذات شما پیدا شد

بندہ نے عرض کیا تھا کہ تقریباً ایک صدی سے یہ مرض یہاں پیدا ہوا مجتہد صاحب کو نہایت غصہ ہے کہ یورپ کی تقلیدی حریت اور آزادی کو بندہ نے مرض کیوں کہہ دیا۔ تقلید اگر مذموم ہے تو صرف ائمہ مجتہدین کی یورپ کی تقلید حریت و آزادی یہ تو عین صحت ہے چنانچہ فرماتے ہیں

حریت کا نام مرض! صدداں متفرقان ای تفریق ص۱ کالم ۳

واقعی ایسی حریت اور آزادی عدم تقلید کا نتیجہ نیچریت ہے۔ بابی۔ بہائی اہل قرآن اسی لئے پیدا ہوئے۔ احمدی اور مرزائی ہونا اسی کا پھل ہے پھر یہ آزادی اور حریت بھلا مرض کیسے ہو سکتی ہے یہ صحت حضرات تبرائی غیر مقلدین ہی کو مبارک ہو ؎

هنيئاً لأرباب النعيم نعيمها　　وللعاشق المسكين ما يتجرع

بندہ نے عرض کیا تھا کہ اس حریت اور آزادی اور عدم تقلید کی وجہ سے بہت کچھ فتنہ و فساد مقدمہ بازی فوجداری تبرا بازی ہو کر چند سال سے یہ فتنہ کچھ فرو ہو چلا تھا۔ اس کا جواب مجتہد العصر ص۳ کالم ۱ پر یوں فرماتے ہیں

"گول مال کرنا تو آپ جیسے اہل علم کی شان سے بعید ہے مقدمہ بازی کیوں ہوئی کس بنا پر ہوئی۔ اس میں ظالم کون تھا اور مظلوم کون معلوم ہو یا دانستہ چھپانا مقصود ہو تو ہماری گذارش سنئے حاصل یہ ہے کہ مقلدوں نے غیر مقلدوں کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روکا انہوں نے گورنمنٹ میں مقدمہ دائر کیا مقلدوں نے قرآن کے حکم کا خلاف کیا قرآن کا حکم ہے فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا تو ظالم مقلد ہوئے اور حدیث میں ظالم کے روکنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم ہے۔"

جہاں خدا مزالانے اس قدر تکلیف گوارا فرمائی ہے اور فرما دیجئے کہ مقلدوں نے غیر مقلدوں کو مساجد سے کیوں روکا۔ آمین بالجہر رفع یدین قراءت فاتحہ خلف الامام کی وجہ سے بالکل غلط یہ افعال تو مقلدین شوافع بھی کرتے ہیں مگر کہیں نہ جھگڑا ہوتا ہے نہ فوجداری۔ اصلی واقعہ یہ ہے کہ جب تقلید کو کفر شرک اور حرام مقلدین کو کافر مشرک جہنمی کہا گیا۔ اور انہیں کی اولاد عزیز و اقارب کو غیر مقلد بنایا گیا گھر گھر جھگڑا اور فساد برپا کر دیا۔ اور مسجد میں بھی جب تشریف لائے تو نوک جھونک اور جنگ کرنے قصد سے باز نہ آئے اور اس جھگڑے اور فساد کو عین جہاد اور اشاعت توحید و سنت سمجھا مقدمہ بازی کے لئے پہلے سے روپیہ جمع کیا گیا پھر مقلدوں کی مساجد میں پہنچکر فساد کرایا گیا۔ اور مقلدین اور ان کے ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی شان میں گستاخیاں کی گئیں تو فطرتاً ایسے دشمنوں کے آنے سے اشتعال طبع بھی ہوتا ہے اور ایذا بھی۔ یہاں تک نوبت آنے کے بعد بعض بعض مساجد میں ان کو آنے سے روکا گیا۔ تو اس میں فوجداری اور مقدمہ بازی ہوئی جس کے ذمہ دار حقیقت میں غیر مقلد ہیں۔

اب مسئلہ قابل تحقیق یہ رہا کہ جس کے آنے سے مسجد والوں کو ایذا اور فتنہ و فساد کا خوف اور تفرق جماعت کا اندیشہ ہو۔ اسے مسجد سے روکنا جائز ہے یا نہیں جب کہ روکنے والے حق پر بھی ہوں۔ اور جن کو روکا جائے وہ زیادتی کرنے والے ہوں۔ مجتہد العصر ہی فرمائیں کہ جو شخص کچی پیاز یا کچی لہسن کھا کر مسجد میں آئے۔ اسے مسجد سے روکنا جائز ہے یا نہیں اب اگر وہ نہ رکے فتنہ و فساد اور فوجداری مقدمہ بازی پر تل جائے تو ظالم کون ہوگا علیٰ ہذا القیاس جذامی کو مسجد سے روکنا ثابت ہے یا نہیں اگر ہے تو روکنے پر اگر وہ نہ رکے بلکہ فوجداری اور مقدمہ بازی کرنے لگے تو ظالم کون ہوگا اب اگر آپ یہ فرمائیں کہ تبرائی غیر مقلدوں کا مقلدوں کو کافر مشرک وغیرہ وغیرہ کہنا سب بجا تھا تو ظالم مقلد۔ ورنہ غیر مقلد کچی پیاز اور لہسن کی بو سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے یا تبرائی غیر مقلدوں کی گندہ دہنی سے تبرائی غیر مقلدین یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مقلدوں نے ہمارے بڑوں کو برا کہا۔ کیونکہ غیر مقلدوں کا وہ بڑا کون ہے جو مقلدوں کا بڑا نہ ہو جب ان کا کوئی امام ہی نہیں تو مقلدین نے ان کے کس بڑے کو برا کہا۔ یہ بالکل ستی اور رد: فض جیسا قصہ ہے۔ کیونکہ محدثین سب مقلدوں کے واجب التعظیم ہیں۔ مگر واقعی محدثین ان کے علاوہ ان کا کون امام ہے۔ یہ بھی فرما دیا جائے کہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھٰذا کیا مشرکین جو عبادت کے لئے خانہ کعبہ میں جاتے تھے روہ بھی آیت مذکورہ فمن اظلم ممن منع الخ پڑھ سکتے ہیں یا اگر تبرائی روافض یا بابی اور بہائی اور قادیانی مرزائی آپ کی مسجدوں میں آویں۔ تو آپ ان کو بھی مساجد سے روکیں گے یا نہیں

اگر روکیں گے تو فمن اظلم ممن منع الخ کے مصداق ہوں گے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں ذرا غور سے
جواب مرحمت ہو۔ ہاں جب آپ کے نزدیک مسلمانوں کا توبہ توبہ تبرائی غیر مقلدوں کا امام کافر بھی ہو سکتا ہے
بشرطیکہ وہ مدعی اسلام ہو۔ جیسے مرزائی تو شاید آپ ہندوؤں کو بھی اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے
کی اجازت دے دیں بلکہ اگر وہ اسلام کے مدعی ہو جائیں تو باوجود عقائد باطلہ رکھنے کے ان کے پیچھے
نماز بھی پڑھ لیں۔ کیونکہ امام کے لئے آپ کے نزدیک حقیقی اسلام کی ضرورت نہیں صرف ادعائے اسلام ہی کافی ہے
صـ۷ کالم عـ۲ عـ۳ میں ایک لطیفہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ کوئی مقدمہ ایسا نہ ہوگا
جس میں مدعی مقلدین ہوں۔ بلکہ غیر مقلدین ہی مظلوم مدعی ہیں الخ

کیا خوب لطیفہ ہے غیر مقلدین کتنے تھے اور کتنے ہیں ان کو قوت کب تھی جو مقلدوں کو مساجد سے
روک سکیں یہ واقعہ تو جب مفید ہو سکتا تھا۔ کہ غیر مقلدین کو ایسی قوت ایسی شوکت حاصل ہوتی اور
پھر مقلدوں کو اپنی مساجد میں نماز پڑھنے اور امام بننے کی اجازت دیتے۔ عصمت بی بی از بیچارگی
غیر مقلدوں کی ہندوستان میں مساجد تھیں کب جو ان کو روکنے کا حق ہوتا۔ مقلدوں نے اپنے روپیہ سے
اپنی زمین میں مقلدین ہی کے لئے ہی مسجدیں تعمیر کرائیں نہ غیر مقلدین کا مسجد بنانے والوں کو تصور
تھا نہ خیال متولی مساجد بھی مقلد ہی ہیں تو اب اگر حق ہے تو مقلدین کو غیر مقلدین کو مساجد سے روکنے
کا حق ہی کیا تھا۔ مقلدین نے مساجد مقلدین ہی کے لئے بنائی ہیں۔ کیا رافضی سنیوں کی مساجد میں آ کر
نماز بھی پڑھ لیں۔ اور صحابہ پر تبرا بھی کہیں تو اس پر مجتہد پنجاب بڑے تبرائیوں کی طرف سے آیت مذکور
منا کر سنیوں کو دھمکا دیں۔ کیا آپ ایسا کریں گے نہیں تو کیوں۔ پھر یہ بھی فرمایا جائے کہ جب مقلدین
مسلمان ہی نہیں اور ہندوستان میں کل بریلوی مقلد تھے جو غیر مقلدین کے نزدیک شاید بالکل ہی
کافر ہیں۔ تو پھر ان کی بنائی ہوئی مسجدیں شرعی مساجد کیسے تھیں اور غیر مقلدین ان مساجد میں آتے کیوں
تھے اور لڑتے کیوں تھے۔ اور اس پر فوجداری اور مقدمہ بازی۔ اس کی وجہ تو شاید مجتہدین ہی سمجھیں
اور جب یہ سمجھا جائے کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے ۲۵ سے ۲۷ گنا تک ثواب ہو۔ اور جنگل میں جماعت
سے پچاس گنا۔ تب تو غیر مقلدین کو مساجد میں نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ مگر ایسی حدیث پر عمل دشوار ہے
کہ جس میں کچھ مشقت محض ہوس عشق سعدی تا بزانو

بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ جیسے مصطفےٰ کمال پاشا کے فتح پاتے ہی ہندوؤں کے تیور بدل گئے شدھی
اور سنگھٹن شروع ہو گئی۔ اسی طرح ابن سعود کے عرب پر قبضہ سے یہاں کے غیر مقلدوں کا
رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اس پر مجتہد صاحب صـ۸ عـ۱ کالم حصے پر فرماتے ہیں۔

یہ تشبیہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ ہندوؤں کی آگ کا بھڑکنا مسلمانوں کے حسد سے ہوگا۔ مگر غیر مقلدوں کو حسد کس سے ابن سعود سے یا وہابی جماعت سے! مولانا ایسی مقلوبی تشبیہ آپ جیسے ذی علم سے عجیب ہے

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔

تشبیہ اس میں ہے کہ جیسے مصطفےٰ کمال کی فتح کے بعد فوری انقلاب ہندوؤں میں پیدا کیا۔ اسی طرح ابن سعود کی فتح کے بعد فوری انقلاب غیر مقلدوں میں پیدا ہوگیا وہاں مسلمانوں سے حسد تھا۔ اور یہاں بھی مسلمانوں ہی سے حسد سبب ہے فقط عام و خاص کا فرق ہے اس میری بات کو الٹی کہا جائے تو اس کا کیا علاج ہے ؎

آنکھیں بندھی ہوئی ہیں تو پھر دن بھی رات ہے — اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

ہندوؤں نے سمجھا کہ مسلمانوں کو جلد مغلوب کر لو۔ کہیں مصطفےٰ کمال کو شوکت تام نہ ہوجائے یہاں یہ خیال کیا کہ مقلدوں کو جلد دبا لو لیکن پہلے کی طرح ابن سعود حرین سے واپس نہ ہوجائے وجہ تشبیہ دونوں کی اپنے اپنے کام میں عجلت ہے۔

بندہ نے غیر مقلدوں کا ظلم میں بادی ہونا بیان کیا تھا مجتہد صاحب اہلحدیث ۱۰ ذیقعدہ ص۲ کالم ۲ کے ع۵ میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ابتدائے ظلم مقلدین کی طرف سے ہوئے جس کا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ جامع الشواہد جس میں غیر مقلدوں کے مسجد سے نکالنے کا حکم تھا پہلے مقلدوں کی طرف سے ہوا تنویر الحق نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم مصنف مظاہر حق نے پہلے لکھی الخ ملخصًا

میں تسلیم کرتا ہوں کہ جامع الشواہد لکھا گیا مگر کیوں آخر ان کا سر تو پھرا ہی نہیں تھا۔ جامع الشواہد میں صرف یہی لکھا ہے۔ کہ غیر مقلدوں کو مساجد سے نکال دو۔ یا اس کی کچھ وجوہ اور غیر مقلدین کی کتابوں کی عبارتیں بھی تحریر فرمائی ہیں یا نہیں اور یہ وجوہ اور عبارات جامع الشواہد کے لکھنے سے پہلے واقع ہوگئی تھیں یا جامع الشواہد لکھا گیا اور غیر مقلدین مساجد سے نکال بھی دئے گئے اور بعد میں وہ وجوہ پیدا ہوئیں اور کتابیں لکھی گئیں جس کی بنا پر اخراج کا حکم دیا گیا۔ مجتہد پنجاب کس قدر معقول بات فرما رہے ہو۔ ذرا تو غور فرماؤ علی ہذا القیاس نواب قطب الدین خاں صاحب حضرت شاہ اسحٰق صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ اور مولوی نذیر حسین صاحب نے بھی انہی کے ساتھ پڑھا تھا۔ نواب صاحب نے بریلی اور بدایوں میں تو نہیں پڑھا تھا۔ کہ بقول مجتہد صاحب توحید اور سنت سے عداوت تھی۔ پھر انہوں نے تنویر الحق کیوں لکھی۔ کیا ضرورت ہوئی۔ جب غیر مقلدی کے شعلے بلند ہوگئے مقلدوں کی اولاد کو غیر مقلد بنایا جانے لگا تقلید کو کفر و شرک کہا گیا۔ تو حضرت نواب صاحب مرحوم نے تنویر الحق تحریر فرمائی اگر

کوئی اور مقلد تنویر الحق لکھتا تو کوئی ناواقف شاید کچھ خیال بھی کرتا مگر نواب صاحب مرحوم کا تنویر الحق کو تحریر فرمانا تو کھلی ہوئی دلیل ہے۔ کہ غیر مقلدوں کی طرف سے اسقدر تعدی اور زیادتی ہوئی کہ نواب صاحب مرحوم جیسا حلیم اور بردبار بلکہ جو یک فرقہ کے نزدیک وہابی مشہور ہیں وہ بھی تحمل نہ کر سکے یہ تو اور بین دلیل اس کی ہوئی کہ ابتدائے تعدی اور ظلم غیر مقلدین ہی کی طرف سے ہوئی کس قدر خلاف واقعہ ہے کہ جب غیر مقلدین نے توحید اور سنت کی آواز اٹھائی تو اخراج عن المساجد کا فتویٰ شائع ہوا اعدا سے خوف کرنا چاہیے وہ کتاب کہاں ہے جس میں صرف توحید وسنت کی اتباع کا حکم تھا اور جامع الشواہد اس کا جواب ہے ہاں اگر یہ بات ہے کہ تقلید کو شرک وکفر کہنا ہی علم توحید کو بلند کرنا تھا تو بھی ہارا چاہیے

دلبر ما خورد سال ناز ندا ند ہنوز — دست چپ از دست راست باز نداند ہنوز

یہاں حاشیہ در حاشیہ صـ۲ پر یہ بھی لکھا ہے " شاید اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ وہابی ام المساجد کعبہ شریف میں خادمانہ داخل ہوگئے سچ ہے

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی — آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

وہابیوں کا ام المساجد میں داخل ہونا یہ تو ایک ہی کہی نقل مشہور ہے۔ حلوائی کی دکان برادر داداجی کو فاتحہ۔ پہلے خادم الحرمین شریفین حنفی تھے اب حنبلی آپ کو کیا مسرت کا موقعہ ہے اگر کوئی غیر مقلد ہوتا تو کچھ فخر بھی کر سکتے تھے۔ آپ کے نزدیک جیسے ترک تھے۔ ویسے ابن سعود ہوئے چاہیے نفس تقلید میں دونوں برابر ہیں اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ سلطان ابن سعود واقعہ میں تبرائی غیر مقلد ہیں مگر مصلحت خلاف واقعہ آپ کو مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ تو تبرائی غیر مقلدوں کو یہ تقیہ مبارک ہو۔ ہمارا تو سلطان کی نسبت یہ خیال نہیں ہے۔ اور اس کے بعد یہ عرض ہے کہ پہلے ام المساجد میں آپ کو کب ممانعت تھی۔ جواب اجازت ہوگئی۔ زیارت روضہ اقدس سے پہلے بھی محروم تھے تبرائی غیر مقلد اب بھی محروم ہیں۔ بلکہ ہم نے تو یہاں تک سنا ہے واللہ تعالیٰ اعلم دروغ برگردن راوی کہ آپ بھی ان لوگوں میں ہیں جو معاذ اللہ روضہ اطہر کو صنم اکبر کہتے ہیں۔ خاک بدہنش اور یہ بھی سنا کہ آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کہ روضہ اطہر کو ڈھایا جائے۔ تو پہلا کدال آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ نعوذ باللہ العظیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور سلطان ابن سعود کی نسبت یہ سنا گیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جو ایسا خیال کرے۔ میں اس کا دشمن ہوں۔ اپنی عزت وآبرو جان ومال سب قربان کردوں گا۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی ایسی گستاخی کا خیال بھی کرے۔ اگر یہ دونوں واقعے صحیح ہیں تو آپ تو نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ بقول

شخصے یہ گھر کے نہ گھاٹ کے ۔ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے مولوی نذیر حسین صاحب کے ساتھ ترکوں کے زمانہ میں کچھ قصہ پیش آیا تھا۔ وہ آپ کے ساتھ پیش نہیں آیا تو فیصلہ مکہ اور فتنہ شتائیہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ پھر کچھ فرمائیے اس سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کے عقائد فاسدہ سے سلطان ابن سعود نے بھی توبہ کو فرمایا تھا جب یہ حال ہے تو ام المساجد میں آپ کا داخلہ کیا ہوا۔ گو پھر تشریف لے گئے اور آپ کی مخالف غیر جماعت موجود رہی تو نہ معلوم کیا قصہ پیش آوے۔ خوش ہونے کی بات نہیں ہے سلطان ابن سعود کے فیصلہ سے آپ کی مسرت بے جا ہے۔ زیادہ عرض کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نہ مقلد نہ اہلحدیث اگر ہیں تو تبرائی غیر مقلد

بلکہ یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ترکوں کے ہاتھ سے مولوی نذیر حسین صاحب کو وہ تکلیف نہیں ہوئی جو آپ کو سلطان موصوف سے پیش آئی فیصلہ مکہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو جماعت اہلحدیث سے ہی نکالا گیا ہے اور مقلدین سے قدرت ہی نے خارج کر دیا تو آپ اگر ہیں تو صرف تبرائی غیر مقلد پھر آپ کا ام المساجد میں کیا داخلہ ہوا۔ کہ اہلحدیث بلکہ بقول بعض اسلام سے ہی خارج ہوگئے خدام ذرا متنبہ رہیں اس کے جواب میں حسام الحرمین کو پیش نہ کیا جائے ورنہ خدام والا کو بہت ندامت سے دوچار ہونا پڑے گا یقین نہ ہو تو کہہ کر دیکھ لیجئے۔

میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ہندوستان میں پہلے مقلد تھے یا غیر مقلد جو بعد میں پیدا ہوا وہی فتنہ کا باعث ہے۔ اس پر مجتہد صاحب بہت مسرت کے ساتھ ص۲ کالم ۳ پر بڑے زور سے تحریر فرماتے ہیں کہ بریلوی مقلدین کے بعد ہیں دیوبندی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بعد تین امام ہوئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے بعد اور آریہ سماج کے دعوی کے مطابق وہ سب میں پہلے ہیں تو اس قاعدہ کے موافق ہر ما بعد فتنہ و فساد کا باعث ہوا۔ انتہی ملخصاً۔

مجتہد صاحب کے لاجواب اعتراض کا جواب!

میرے نزدیک بیجھ پر وہ اعتراض ہے کہ مجتہد صاحب اور ان کے مقلدین اس کو لاجواب سمجھتے ہوں گے اس وجہ سے اگر میں اس کو درج اناجہا کہوں تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ ناظرین اس کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیں جب میں نے یہ فقرہ لکھا تھا تو جس قدر اعتراضات مولوی صاحب نے کئے ہیں وہ بفضلہ تعالیٰ سب ذہن میں تھے۔ اور ان کا جواب بھی عرض کر دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایک نادان مقلد کا صاف کلام اتنے بڑے مجتہد کی سمجھ میں نہ آوے تو پھر وہ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔

تو کار زمیں را نکو ساختی ـ کہ بر آسمان نیز پرداختی ـ

بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ مقلدین پہلے تھے۔ اور غیر مقلدین بعد میں۔ جو بعد میں ہوگا وہی فتنہ کا باعث ہوگا۔ اگر غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین مسلمان اور ناجی ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ تقلید اس صورت میں صلاح اور فلاح کا باعث ہوئی اب اس کے بعد جو اس کا مخالف یعنی عدم تقلید ہے وہ فساد اور فتنہ ہوگا۔ تو اس صورت میں کل فتنہ و فساد مقدمہ بازی فوجداری وغیرہ کے ذمہ دار اول غیر مقلدین ہوں گے ورنہ پھر تقلید کو ناجائز در کفر و فسق کہا جائے تو عدم تقلید جو اس کے بعد ہوگی وہ اصلاح ہوگی اور تقلید کے مٹانے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب حق بجانب ہوگا۔ چنانچہ بندہ کی عبارت یہ ہے "ورنہ صاف فرما دیا جائے کہ عدم تقلید سے پہلے کل مقلدین گمراہ بے دین فساق و فجار یا کفار تھے اور تقلید ہی شر و فساد کی جڑ تھی اس کے رفع میں اگر فتنہ فساد ہوا تو ہوا کرے۔

اس صاف اور صریح عبارت کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ مجتہد صاحب کس بات پر خوش ہیں اور مجھ پر کیا اعتراض ہے جو بعد میں ہوگا۔ وہی فتنہ کا باعث ہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں مگر یہ قاعدہ مطلقاً نہیں بلکہ جب ہے کہ اول اصلاح ہو اور ثانی افساد ورنہ اس کے برعکس ہے جس کو بندہ بفضلہ تعالیٰ پہلے ہی عرض کر چکا ہے۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں کہ مجتہد صاحب نے اگر بندہ کا یہ صاف مطلب بھی نہیں سمجھا تو یہ کیا اجتہاد ہے اور اگر جان بوجھ کر انفاح کیا ہے۔ تو یہ کیا عمل بالحدیث اور تدین ہے انصاف انصاف۔ انصاف۔

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد تین اماموں کا ہونا اور آنحضرت ﷺ کا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد ہونا باعث فساد و فتنہ اس وجہ سے نہیں کہ وہاں قبل اور بعد دونوں اصلاح ہی اصلاح ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین اور باہم خود ائمہ مجتہدین ان کا اختلاف موجب رحمت ہے۔ اور وہ اختلاف ہے جو اسلام کے اندر قابل برداشت ہے یہ سب ماجور ہیں اور سب اہل سنت والجماعت اور جنتی ہیں۔ ہر دو امر مختلف ایسے نہیں ہوتے جیسے تقلید اور عدم تقلید کو تبرائی غیر مقلدین نے بنا دیا ہے ففہمناھا سلیمان وکلا اٰتینا حکما وعلما بخلاف تقلید اور عدم تقلید کے کہ یہاں تبرائی غیر مقلدوں کے نزدیک دونوں ہدایت و نجات اور رشد میں جمع نہیں ہو سکتے تو پھر ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا باوجود بندہ کی تصریح کے مجتہد پنجاب ہی کا حوصلہ ہے اللھم زد فزد۔

اس کے بعد نمبر ۲ میں فرماتے ہیں۔ پہلے لوگوں کی بابت تو وہی جواب ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا تھا۔ علمها عند ربی یعلی وقت کا علم خدا کو ہے الخ ص۲ کالم ۳
مجتہد العصر کے حافظہ میں اس قدر ضعف ہے جس سے حیرت ہوتی ہے یہاں آپ پہلے مقلدین کا علم خدا کے حوالہ فرما کر اپنی لاعلمی ظاہر فرماتے ہیں اور ص۱ کالم ۳ پر فرماتے ہیں کہ مقلد تھے مگر اتنا یاد رہے کہ بریلوی خیال کے۔

کیوں جناب جب آپ کو معلوم ہے کہ عدم تقلید سے پہلے بریلوی مقلدین تھے تو کیا بریلوی مقلدین کا حال کہ گمراہ ہیں بے دین فساق فجار ہیں یا مسلمان اور اہلسنت کیا ہیں اس کا حال جناب کو معلوم نہیں۔ یہاں اجتہاد کا دروازہ بند ہے اس کا علم تو خدا کے حوالہ مگر تمام دین کا علم اور کل احکام شرعیہ کے احکام کا علم جناب کو اور جناب کے خدام کو ہو۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ وہ علم بالفعل حاصل ہے ناظرین کرام مجتہد صاحب کی اس کمزوری کو بغور ملاحظہ فرمائیں

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں مولانا اگر یہی سوال بریلی سے دیوبند پر دارد ہو کہ دیوبندی امکان کذب باری کی تحریک سے پہلے کے لوگ کیا تھے۔ تو آپ کیا جواب دیں گے یہی ہم سے تصدیق کرالیجئے ص۱ کالم ۳ آپ بریلوی ہو جایئے اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہی کہئے جو بریلوی کہتے ہیں تو بقول شخص کہ ہندیا گئی تو گئی مگر ذات بھی معلوم ہو جائے گی۔ فقط عوام کو اشتعال دینا چاہتے ہو۔ اور وہ بھی دین اور دیانت کے خلاف خدا کے فضل سے حضرات علمائے دیوبند کے خدام ایسی تدابیر سے نہ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں نہ تبرائی غیر مقلدوں کی طرح اپنے بزرگوں کے مسلک کو چھوڑتے ہیں۔ تبرائی غیر مقلد اپنے مجتہد صاحب سے دریافت فرمائیں کہ اس مسئلہ کا ذکر اگر مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ پر محض خلاف ضمیر حملہ نہیں تو کیا ہے۔ اس مسئلہ کے محرک شہید مرحوم ہیں۔ یا علمائے دیوبند۔ خیر اب مجھ سے جواب سنئے۔ حضرات دیوبند حنفی اور نہایت پختہ حنفی ہیں۔ نہ خلاف مذہب حنفیہ کسی مسئلہ کی تحریک نہیں کر سکتے جو مسئلہ وہ کہتے ہیں۔ نہ کتب حنفیہ میں مذکور ہے۔ نہ کوئی مسئلہ نیا ہے نہ جدید اجتہاد کی تحریک سے پہلے جیسے لوگ حنفی تھے۔ اب بھی حنفی ہیں۔ بندہ نے تو جواب دے دیا اب آپ بھی جواب سے مشرف فرمائیں ؎

بروز حشر گر پرسند فتنہ چوں بپا کردی   چہ خواہی گفت قربانت شوم من نیز حسرتم

ص۳ کالم ۱ پر آپ فرماتے ہیں۔ آپ کو ایسے آدمیوں کی تلاش ہو۔ تو مولوی عمر کریم حنفی کی کتاب الجرح علی البخاری پڑھئے۔ یا اخبار الفقیہ دیکھا کیجئے۔ باقی ص۵ میں ملاحظہ ہوا غ۵ کو تو خوب ملاحظہ کر کے اس کا جواب بھی عرض کر چکا ہوں ہاں الجرح علی البخاری میں نے

نہیں دیکھی کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ وہ کتاب کب لکھی گئی اور کیوں لکھی گئی۔ اور اس کے لکھنے کے سبب غیر مقلدین ہوئے یا کوئی اور سبب ہے اگر اول ہے تو اس کا جواب آپ ہی دیجئے کہ آپ ہی جرح علی البخاری کے باعث ہوئے یا نہیں ورنہ مقلدین تو جیسے ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو مانتے ہیں۔ امام بخاریؒ کی محبت کو بھی ذریعہ نجات جانتے ہیں وہ ان پر جرح کیسے کرتے ہیں جب غیر مقلدین نے جرح علی ابی حنیفہ لکھی تو کسی نادان مقلد نے جرح علی البخاری بھی لکھ دی ہوگی جس کو ہم بالکل جائز نہیں سمجھتے۔ اور زیادہ اس کے متعلق عرض نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نے انصاف نہ فرمایا تو شاید کچھ اور عرض کرنا پڑے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عداوت غیر مقلدین کو ہے۔ یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حنفیوں کو۔ عداوت اور اختلاف فی المسائل کا فرق ملحوظ خاطر رہے۔ ہاں یہ یاد پڑتا ہے۔ کہ جب کسی شیعہ نے تنقید البخاری لکھی تھی تو اس کا جواب میرے مکرم مولانا مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی نے لکھا میرے علم میں کسی غیر مقلد نے نہیں لکھا ہے اور اگر لکھا ہو۔ تو مجھے اس کا علم نہیں غرض یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور امام بخاری دونوں بزرگ ہیں۔ اور دونوں کی محبت کو ذریعہ نجات جانتے ہیں۔ تقلید اور عدم تقلید میں سنی اور روافض کا رنگ کیوں آنے لگا۔

اس کے بعد اسی نمبر میں فرماتے ہیں "ہاں صاحب غیر مقلد (موحد) ان لوگوں کو بنایا جن کو آپ آگے چل کر نام کے حنفی گور پرست فرماتے ہیں بتائیے آپ کیوں خفا ہیں" ص۳

ابھی تو آپ کو علم نہ تھا۔ علما عندی بی فرماتے تھے۔ اور ابھی آپ کو یہ بھی معلوم ہوگیا آپ نے غیر مقلد موحد مشرکین کو بنایا کیا آپ اس کو ثابت فرما سکتے ہیں اور ان کو محض گور پرستی ہی سے توبہ کرا لی۔ مگر مقلد ویسے ہی رہنے دیا۔ جیسے پہلے مقلد تھے۔ اگر یہ ثابت نہیں کر سکتے اور واقع میں بھی یہ خلاف ہے۔ تو ایک مجتہد کو محض جواب کے لئے غلط بات لکھنا کس قدر نازیبا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جو مثال بیان فرمائی ہے۔ وہ بھی ایسی ہی منطق ہے جیسے اصل مضمون اول تو یہ ثابت فرمائیے کہ آپ نے جس قدر غیر مقلد بنائے ہیں۔ وہ صرف گور پرست ہی گور پرست تھے۔ پھر یہ کہ ان کو محض گور پرستی ہی سے توبہ کرائی ہے۔ یا تقلید سے بھی توبہ کرائی۔ پھر اس کے بعد میں کچھ اور عرض کروں گا۔ کہ مجھے غیرت اسلامی ہے یا تبرائی غیر مقلدوں کی بیجا حمیت اور عصبیت کی مجتہد صاحب اس بیان کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کہ جس قدر مقلد مشرکوں کو موحد بنا کر غیر مقلد بنایا ہے ان سے آدھے تہائی چوتھائی کس قدر آریوں سکھوں عیسائی اور حقیقی بت پرستوں کو بھی موحد یعنی غیر مقلد بنایا ہے۔

گستاخی معاف گور پرست بھی آپ کے قبضہ میں نہیں آنے چہ جائیکہ ناتن دھرمی وغیرہ آپ نے تو جس قدر بھی موحد بنایا اب اپنی غیر مقلدین کو بنایا ہے جو واقعی متبع سنت اور دیندار تھے حدیث کی اتباع کا سبز باغ دکھا کر تو اکثر دیندار متبع سنت ہی مقلدین کو پھانسا گیا ہے جو آج مطلقاً تقلید ائمہ کو کفر و شرک و مرلب کہتے ہیں

مسلمانوں میں تبرائی غیر مقلد اور ہندوؤں میں آریہ

ہاں دل مضبوط کر کے یہ کیوں نہ فرما دیجئے کہ مسلمانوں میں تبرائی غیر مقلد ایسے ہیں جیسے ہندوؤں میں آریہ۔ آریہ بھی تمام سناتن دھرمیوں کو وید کا مخالف سمجھتے ہیں اور غیر مقلدین بھی تمام مسلمانوں کو قرآن شریف و حدیث کا مخالف سمجھتے ہیں آریوں کے نزدیک دو ارب پانچہزار سال سے وید کو پنڈتوں نے نہ سمجھا اور غیر مقلدین کے نزدیک قرآن و حدیث کو امت نے ہزار سال سے نہ سمجھا۔ اس صورت میں تشبیہ کچھ قریب ہو جائے گی فتدبر و تشکر۔

۱۷ ذیقعدہ ۴۲ھ کے اہل حدیث میں جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے تنقید فرمائی ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے بندہ نے جو یہ عرض کیا ہے۔ کہ سب سے پہلا غیر مقلد شیطان ہے اس پر بہت خفا ہیں۔

مجتہد صاحب کا جھوٹ

میری طرف یہ نسبت کہ میں جہاں تقریر کرتا ہوں۔ یہ فقرہ ضرور کہتا ہوں کہ "سب سے پہلا غیر مقلد شیطان ہے" یہ افترا محض ہے میں نے یہ فقرہ صرف دو جگہ مئو ضلع اعظم گڈھ اور دربھنگہ کی تقریر میں کہا ہے مولوی صاحب فرمادیں کہ ان کے سوا ان کے پاس کہاں سے اطلاع آئی ہے جواب میں غلط بیانی سے کام لینا مناسب نہیں ہے۔

ناظرین! یہ ایک جھوٹ بھی یاد رکھیں۔ میں نے شیطان کو پہلا غیر مقلد کہا ہے۔ اس پر تبرائی غیر مقلد اور ان کا مجتہد مجھ سے کیوں خفا ہے۔ اگر شیطان غیر مقلد نہیں تو یہ فرمایا جائے۔ کہ کس کا مقلد ہے اور اگر وہ پہلا غیر مقلد نہیں تو جو پہلا غیر مقلد ہو۔ اس کے نام و نشان مفصل پتہ سے مطلع فرمایا جائے میں تو سائل ہوں۔ سائل پر خفا ہونے کی کیا وجہ ہے جواب آتا ہے تو دیجئے ورنہ سکوت فرمائیے۔

تقلید اور عدم تقلید مقلد اور غیر مقلد نقیضیں ہیں یا ان میں نسبت عدم ملکہ کی ہے بہر حال شیطان ایک تو ضرور ہو گا۔ یا ارتفاع بھی جائز ہے۔ تو پھر یہ کس طرح اور ان میں کونسی نسبت ہے۔ یہ بھی فرمائیے کہ غیر مقلد کے اور کوئی جدید حتی آپ تجویز فرمالیں۔ تب بھی بمعنی رفع تقلید مطلقاً یا من شانہ تقلید کے تو شیطان غیر مقلد ضرور ہی ہو گا۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین بھی ممتنع اور موضوع کا عدم اور ملکہ سے بھی محال ہے۔

مجتہد صاحب کا صریح عجز

صرف یہ کہدینا کہ شیطان کو غیر مقلد کہنا نہ اصول پر منطبق ہے نہ معقول پر، شاید اس سے تو غیر مقلدین بھی خوش نہ ہوں بندہ نے شیطان کے غیر مقلد ہونے کی جو وجہ بیان کی ہے اس کا رد فرمانے۔ تو ہم بھی اجتہاد کی داد دیتے۔ فقط زبان نغض ترجمان سے فرما دینا۔ جبکہ غیر مقلدین کے

آپ علمبردار بھی ہیں کس قدر زیبا ہے۔ تبرائی غیر مقلد غور فرمادیں آپ کے مجتہد کا یہ صریح عجز ہے۔ یا مجتہدانہ رنگ

مجتہد صاحب کی بے انصافی

جب تبرائی غیر مقلدین نے محض مقلدین کی دل آزاری کے لئے اوّل من قاس ابلیس کہا۔ تو آپ ذرا بھی خفا نہ ہوئے مگر جب ہم نے اوّل من ترک التقلید ابلیس کہا تو خفگی کی حد ہی باقی نہ رہی۔ حالانکہ اول من قاس ابلیس نہیں ہے یعنی سب سے پہلا قیاس شیطان نے نہیں کیا۔ بلکہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قیاس کرنیوالے ملائکہ ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ یعنی یاد کرو۔ اس وقت کو جب تیرے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو ملائکہ نے عرض کیا۔ کہ جو شخص زمین پر خون ریزی اور فساد کرے اس کو آپ پیدا کریں گے یعنی بنی آدم زمین پر فساد اور خونریزی کریں گے اور جو ایسا ہے اس کو پیدا کرنا مناسب نہیں یہ تھا ملائکہ کا قیاس جو ابلیس کی ترک تقلید سے بہت پہلے تھا۔ کیونکہ یہ آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے کا قصہ ہے اور سجدہ کا حکم پیدا کرنے کے بعد ہوا۔

ملائکہ اوّل من قاس ہیں نہ ابلیس

پس واضح ہو گیا کہ سب سے پہلے قیاس کرنیوالے ملائکہ ہیں نہ شیطان اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان قیاس کرنیوالوں کو ان کی غلطی پر متنبہ فرما کر تقلید کا حکم دیا۔ اور یوں فرمایا۔ انی اعلم مالا تعلمون یعنی جس چیز کو تم نہیں جانتے ہو اس کو میں جانتا ہوں اور نہ جاننے والے کو جاننے والے کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا چاہئے لہذا ہمارے قول وفعل کے مقابلہ میں کسی مخلوق کو چون وچرا کی گنجائش نہیں ملائکہ چونکہ ملائکہ ہی تھے تقلید کی فرضیت کو سمجھ گئے اور جب سجدے کا حکم ہوا تو فوراً تعمیل کی اور پہلے غیر مقلد ابلیس نے فلسفیانہ قیاس کرکے ابد الاباد کیلئے لعنت کے طوق کو تقلید کے ہار پر ترجیح دی۔ فافهم وتفكر ولا تعجل ولا تغفل۔

غیر مقلدو! یہ بھی تو کہو کہ یہ قیاس شرعی ہے یا منطقی کیا غیر مقلدین مطلقاً قیاس سے انکار کر کے انسانیت کو بھی تقلید کے ساتھ ترک کر کے غیر انسان ہونا چاہتے ہیں۔

اب یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ پہلے قیاس کرنیوالے ملائکہ اور پہلا حکم اور اشارہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے۔ کہ غیر ذی علم کو عالم کی تقلید فرض ہے چاہے وہ عامی ہو کہ جو ہر مسئلہ میں تقلید کرے گا۔ یا مجتہد ہو۔ کہ جس مسئلہ میں اس کو علم نہ ہو۔ وہ دوسرے ذی علم مجتہد سے سوال کرے۔

اور سب میں پہلا ترک تقلید کرنیوالا پہلا کافر پہلا مرتد شیطان ہے۔ اور ترک تقلید خداوندی کی وجہ سے اس کو یہ خطابات ملے۔ چونکہ مجتہد پنجاب نے اس مقام پر کچھ بھی نہیں لکھا۔ لہذا تبرائی غیر مقلدین کو اب اس میں چون وچرا کی کوئی گنجایش نہیں معلوم ہوتی ورنہ اگر کچھ بھی بولنے کا موقع ہوتا تو مجتہد صاحب سے سکوت محال تھا وللہ تعالیٰ الحمد۔

پہلے مقلدین ملائکہ ہیں

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ پہلے مقلدین ملائکۃ اللہ ہیں بارگاہ اجتہاد سے دیکھنا ہے کہ ان امور پر مجتہدانہ رنگ میں کیا ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ (۱) پہلے قیاس کرنے والے ملائکہ (۲) پہلے مقلدین ملائکہ (۳) خداوند تعالیٰ کا پہلا حکم اشارۃ تقلید کا ہے۔ (۴) پہلی دلیل جو خداوند عالم نے بیان فرمائی۔ وہ تقلید کی فرضیت کی ہے۔ کون کس کی تقلید کرے۔ یہ مسئلہ دوسرا ہے باعتبار لفظ کے عام ہے ہر ناواقف پر واقف اور عالم کی تقلید ضروری ہے اور مصداق یہ ہے کہ ملائکہ کو خداوند عالم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا چاہئے اور یہ تقلید ہے اس پر عرفاً تقلید کا اطلاق ہو یا نہ ہو۔ لاعبرۃ للالفاظ بل للمعنی۔ اعتبار معنی کا ہے۔ نہ الفاظ کا۔ اور یہ لفظ تو چوں چوں کا مربہ ہے اگر یہ نہ پایا جائے گا۔ تو کیا حرج ہے غرض تو مفہوم تقلید سے ہے کہ تسلیم القول بلا دلیل بھی ہے یا نہیں (۵) پہلا غیر مقلد پہلا کافر اول مرتد اول مجرم شیطان ہے اور اگر شیطان پہلا غیر مقلد نہیں تو پہلا غیر مقلد کون ہے اور اگر وہ مقلد ہے تو کس کا۔ کلام میں اور بھی گنجائش ہے۔ اگر مجتہد صاحب نے تحریر فرمایا۔ تو پھر عرض کیا جائے گا۔

بندہ نے خدا کے فضل وکرم سے نہ پہلے غصہ سے عرض کیا ہے نہ اب غصہ ہے ہاں ناظرین ملاحظہ فرماتے ہوں گے کہ مجتہد صاحب بے شک اپنے مرتبہ سے گری ہوئی باتیں فرما کر اپنی اخلاقی کمزوری دکھلا رہے ہیں

نمبر ۱ میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیطان کو غیر مقلد کہے۔ اس سے کیا تعجب ہے کہ اپنے جز مخالفین قادیانی ہوں یا آریہ سب کو غیر مقلد کہہ دے۔"

کیا قادیانی بھی آپ کے نزدیک مقلد ہی ہیں اگر وہ مقلد ہیں تو آپ بھی اپنے فرقے کی نسبت اعلان مقلدیت کا فرمادیں قصہ ہی ختم ہو جائے نہ معلوم آپ نے مقلد کے کیا معنی تجویز فرمائے ہیں۔ کیا ہم بھی اس سے مطلع ہو سکتے ہیں

قادیانیوں کے غیر مقلد نہ ہونے سے عجب یہ ہے کہ آریہ بھی آپ کے نزدیک غیر مقلد نہیں مجتہد صاحب مسلمانوں میں آپ اور ہندوؤں میں آریہ بالکل ایک ہی اصول کے پابند ہیں آپ قرآن وحدیث کو اپنی سمجھ کے موافق مانتے ہیں۔ آپ کے خلاف کوئی کچھ کہے وہ قابل قبول نہیں آریہ لوگ بھی وید کے معنی اپنی

کہتے ہیں جو ان کی سمجھ میں آوے پانچہزار برس سے پنڈت جو وید کی تفسیر کرتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں نہ وہ قول غیر بلا دلیل تسلیم کرتے ہیں نہ آپ پھر آپ تو غیر مقلد ہوں اور وہ مقلد یہ ہماری سمجھ سے بالا ہے تبرائی غیر مقلد اپنے مجتہد صاحب کے کلام کو سمجھیں ہم تو قاصر ہیں مسلمانوں میں آپ کا گروہ اور ہندوؤں میں آریہ ہم تو دونوں کو غیر مقلد ہی سمجھتے ہیں جو مذہب والا اپنے مسلم پیشواؤں کا قول بلا دلیل تسلیم نہ کرے۔ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد اور دو اینٹ کا شوالہ الگ ہی بنالے تو وہ فرد غیر مقلد ہے اگر آپ کے نزدیک یہ صحیح نہیں تو توجہ فرمائیے ہم تسلیم کریں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا حنفی ہونا

اس کے بعد مجتہد پنجاب نے مرزا صاحب کا حنفی ہونا ثابت کیا ہے اور تین عبارتیں نقل فرمائی ہیں ان کے متعلق تو ہم بعد میں ذکر کریں گے۔ بالفعل مولوی صاحب سے بکلیف دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا وہ مرزا صاحب کو حنفی جانتے ہیں اگر ان کا علم ایسا ہی ہے کہ وہ حنفی ان ہی معنوں میں تھے جس معنی میں ہندوستان کے حنفی ہیں تو قسم کھالیں ورنہ خلاف ضمیر بات کہنا اس سے زیادہ جرم ہے کہ آدمی کو کسی امر کے سمجھنے میں غلطی ہو اور وہ اس کو ظاہر کرے

مرزا صاحب کے جو عقائد ہیں کیا وہ احناف کے عقائد ہیں مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ کیا وہ حنفیوں کی کتابوں میں ہے آیا ایک حنفی وہ کہہ سکتا ہے جو مرزا صاحب نے کہا ہے پھر جب تک کہ پہلے مرزا صاحب غیر مقلد نہ ہولیں۔ یہ عقائد باطلہ رکھ سکتے ہیں جو دنیا میں پھیلائے گئے ورنہ یوں تو پہلے تمام غیر مقلد یوں حنفی ہی تھے اسی طرح سے آبائی مذہب مرزا صاحب کا اور ابتدائی حالت میں اگر وہ حنفی ہوں تو ہو سکتا ہے مگر میرا مطلب تو یہ ہے کہ شروع میں غیر مقلد ہوئے پھر ترقی فرمائی یہ ترقیات کفریہ ترک تقلید ہی کا نتیجہ ہیں۔ حنفی یہ امور نہیں کہہ سکتا۔ جو مرزا صاحب نے کہے ہیں حنفیہ ان بدعیات اور لغویات اور کفریات سے پاک ہیں ہمیں یہ تو دعویٰ نہیں کہ ہم قادیانی لٹریچر سے پورے واقف ہیں مگر بال استعدر ضرور واقف ہیں کہ یہ کہہ سکیں مرزا غیر مقلد تھے حنفی نہ تھے پیغام صلح سے آپ نے حکیم نورالدین کی عبارت نقل کی ہے کہ مرزا صاحب حنفی المذہب تھے کیا پیغام صلح کی عبارت پر آپ کا اعتقاد ہے۔ کیا پیغام صلح نے بہت سی عبارات اس مضمون کی نقل نہیں کیں کہ جن سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کیا آپ کے نزدیک یہ حق ہے کل کو آپ اس قسم کی عبارات پیغام صلح سے نقل کرکے یہ فرمادیں۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ایک عمل بالحدیث کے مدعی کو یہ حیا سوز بات بہت ہی نازیبا ہے کہ وہ بات خلاف ضمیر کہے کیا مرزا صاحب کے اکثر مسائل میں متعدد اقوال نہیں ہیں اور مذہب ان کا ایک خاص ہے۔ تو کیا آپ جیسے واقف حال کو یہ جائز ہے کہ خلاف مذہب کوئی عبارت پیش کرکے غلط بات ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

بہت سے غیر مقلدین بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں اور جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ آپ حنفی کیسے تو نہایت بے باکی سے یہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنی جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے لہذا ہم صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ اور حنفی ہیں اس معنی کر آپ بھی کل کو اپنے آپ کو حنفی کہہ دیجئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی حق پوشی اور انصاف فروشی

ایک مرزائی کے مرزا کو حنفی کہنے سے آپ نفع اٹھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ آپ کو علم ہے کہ یہ غلط ہے کہ وہ حنفی تھے۔ آپ جیسے واقفکار سے اس قدر بات کا مخفی ہونا عادتاً محال ہے کہ مرزا کی حنفیت کی حقیقت سے واقف نہ ہوں۔ یہ حق پوشی اور انصاف فروشی نہیں تو اور کیا ہے۔

تبرائی غیر مقلد کیا اب بھی توبہ نہ کریں گے

اور کسی سے نہیں مرزا صاحب سے ہی دریافت کئے دیتا ہوں کہ تمہاری حنفیت کی کیا حقیقت ہے ملاحظہ ہو فتاوی احمدیہ جلد اول ص۳۱ و ص۱۷ حضرت مسیح موعود کا اپنی جماعت کو قرآن و حدیث و سنت و احادیث نبویہ و فقہ پر عمل کرنے کی وصیت اس عنوان کے ماتحت عبارت ذیل ہے۔ امام علیہ سلام۔ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو۔ تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو۔ اس پر عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ مل سکے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔

فرمائیے مرزا صاحب حنفی ہوئے یا غیر مقلد اور اپنی جماعت کو غیر مقلد ہونے کی وصیت فرمائی یا حنفی ہونے کی مجبوری کے وقت تو تمام غیر مقلد بھی فقہ ہی کے دامن میں پناہ لیتے ہیں بلکہ من اولہ الی آخرہ فقہ ہی پر عمل کرتے ہیں مگر اس کو زبان پر لانا جرم و کفر و شرک و حرام ہے فرمائیے اب بھی مرزا صاحب کو حنفی ہی کہو گے

تبرائی غیر مقلد کیا اب بھی توبہ نہ کریں گے

اور کسی سے نہیں مرزا صاحب سے ہی دریافت کئے دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کی حنفیت کی کیا حقیقت ہے ملاحظہ ہو فتاوی احمدیہ جلد اول ص۳۱ و ص۱۷ حضرت مسیح موعود کا اپنی جماعت کو قرآن و حدیث و سنت و احادیث نبویہ و فقہ حنفی پر عمل کرنے کی وصیت اس عنوان کے ماتحت عبارت ذیل ہے امام علیہ سلام ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو۔ تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر عمل کریں اور انسان کی بنائی

بھی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ مل سکے اور نہ سنت میں اور قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔

فرمائیے! مرزا صاحب حنفی ہوئے یا غیر مقلد اور اپنی جماعت کو غیر مقلد ہونے کی وصیت فرمائی یا حنفی ہونے کی مجبوری کے وقت تو تمام غیر مقلد بھی فقہ ہی کے دامن میں پناہ لیتے ہیں بلکہ من اولہ الی آخرہ فقہ ہی پر عمل کرتے ہیں مگر اس کو زبان پر لانا جرم و کفر و شرک و حرام ہے۔

فرمائیے؟ اب بھی مرزا صاحب کو حنفی ہی کہو گے۔

ایک عبارت البدر سے نقل فرمائی ہے جس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں ہمیشہ ان خشک وہابیوں سے متنفر رہا ہوں۔ اس عبارت سے مرزا صاحب کا حنفی ہونا اور غیر مقلد نہ ہونا ثابت کرنا بجز غیر مقلد کے اور کون کر سکتا ہے۔ مرزا صاحب اگر خشک وہابی ہوتے تو نبوت کی نہر قادیاں میں کیوں جاری ہوتی وہ پست خیال وہابی اور غیر مقلد تھوڑا ہی تھے وہ تو غیر مقلدیت کے جملہ مراتب طے کرنے کا ارادہ ابتدا ہی سے کر چکے تھے لہٰذا ان کو خشک وہابیوں سے نفرت نہ ہوتی۔ تو اور کیا ہوتا غیر مقلدیت سے تو نفرت نہ تھی

مجتہد پنجاب کا تغافل

آپ کی سادگی پر تو قربان ہو جائیے کیا غیر مقلد صرف خشک وہابی ہی ہیں جو ان سے نفرت غیر مقلدیت سے نفرت کی دلیل ہو جائے تبرائی غیر مقلدین کی جان آپ پر سو دفعہ قربان جب غیر مقلدی کا موجد اول شیطان ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں جسقدر مذاہب باطلہ اور اسلام میں جس قدر فرق ضالہ ہیں۔ وہ سب درحقیقت غیر مقلد ہی ہیں۔ نیچری۔ بابی۔ بہائی۔ تبرائی اور ان کے جملہ اقسام وغیرہ سب ایک ہی کلی کے افراد ہیں میں پہلے سوال کر چکا ہوں۔ کہ کیا اسلام و دین من اولہ الی آخرہ تقلید ہی تقلید نہیں ہے۔ ہاں ہاں جہاں ترک تقلید میں تقلید ہوئی وہ بے شک ناجائز ہے کہیں کفر و شرک کہیں حرام و فسق و ناجائز غور سے جواب مرحمت ہو۔ اگر کوئی شخص واقعہ میں غیر مقلد ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو غیر مقلد نہ کہے۔ یا ان کی کسی خاص صنف سے نفرت ظاہر کرے۔ تو کیا وہ غیر مقلد نہیں ہوگا

تیسری عبارت سیرۃ المہدی کی پیش کی ہے جس کے راوی کوئی عبداللہ سنوری ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جہلم کا ذکر ہوا اور یہ کہ غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں۔ تو مرزا نے چالیسویں دن کھانا تقسیم کرنے کی مصلحت بیان فرمائی!! جو شخص اپنے آپ کو اہلحدیث کہے اس سے تعجب ہے کہ ایک روایت پیش کرے اور راویوں کی توثیق کا پتہ نہیں بلکہ بعید نہیں کہ وہ کل راویوں کو کاذب جانتا ہو۔ ہاں اگر مقلدوں کے مقابلہ

میں کفار فساق کی روایت معتبر ہو تو عجب نہیں ۔ اس کے بعد غیر مقلدوں کا چہلم کا مخالف ہونا مرزا صاحب نے نہیں بیان کیا۔ بلکہ اہل مجلس نے بیان کیا ہے ۔ مرزا صاحب نے چہلم کی حکمت بیان کی ہوگی تو صرف اس سے مرزا صاحب کا مقلد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بہت سے بہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہلم مرزا صاحب کے نزدیک مذموم نہ ہوگا۔ ان کا اجتہاد یہی کہتا ہوگا۔ تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب غیر مقلدوں کے اس قدر حامی ہوں۔ کہ عرب سے عجم تک ان کے خلاف کا شور مچ جائے بلکہ بعض ان کو کافر بھی کہیں اور اہل حدیث سے خارج کرنا تو گویا اجماعی مسئلہ ہے مگر مولوی صاحب تو پھر غیر مقلد کے غیر مقلد رہیں ۔ اور مرزا صاحب فقط چہلم میں خلاف کر کے غیر مقلدیت سے نکل جائیں واہ رے غیر مقلدیت تیرے یہاں یہی انصاف ہے تبرائی غیر مقلد اپنے مجتہد کی اس فاحش غلطی کو ملاحظہ فرمائیں اس کے بالمقابل ہم ایک اور مسئلہ بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو فتاوٰی احمدیہ حصہ اول ص۳۳ از حکیم الامت سورہ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں ضرور پڑھنی چاہئے میں بھی پڑھتا ہوں اور مسیح موعود علیہ السلام بھی پڑھا کرتے تھے الخ

فرمایئے ! حنفی ایسے ہی ہوتے ہیں حنفیوں کا یہی مذہب ہے ۔ کہ قراءت خلف الامام مطلقاً فرض ہے بہتر تھا کہ آپ التقلید و التنقید پر تنقید نہ فرماتے ۔ میرے مضمون کی تو بفضلہ تعالیٰ تنقید نہ ہوئی بلکہ آپ کے اجتہاد اور قابلیت اور انصاف کی تنقید بے شک ہو گئی ۔ مولوی صاحب ! یہاں تو تقریری مناظرہ بھی نہیں ۔ گھبرانے کی بات کیا ہے غور و تامل سے کام لے کر ہندوستان کے تمام تبرائی غیر مقلدوں سے مدد لیجئے اور ان کو بھی چاہئے کہ وہ اس آخری کڑے وقت میں مدد کریں ۔ چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگا لیجئے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھئے آپ نے تو بہت مناظرے کئے ہیں ۔ آپ تو مجتہد ہیں ۔ اور آپ کا مقابل ایک نادان مقلد ہے دیکھئے آپ کہیں اپنے زور میں خود نہ گر جائیں تعلّی اور تکبر کے کلمات سے خوش نہ ہونا چاہئے زیادہ کیا عرض کروں حیا مانع ہے آپ ایسی غلطیاں کرتے ہیں کہ ہم کو بھی شرم آتی ہے نہ معلوم آپ کا کیا حال ہوگا بشرطیکہ . . . . . .

نمبر ا میں فرماتے ہیں معلوم نہیں یہ سوال کس پر وارد ہے ۔ اہل حدیث پر یا جملہ مکفرین مرزا پر اگر آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سوال کس پر وارد ہے تو آپ کو تنقید کی تکلیف فرمانے کو کس نے کہا ہے آج کل آپ اونچے اونچے اجتہادوں میں لگے ہوئے ہیں اس وجہ سے ادنیٰ ادنیٰ مضامین فہم عالیہ میں نہیں آتے ۔ کاش اگر فرصت ہو تو چند دنوں کے لئے پھر دارالعلوم دیوبند میں تشریف لے آئیں تو شاید مفید ہو ۔ چونکہ میرے مکرم محترم دوست اور ہم سبق مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم نے آپکو مدتوں مطالب عالیہ بتائے ہیں یہ ادنیٰ مطلب بندہ بھی بتلائے دیتا ہے ۔ کہ یہ اعتراض صرف تبرائی غیر مقلدوں پر ہے نہ

ہمیشہ پر زجمد مکفرین پر۔ غرض یہ ہے کہ ابتدائی غیر مقلدوں نے ہی مقلدوں ہی کو غیر مقلد بنایا اور مرزائے
جی مسلمانوں ہی کو مرتد کیا اور جب مسلمان جواب دیتے ہیں تو دونوں جماعتیں شور مچاتی ہیں کہ دیکھو ہم
تو مسلمان ہیں ہم کفار کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ علمائے زمانہ ہمارا ہی مقابلہ کرتے ہم سے ہی لڑتے ہیں ہمیں
ہم نہیں کرنے دیتے یعنی ہم مقلدوں کو غیر مقلد اور تمام مسلمانوں کو مرتد کیوں نہیں ہونے دیتے۔ اب
آپ نے سمجھا کہ اعتراض کس پر ہے ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

حاشیہ پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اوپر کا لفظ مطبوعہ ہے اور نیچے کا ہمارا۔

(کیا ہمارا شیر گھاس بھی کھانے لگتا ہے)

یہ نقل تو مشہور ہے کہ ہمارا شیر ہنیڈکیس کھاتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب گھاس بھی کھانے لگے
العدل میں بجائے کرنے کے "لڑنے" لکھا گیا ہے شیر پنجاب جب مضامین کی تنقید نہ کر سکے تو بیچارے
کاپی نویس پر ہاتھ صاف کر دیا۔ کہ اس نے یہ غلطی کیوں کی۔ کیا اجازت ہے کہ ہم بھی اہل حدیث کے کاتب
کی غلطیاں ظاہر کیا کریں یا یک مجتہد کی شان سے یہ بہت بعید ہے مگر ہم مدیر العدل کی خدمت میں عرض
کرتے ہیں کہ ایسی غلطیاں کاتب سے گو ہو ہی جاتی ہیں مگر بندہ کے مضمون میں اس کا زیادہ خیال فرمایا
جائے کہ اس قسم کی غلطیاں بھی نہ ہونے پائیں۔

نمبر ۱۲ میں تو مجتہد صاحب بہت ہی خفا ہو گئے اور اس نادان مقلد کو نہ جانے کیا کیا کہا آپ مجھے
بھول گئے مگر میں آپ کو کبھی نہیں بھولتا آپ جتنی بھی بڑی غلطی فرمائیں مگر میں تو خوب پہچان لیتا ہوں
کہ یہ غلطی آپ ہی سے ہوئی ہے ؎ من آنم کہ فراموش نکنم یاراں را

آپ سے کوئی غلطی بھی مستبعد نہیں ؎

عَجِيْبٌ بِالزَّمَانِ فَمَا عَجِيْبٌ ۔ اَتَی مِنْ اٰلِ سَیَّارٍ عَجِیْبًا

جب آدمی ابتدائی غیر مقلد ہو تو اس سے صحیح بات کا صدور مشکل ہے اور غلطی اتنی بڑی بھی نہیں جس پر تعجب ہے
آپ نے جس قدر بھی مباحثے لکھے ہیں یہ بھی تو فرما دیجئے کہ ان میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے کہ جہاں مناظرہ
غیر مقلدین نے قائم کیا ہو۔ یا سب جگہ مقلدین نے ہی مناظرہ قائم کیا اور آپ کو مناظر بنا کر بے تعصبی کو ثابت
کیا۔ پھر جو لوگ آپ کو اپنی طرف سے مناظر بنا کر مخالف کے سامنے پیش کریں وہ بے وجہ غیر مقلدین کو
مساجد میں نماز پڑھنے سے منع کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ ان کی طرف سے فتنہ فساد نہ ہو فرمائیے آپ ہی کے
فرمانے سے یہ ثابت ہو گیا یا نہیں کہ ظلم اور تعدی کی ابتدا غیر مقلدین ہی کی طرف سے ہوئی دیکھئے مدعا
یوں ثابت ہوتا ہے والحمد للہ علی ذالک۔

اس کے ساتھ یہ بھی بیان فرما دیجئے کہ ان مناظروں میں آپکی وجہ سے کتنے غیر مسلم مسلم ہوئے۔ پھر یہ بتایا جائے کہ آپ نے غیر مقلد کس قدر بنائے یہ کام تو آپ سے مقلدوں نے لیا کہ آپ نے غیر مسلمین سے مناظرہ کیا مگر آپ سے اشاعت غیر مقلدیت کی ہوئی یا اسلام کی۔ رہا مناظرہ ہم بہر حال آپ کے شکر گذار ہیں مگر جب آپ کو اس پر فخر ہے تو یہ بھی عرض کرنے دیجئے کہ وہ مناظرے تو آپ کے ابتدائی یا توسط کی حالت میں تھے۔ اب تو آپ رئیس المناظرین کا لقب حاصل کر چکے ہیں۔ یہ مناظرہ جو اب آپ کر رہے ہیں اور وہ بھی مسئلہ تقلید پر جو آپ کے ایمان کی جان ہے اس میں آپ نے کیا کیا ہے۔ جو پہلے کیا ہوگا۔

ع قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

بندہ خود بھی آپ کے مناظروں میں شریک ہوا ہے زیادہ نہ کہلائیے ع آپ سنئے گا تو شرمائیے گا بس یہی عرض کرنی ہے کہ اربعین کا جواب آپ نے یہ دیا کہ مجھے غیر مسلم لوگوں سے مناظرہ کرنا پڑتا ہے اس وجہ سے خلاف حق کتابوں میں لکھ دیا ہے۔ اور آپ کا اعتقاد وہ نہیں ہے جس مناظرہ کی بنا حق پر نہ ہو اس کا جو حال ہوگا وہ معلوم ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

آپ کی تصانیف کا حال بھی معلوم ہے مگر جن مشرکین مقلدین کو آپ نے موحد بزعم خود بنایا ہے ان کے مقابلہ میں اگر کوئی تصنیف ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیے تاکہ اشاعت توحید وسنت کا حال بھی ساتھ کے ساتھ معلوم ہو جائے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مقابلہ میں جس قدر رسائل تحریر فرمائے ہیں ان کی فہرست کی بھی اشاعت فرما دیجئے۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ بندہ نے کفر و شرک کے مٹانے میں کیا کیا سو جناب والا اول تو میں نے مسلمانوں کو کافر مشرک نہیں کہا تاکہ یہ سوال مجھ سے کیا جاوے میں نے کس اسلامی فرقہ کے مٹانے میں کوشش کی ہے جو یہ فرمایا جائے کہ تم نے یہ تو کہا اور کفار اور مشرکین کا مقابلہ کس قدر کیا۔ اس کے علاوہ نہایت حقیر خدمت رد آریہ اور مرزائیت کی بھی کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماوے اور اس کے ساتھ اپنے نقصانات اور کوتاہیوں کا اقرار ہے۔

مگر ہاں خدا کے فضل و کرم سے اہل بدعت کا مقابلہ اس قدر کیا ہے کہ شاید خدام والا نے اس قدر توجہ نہ فرمائی ہوگی اور شاید جناب کو بھی اس کا اقرار ہو۔ تو تعجب نہیں جن کو آپ مشرک کہتے ہیں ان کے رد میں ہم نے توحید وسنت کو اور آپ نے غیر مقلدیت کو پیش کیا مگر پھر بھی موحد آپ ہی رہے انصاف انصاف نمبر ۱۳ میں سلطان ابن سعود پر غیر مقلدین کے عشق کی وجہ بیان فرمائی ہے اور ایک کالم اس میں لکھا ہے کیا میں یہ عرض کر سکتا ہوں۔ کہ جب تقلید تبرائی غیر مقلدوں کے نزدیک کفر و شرک و حرام اور مقلدین

کافر اور مشرک اصفا تو ہیں تو تبرائی غیر مقلدین ایک کافر و مشرک دنیا کے صرف اس وجہ سے عاشق ہو گئے ہیں کہ اس کے یہاں انتظام اچھا ہے اگر ایسا جائز ہے۔ تو اہل یورپ کے تو آپ سلطان ابن سعود سے بھی بہت زیادہ عاشق ہوں گے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ ایسے مشرک کو آپ اپنا امام بھی بنا سکتے ہیں یا للعجب ولضیعۃ الادب۔

یہ مظالم ترکوں کے وقت اور شریف کے زمانہ میں اور طرح کے مظالم تھے یہاں بھی بعض بعض سخت مظالم سنے گئے ہیں بلکہ یہ انتظام جس کی نسبت آج یہ قصیدہ مدحیہ جناب تحریر فرما رہے ہیں یہ بھی ہزار ہا بے قصوروں کے قتل کے سبب سے ہوا ہے گو اس کا نتیجہ صحیح ہو مگر کیا خونریزی اور قتل کا جواز ہی کہا جائے گا اور عورتوں اور بچوں کا بے قصور قتل کب جائز ہے مولانا مولوی شبیر احمد صاحب و مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کی شہادت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا جبکہ انتظام کی خوبی سے تبرائی غیر مقلد عاشق نہیں ہو سکتا۔ جب کہ یہ تقلید کا عیب ان میں موجود ہے۔ ہاں اگر سلطان ابن سعود کی وجہ سے تقلید کا قبح ذاتی دور ہو جائے تو پھر بھی سلطان کی امامت کے مقلد ہو جائیں گے مگر پھر آپ کو بھی مقلد ہونا پڑیگا رہی یہ بات کہ ترکوں کے وقت میں مولوی نذیر حسین صاحب پر۔ اور شریف کے وقت میں حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ پر مظالم ہوئے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب کے ساتھ جو ترکوں نے کیا اور سلطان ابن سعود کے وقت میں جو آپ کی ذات والا صفات پر ظلم ہوا فیصلہ کر کے دیکھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے مظالم بہت بڑھے چڑھے ہیں کیونکہ وہاں تو چند سوالات کے بعد عزت و احترام سے رہائی ہوئی اور آپ سخت بے حرمتی اور رسوائی کے ساتھ حجاز سے داخل ہونے سے خارج کیا گیا۔ بلکہ گمراہ اور کافر تک کہا گیا۔ فرمائیے یہ مظالم زیادہ ہیں یا وہ آپ کی رہائی تو کسی طرح بھی نہ ہوئی جن مظالم کو شریف نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ساتھ جس زمانہ میں جبر زبردست حکومت کی رضا کی بنا پر کیا اگر یہی زمانہ آج کل ہوتا تو پھر ایک مولوی ثناء اللہ کی تو کیا حقیقت ہے اگر کل غیر مقلدین کے لئے حکم ہوتا تو سب کے سب ملتا ہیں ہوتے اور ہمارا مضمون نقیبہ آج بے تنقید ہے جناب فرمائیے کہ جب کسی مقلد میں تو غیر مقلد ان پر کیوں عاشق ہیں۔ ذرا غور سے جناب مرحمت فرمائیے ہمیں غور کرنے کی آپ نصیحت فرماتے ہیں بیشک بسر و چشم قبول مگر آپ بھی تو کوئی مضمون غور سے تحریر فرمائیں آئندہ جو مرضی مبارک ہو۔ ہمارا مشورہ تو یہی ہے کہ اس اجتہاد سے تقلید بدرجہا بہتر ہے۔

نمبر ۲۱ میں مجتہد پنجاب نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس نمبر میں تو ہمیں ضروری فتح ہوگی جیسے آریہ سماج یہ سمجھ لیتے ہیں کہ گزشتہ شوری کے شاید تو ہم مسلمانوں پر ضروری فتح پائیں گے مگر خدا کے فضل و کرم سے

ع این خیال است و محال است و جنون

قابل غور تو بات یہ ہے۔ کہ جس مضمون کو مجتہد پنجاب لاجواب خیال فرماتے ہیں وہ خدا کے فضل و کرم سے
سراب سے زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتا۔ مجھے آپ فرماتے ہیں کہ بڑھاپے کی وجہ سے ذہول ہو گیا ہے۔ اگر
مجھے اپنے ذات پر ذہول ہو گیا ہے۔ تو اپنے وقت پر ہوا۔ شکایت کیا ہے مگر بدقسمتی تو وہ ہے جو لڑکپن
میں ذہول کا مریض ہو گیا ہو۔ سچ تم کو عادت ہے کہ ہوا بدلانے کی۔

پورا جواب تو اس کا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ ہی دیں گے مگر ہم تو آپ کی
ہی تو بہ سے جواب عرض کرتے ہیں آپ کتنے ہی بیچ کر تحریر فرماتے ہیں مگر مدعی میرا ہی ثابت ہوتا ہے
پنجاب کی خوش قسمتی ہے کہ مجتہد و مجدد و متنبی رسول وہاں پیدا ہوئے اور ہندوستان میں کوئی مجتہد
بھی نہ ہوا۔ حالانکہ تقلید کے فرائض مجتہد صاحب ادا کرتے ہیں اور اجتہاد کی شان نادان مقلدین میں
ہے مگر تقدیر۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

آپ نے انجمن اہل السنت و الجماعت کے چار سالانہ جلسے کے خط کا اقتباس نقل فرمایا ہے۔ اور میں نے
جس سال کا حال لکھا ہے وہ کونسا سالانہ جلسہ ہے آپ کے پاس پرانے کاغذات جمع ہیں دیکھ کر فرمایئے
پھر فرمایئے کہ اس جلسہ سے پہلے گوجرانوالہ میں غیر مقلدین کے کتنے جلسے ہوئے۔ اور کس جلسہ میں مولوی
عبدالعزیز صاحب اور کسی غیر مقلد سے بات چیت بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو کیا ہوئی تھی اور مولوی
ثناء اللہ صاحب کی زبان کی حالت ہوئی تھی۔ اور مقلدین کو کیا کیا کہا گیا تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر آپ کا یہ
کہنا کہ ابتدا مناظرہ مقلدین کی طرف سے تھی۔ اگر صریح خلاف حق اور خلاف واقعہ نہیں تو اور کیا ہے
دوسرے مولانا عبدالعزیز صاحب کا یہ تحریر فرمانا کہ "یہ فرقہ خصوصاً اور عموماً اہل السنت والجماعت کے
عقائد حقہ کے خلاف زہر پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہے" آپ نعیدہ موزہ کشیدہ کا مصداق آپ تحریر فرماتے
ہیں۔ نہ معلوم یہ مثال آپ نے قرآن کی جگہ حفظ فرمائی ہے کہ موقع بے موقع اس کی تلاوت سے آپ کو
مزا آتا ہے برسوں کے تجربہ سے غیر مقلدوں کی حالت کا علم ہے ابھی تک آپ اس کو محض وہم سمجھتے ہیں۔

اگر غیر مقلدین نجد شریف سے اس سال تشریف لا کر جلسہ فرماتے اور پہلا حال معلوم نہ ہوتا اور کوئی یہ کہتا
تو اس کا محل ہو سکتا تھا مگر رات دن کے تجربہ کے بعد پھر بھی آپ وہ مثال فرماتے ہیں واقعی ایسی حیا
غیر مقلدین ہی کو دی گئی ہے کسی مقلد سے تو ایسا ہونا بہت ہی دشوار ہے

اس کے بعد آپ نے جلسہ گوجرانوالہ کا حال تحریر فرمایا ہے مگر نہ معلوم آپ خوش کس پر ہیں یہ بھی تو
بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ غیر مقلدوں کی زیادتی کی وجہ سے گوجرانوالہ میں مناظرہ ٹھن گیا تھا مگر بہانے کی وجہ

نزاکت وقت سے کہ ایک طرف تو شدھی اور سنگھٹن کی آگ بھڑک رہی ہے اور ایک طرف یہ مناظرہ مناسب نہ سمجھا۔ اور شاہ صاحب کو وقت مقررہ پر جانے سے روک دیا۔ اور آپ جلسہ گاہ میں پہنچ گئے معلوم ہو گیا۔ کہ مناظرہ کیلئے جناب مستعد اور آمادہ تھے! ور صرف ہم نے مناظرہ کو روکا اور ہمارا صرف یہی مقصد تھا اب یہ فرمانا کہ حضرت شاہ صاحب آپ سے ڈر گئے اور مولوی عبدالعزیز صاحب نے جلسہ خدام الدین میں یہ کہا اور وہ کہا۔ اور کیا کہوں یہ صرف غیر مقلدیت کا اثر ہے آپ اس میں مجبور ہیں آپ اشتعال انگیز لفظ لکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی ایسے الفاظ لکھ کر مضمون کا لطف کھو دیں۔ مگر خدا چاہے ایسا ہماری طرف سے نہ ہوگا آپ بہت الفاظ ایسے تحریر فرماتے ہیں۔ مگر ہم ضبط کرتے ہیں اور صحیح جواب عرض کرتے ہیں آپ سے حضرت شاہ صاحب ڈر جائیں مجھے امید نہیں ہے کہ آپ کا ضمیر بھی اس کی شہادت دیتا ہو۔ مگر معتقدین کو دام میں رکھنا ضروری ہے اس وجہ سے کچھ کہنا بھی چاہیے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ ؏ عاقلاں خود میدانند

نمبر ۵ امیں میرٹھ کے مناظرہ کا حال تحریر فرمایا ہے مجھے اس کے خلاف کہا گیا ہے مگر چونکہ میں وہاں موجود نہ تھا اس وجہ سے اس قصہ پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں جب خود آپ نے تحریر فرمایا ہے اسی کو تسلیم کر کے عرض پرداز ہوں۔

کہ یہ اجارہ فاسدہ کا مسئلہ

مطاعن امام صاحب اور فقہ حنفیہ کے بطلان کے دلائل میں ایک عرصہ دراز سے نہایت غلط اور ناپاک عنوان سے تبرائی غیر مقلدوں کی زیر مشق ہے۔ مولوی محمد صاحب کا اس مسئلہ کو بیان کرنا اگر محض اشتعال کی وجہ سے نہ تھا۔ تو اور کیا وجہ تھی۔ یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ تمام جزئیات فقہیہ حرف بحرف امام صاحب سے منقول ہیں اور آپ کے اقوال ہیں اس مسئلہ کے بیان کرنے کی وجہ بجز اشتعال کے اور کیا ہو سکتی ہے جب کہ یہی مسئلہ غیر مقلدوں کی طرف سے اشتہاروں میں آچکا ہے اور حنفیہ کی طرف سے اس کا جواب بھی لکھ کر شائع ہو چکا ہے۔

کیا مولوی محمد صاحب نے یہ مسئلہ بھی میرٹھ میں بیان فرمایا تھا کہ احادیث کی کتابوں میں جو احادیث سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس کی طرف منسوب کی گئی ہیں وہ سب صحیح نہیں ہیں بلکہ ہزارہا احادیث موضوعات و غلط ہیں غرض آپ کی کلام سے بھی اسقدر تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اشتعال آپ ہی کی طرف سے ہوا ؏ ہر فتنہ کہ میخیزد از کوئے تو میخیزد۔

اور یہی مدعا ہے۔

نمبر ۲۱ میں دریافت کیا گیا ہے۔ کہ بنگالہ کا کونسا مناظرہ مراد ہے میری مراد اس سے چائی باندھ کا بحث

اور یہ عذر کہ حنفیہ نے غیر مقلدین کو مساجد میں نماز پڑھنے اور وعظ و تقریر کرنے سے روکا یہ تو وہی بات ہے کہ جیسے اہل یورپ کو جب کسی ملک میں جنگ کرنے اور قبضہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ تو پہلے پادریوں کو بھیج کر بہ ہاں اشتعال آمیز الفاظ کہلا کر جھگڑا کرتے ہیں پھر دست اندازی کا موقع حاصل ہوتا ہے میں پہلے تنقیح التنقید میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تبرائی غیر مقلدوں کے نزدیک مقلدین کافر و مشرک ہیں اور ان کی مساجد مساجد نہیں آپ کی نماز ان کے پیچھے درست نہیں۔ اور وہ اپنا امام ان کو بنانا نہیں چاہتے پھر ان کے مساجد میں جانے کی بجز فتنہ و فساد کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

غرض آپ کے بیان سے بھی بحمداللہ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ تینوں مقامات گوجرانوالہ۔ میرٹھ۔ جائی بانسا میں زیادتی غیر مقلدین ہی کی طرف سے تھی اور یہی مقصود تھا ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

یہ سب واقعات ہیں جنہیں کوئی چھپا نہیں سکتا آپ نے بہت کوشش کی مگر حق ظاہر ہو کر ہی رہا ؎

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ بیداد　　نگاہیں جھک گئیں ان سے نہ کچھ جواب بنا

نمبر۷ میں آپ غیر مقلدیت کا مقولہ نقل فرماتے ہیں۔ کہ تیری نسبت یہ کہا ہوگا کہ وقت مقررہ کر کے سامنے نہ آئے۔ ممکن ہے یہ بھی کہا ہو۔ ؏ خود سوئے ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

مجتہد صاحب! ایسے اخلاق حمیدہ تبرائیوں کے ہی ہوں گے۔ خدا کے فضل سے ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود وقت مقرر کر کے وقت پر حاضر نہ ہوں۔ رہا حیا کا ہونا یہ تو ایمان کی علامت ہے اس پر آپ مذاق اڑاتے ہیں اب تو ان فضول باتوں سے شاید معتقد بھی خوش نہ ہوں۔

نمبر۸ میں تو آپ نے غضب ہی کر دیا۔ اس روایت موضوعہ کا واضع ضرور کوئی تبرائی غیر مقلد ہوگا مولوی صاحب دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مولوی عبدالعزیز صاحب کے نام سے مولوی ثناء اللہ کو اختلاج ہوتا ہے یا نہیں دریافت کر لو ورنہ نام لے کر خود تجربہ کر لو۔

انسان کو کچھ تو حیا و شرم کرنی چاہئے۔ حضرت شاہ صاحب حنفیہ کی طرف سے قرأت خلف الامام پر تقریر فرمائیں تبرائی غیر مقلدین کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں اور مولوی عبدالعزیز صاحب کے حواس باختہ ہو جائیں کیا مرعوب ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا ہے کہ جھوٹ بولنے کے لئے بھی قابلیت کی ضرورت ہے۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ آپ جلسے گاہ میں پہنچے ہوں تو مولوی عبدالعزیز صاحب کو یہ خیال آیا ہو۔ کہ حضرت شاہ صاحب کا مقابل کوئی لائق مستعد غیر مقلد ہوتا تو اچھا تھا جس شخص کو حضرت شاہ صاحب کے شاگردوں نے پانی پلا کر چھوڑا ہے۔ وہ شاہ صاحب سے گفتگو کرے تو اس میں حضرت شاہ صاحب کی بیشک توہین

اور ان کی عزت ہو گی۔ اس کے فخر کے لئے تو یہی کافی ہے کہ وہ حضرت شاہ صاحب کا چند سطروں کے لئے مخاطب ہو گیا ورنہ آپ کی علمی قابلیت سے مولوی عبدالعزیز صاحب کو دور ہوا ہو۔ میں تو اس کو محال سمجھتا ہوں واللہ تعالیٰ اَعلم بحقیقۃ الحال

اس کے بعد آپ نے منت گذارش فرمائی ہے کہ حنفیہ اصحاب کو مسئلہ قرأت خلف الامام پر بہت ناز ہے کیا اچھا ہو۔ کہ جلسہ گوجرانوالہ اہل سنت میں کسی عام یا خاص نشست میں اس مسئلہ پر تحریری گفتگو ہو جائے

مجتہد صاحب کا قراءت خلف الامام پر شوق مناظرہ

ع این کار از تو آید و مردان چنیں کنند۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وہ مقام طے کر لیا ہے جس کے بعد کہا جاتا ہے کہ جو چاہو سو کرو ؎

حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ — پہلے کوئی یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

کیا فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کی بھی کوئی ایسی دلیل مشین اجتہاد میں ڈھلی ہے جیسے حرمت تقلید کیلئے عصارۃ الاجتہاد ٹپکا پڑتا ہے۔ یا وہی پرانی قوالی نقلی شافعیہ کے پس خوردہ کو چبایا جائیگا۔

مولوی صاحب! اصول کو چھوڑ کر فروع کی طرف توجہ کیوں مبذول فرماتے ہیں پہلے مرتضیٰ سے پیچھا چھڑائیے۔ پھر قراءت خلف الامام کا ذکر کیجئے۔ ابھی تو آپ کی جڑ ہی کٹ رہی ہے پہلے اس کی فکر کیجئے تنا خول کا اللہ حافظ ہے۔ وعدہ فرماؤ کہ شافعیہ وغیرہ کے دلائل کی نقل نہ ہوگی تو پھر خدا چاہے اس کا نظارہ بھی دیکھ لو گے

؎ یہ کہتے وہ کہتے گر یار وہاں آتا — سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

تقلید کا مسئلہ بھی تو نمٹ چکا تھا۔ بڑے زور لگ چکے تھے۔ مگر جو نور برس رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے مقلدوں سے نہیں غیر مقلدوں سے دریافت فرمایئے کیا اچھا ہو۔ کہ خدام والا حضرت شاہ صاحب کے رسالہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا جواب لکھ کر شائع فرما دیں۔ پھر حضرت موصوف کا کوئی شاگرد مناظرہ بھی کرے گا۔ مولوی صاحب بے محل شعر اشعار سے عوام الناس کے سامنے تو کچھ کام چل سکتا ہے۔ اب آپ کا واسطہ طلبہ سے ہے کوئی کام کی بات فرمایئے پھر ہم لوگ داد دینے کے لئے تیار ہیں۔

سنہ ۱۹ میں میری دور اندیشی کی داد دیتے ہیں۔ میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ابھی اور بیت سے داد کا مستحق ہوں۔ اگر خدام والا انصاف فرمائیں آخر میں ایک اور کاتب کی غلطی پر متنبہ کیا ہے۔ مدیر العدل توجہ فرمائیں میرے مضمون میں تبھی کی جگہ ہی لکھا گیا ہے۔ اب تک تمام مضمون میں بس یہ کاتب ہی کی دو غلطیاں صحیح ہیں غنیمت ہے قسم کھانے کے لئے دو باتیں تو مضمون میں صحیح ہو گئیں

ع عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

اس کے بعد ۲۲ ذیقعدہ ۵۵ھ کے اہلحدیث میں مجتہد پنجاب (حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب) نے

تنقید کا جو تنہا نمبر تحریر فرمایا ہے اس میں مولوی صاحب موصوف اپنی تنقید کا تعارف کرا کر یہ فرماتے ہیں۔
"حقیقۃ الامر تو یہ ہے کہ ممدوح سے میرے پرانے دوستانہ مراسم دیرینہ ہیں۔ اس سے گمان ہو سکتا تھا۔
کہ دوست مذکور میرے عدم التفات پر خفا ہوں اور کسی دوسرے کے جواب دینے پر یہ شعر پڑھیں

؎ پڑھی نماز جنازہ کی میری غیروں نے   مرے تھے جن کیلئے وہ رہے وضو کرتے

اس لئے جواب دینا مناسب سمجھا۔"

مولوی صاحب کے بیان میں تعارض اور تناقض

یہاں تو جواب دینے کی وجہ صرف یہ بیان فرمائی جاتی ہے۔ کہ مجھ سے دیرینہ تعلقات اگر نہ ہوتے تو جواب نہ دیا جاتا۔ اس سے قبل ۲۰ ذیقعدہ ۵۵ھ کے اہل حدیث میں یوں گوہر افشانی فرما چکے ہیں کہ
"حق تو یہ ہے کہ اس تصریح کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی ضرورت نہ تھی کہ ہم جواب میں دخل دیتے۔
کیونکہ نہ ہم ایسے غیر مقلد ہیں نہ ہمارے ملنے والے۔"
پھر چند سطروں کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔
"پھر ہمیں نے جواب پر کیوں توجہ کی۔ اسلئے کہ مولوی صاحب موصوف نے مسئلہ تقلید کی وجہ سے اپنے ناظرین کو غلط فہمی میں ڈالا یا بالفاظ دیگران کی تحریر سے عوام بلکہ اوسط درجے کے لوگوں کو بھی غلط فہمی ہوتی یا ہونے کا گمان ہے۔"
پھر ایک حکمت عملی بیان فرمائی ہے اس میں ایک مثال دے کر یہ فرمایا بلکہ سوال مشترک ہونے کیوجہ سے اداے فرض کہا جائے گا فافہم۔ چونکہ مسئلہ تقلید مابین اہلحدیث و حنفیہ کرام کے مختلف فیہ اور متنازعہ ہے۔ لہذا ہم نے ضروری سمجھا کہ مولوی صاحب کے خیالات مع اپنی گذارشات کے اپنے ناظرین تک پہنچائیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اھ

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں یہاں تو تنقید فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ میرے مضمون سے خدا کے فضل و کرم سے غیر مقلدوں میں زلزلہ پڑ گیا تھا۔ عوام بلکہ متوسطین میں غلط فہمی ہوئی یا ہونیوالی تھی دوسرے سوال مشترک ہونے کی وجہ سے جواب دینا ادائے فرض تھا جواب نہ دیتے تو تارک فرض ہوتے تیسری وجہ جواب تحریر فرمانے کی یہ ہے کہ مسئلہ تقلید غیر مقلدین اور حنفیہ میں مختلف فیہا اور متنازعہ فیہا تھا اس وجہ سے جواب لکھنا ضروری سمجھا گیا اور آج اس کی وجہ صرف میری دوستی ہے اگر مجھ سے ان کو دوستی نہ ہوتی تو جواب نہ دیا جاتا۔ فرمائیے اسے ذہول کہوں یا جو آیت میرے متعلق لکی لا یعلم من بعد علم شیئا تحریر فرمائی ہے۔ اس کا مصداق کہوں یا تیرائی ہونے کا نتیجہ سمجھوں یا حافظہ نباشد

کی تسلی ہوتی ہے۔ میں تو کچھ بھی عرض نہیں کرسکتا۔ ناظرین کرام خود فیصلہ فرمائیں۔ یا تبرائی غیر مقلدوں سے دریافت فرمائیں کہ وہ اپنے مجتہد مطلق کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں اسی پر بس نہیں۔

؎ جلوہ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے۔

ہر پرچہ میں نئی بات نہ کہی تو اجتہاد ہی کیا ہوا یہاں تقلید تھوڑا ہی ہے کہ بکہ کے فقیر جو بات کہی اسی پر مرمٹے ؎

اس کی طرف سے دل نہ پھریگا کہ دوستو — اب ہوچکا کہ جس کا طرفدار ہوچکا

یہاں تو ہر وقت نیا اجتہاد نیا فتویٰ ہے ؏ ہر زماں از غیب جانے دیگرامت کا مضمون ہے کُل جدید لذیذ ؎

ہے رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگ بے تابی — ہزار آئین دل بندھ ہے ایک بال پریدن پر

۲ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کے اہلحدیث کے پرچے میں جو اس کے بعد کا بلا فصل پرچہ ہے۔

"فرماتے ہیں یہ سلسلہ ۷ ہفتہ سے جاری ہے اس میں مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کے مضمون متعلقہ تقلید کا جواب ہے جس میں موصوف نے اہلحدیث پر کئی ایک سوال کئے ہیں۔ نہ صرف سوال بلکہ بہت سخت لہجہ میں اہلحدیث کو بدنام کرنے کی سعی کی ہے۔ اس لئے جواب کی ضرورت ہوئی چنانچہ جواب ناظرین کے ملاحظہ سے گذر رہے ہیں"۔

ناظرین کے ملاحظہ سے جواب بھی گذر رہے ہیں اور ان میں جو حقائق علمیہ کے چشمے ابل رہے ہیں۔ اور روزانہ نیا اجتہاد جو نئے رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے یہ سب کچھ ملاحظہ سے گذر رہا ہے دیکھنا یہ ہے کہ تبرائی اپنے مجتہد صاحب پر ایسے متعارض مضامین کی وجہ سے بھی سخت مضامین بھیجیں گے یا غریب مرتضیٰ ہی پر غصہ آتا ہے۔

اہلحدیث ۴ ذیقعدہ میں جو وجہ جواب کی تحریر فرمائی ہے اس کا جواب ہم بھی بدیہ ناظرین کر چکے ہیں اور ۲ ذی الحجہ کے اہلحدیث میں جو سپرد قلم فرمایا ہے۔ اس کا جواب آئندہ عرض کریں گے اسوقت تو ہم ۱۲ ذیقعدہ کے پرچہ میں جو وجہ تحریر فرمائی ہے۔ اس کے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مولویصاحب میرے مضمون کی تنقید کیا کرتے ہیں۔ اپنے علم و فضل کی تنقید فرماتے ہیں اور خدا کرے وہ آخر تک ایسی ہی تنقید فرمائیں۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر میرے پرانے دوست نہ ہوتے۔ تو ان کی تحریر کا جواب نہ دیا جاتا۔ جواب دینے کی وجہ صرف میری دوستی ہی ہے۔ تو کیا میں یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ آپ نے

اپنے مولانا نذیر حسین صاحب اور نواب صدیق حسن خاں صاحب اور ان سے پہلے دوست بلکہ دوست سے
بھی زیادہ محترم حضرت شوکانی اور ان سے بھی بڑے شیخ الاسلام۔ ابن تیمیہ و ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ اور جملہ
غیر مقلدین کی تصنیف کا بھی جواب دیا ہے یا جواب دینے کا ارادہ ہے۔ واقعی اخلاص و محبت دوستی
کے حقوق تبرائی غیر مقلدوں کے یہاں یہی ہونے چاہئیں کہ دوست کے کلام کا رد کیا جائے بمقابلہ ہو
تو بجائے دوست کے دشمن کی اہانت کی جائے۔

لطیفہ ایک خوب اجتہاد ہے غالباً کوئی ایسا ہی مجتہد ہوگا۔ اس کا دوست کسی سے لڑ رہا تھا
اس نے جلدی سے آکر اپنے دوست کے ہاتھ خوب مضبوط پکڑ لئے۔ اور اس کے دشمن کو اپنی عداوت
نکالنے کا خوب موقع ملا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد مظلوم دوست نے ان حضرت مجتہد صاحب سے شکایت
فرمائی کہ بندہ خدا یہ کیا ظلم کیا کہ تو نے میرے ہاتھ پکڑ لئے اگر ہاتھ پکڑنا ہوتے تو میرے دشمن کے پکڑے
ہوتے۔ تو مجتہد صاحب فرمانے لگے۔ کہ وہ میرا دوست تھوڑا ہی تھا۔ دوست تو تم ہی تھے اس وجہ سے
تمہارے ہی ہاتھ پکڑے دیکھو شیخ سعدی کیا فرماتے ہیں ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی و درماندگی

اس سے زیادہ تمہاری پریشانی اور درماندگی کیا ہوتی جو میں نے دیکھی۔ تو میں تمہارے ہاتھ پکڑتا۔ یا
تمہارے دشمن کے

دوست واہ ہم بھی داد دیتے ہیں۔ اس دوستی کی کہ آپ نے صرف حق دوستی ہی ادا فرمانے
کو جواب لکھا ہے کہو دوست تبرائی اب تو بہت خوش ہوئے ہوں گے مرتضیٰ پر غصہ کرنے سے کام
نہیں چلتا اگر ہو سکے تو اپنے مجتہد صاحب کی مدد فرماؤ عمدہ عمدہ مضامین بھیجو۔ غصے کے مضامین
سے کام نہیں چلتا۔ کیا میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ مسلمان کی دوستی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے نہیں ہو سکتی تو کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مرقع اجتہاد کے بعد
حق دوستی ادا کرنے کے لئے بخاری و مسلم و صحاح ستہ وغیرہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقید
اور اس کے بعد قرآن مجید کی تنقید تو نہیں لکھیں گے۔ کیونکہ ان کی لنیب بھی ابوالوفا ہے رفتہ رفتہ
کہیں وہاں بھی وفا کا ثبوت نہ دینے لگیں میرے بھولے بھالے مجتہد ایسا نہ کرنا

نو شش اناز کر خون دو عالم میری گردن پر

کا مطلب غلط نہ سمجھ لینا خدا جانے آپ تو میری دوستی کے حق سے بھی مدت العمر فارغ نہ ہوں گے
پھر آگے قدم اٹھانے کی ضرورت کیا ہے اچھا ہے کہ میں ہی میں ہوں تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو۔

ممکن ہے کہ میرے ناظرین کرام اور تبرائی حضرات کو بڑا خلجان ہو۔ کہ تنقید سے پہلے ہی مثلاً معرکۃ الآرا بن گیا۔ کہ تنقید کیوں ہوئی مولوی صاحب کے کلام سے تو فیصلہ ہونا بہت مشکل ہے۔ اصلی بات یہ ہے کہ میں نے اپنا مخاطب خود مقرر کیا تھا۔ کہ میرے مخاطب صرف تبرائی غیر مقلدین ہیں۔ نہ اصلی اہل حدیث نہ مطلقاً غیر مقلد ہیں۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب واقع میں تبرائی غیر مقلدین کے رئیس اور روح رواں تھے اس وجہ سے انہی کو جواب دینا چاہئے تھا اور انہی نے جواب دیا اب آپ نے آپ کو تبرائیوں سے علیحدہ کرنا اور صحیح اہل حدیث میں داخل کرنا اور بات بنانے سے کیا ہوتا ہے ؎

کھل گیا عشق بتاں طرز سخن سے مومن ۔۔۔ اب چھپاتے ہو عبث کی بات بنائے کیوں ہو

میں مولوی صاحب کو غیر مقلد جانتا تھا مگر یہ امید نہ تھی۔ جو تنقید نے کھرے کھوٹے میں تمیز کر دی مگر اچھا ہوا کہ تنقید بھی انہوں نے ہی فرمائی بندہ نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ کاش ایسا ہوتا ملاحظہ ہو العدل ۲۴ شوال ۱۳۴۴ھ کالم ایک صفحہ ۱ پر مجھے آپ کے مجیب نہ ہونے سے خفگی کیوں ہوئی اور شعر بے محل آپکی طرح کیوں پڑھتا بلکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ بجائے شرکت جنازہ کے آپ وضو کیا سوتے رہ جاتے تو اچھا ہوتا تو میں بجائے آپ کے شعر کے یہ پڑھتا ؎ گفتم ایں فتنہ ست خوابش بردہ بہ

اور یا میرے جنازہ کے ساتھ آپ کا جنازہ بھی ہوتا اور پھر میں یہ شعر پڑھتا ؎

سمجھایا تھا میں نے کہ تو عشق میں مت پڑ ۔۔۔ پڑنا تو ہے آساں پر سنبھل جائے تو جانوں
ممکن نہیں عاشق کو جلا کر بچے معشوق ۔۔۔ پروانہ جلے شمع نہ جل جائے تو جب جانوں

ناظرین کرام کو شاید یہ خیال ہو۔ کہ ایک معمولی بات کو اسقدر طول کیوں دیا جاتا ہے ایک امر کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں جواب لکھنے کی یہ بھی وجہ ہو اور دوسرے وجوہ بھی ہوں حرج کیا ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ وہاں ہو سکتا ہے جب وجوہ متعارض نہ ہوں اور یہ وجوہ باہم متعارض ہیں جمع نہیں ہو سکتے اور ظاہر ہے کہ تنقید سے پہلے ہی سوچ کر تحریر شروع کی ہوگی۔ تو یا تو مولوی صاحب ادائے مانی الضمیر پر ہی قادر نہیں۔ تو پھر مجتہد کیسے ہو گئے جب اپنا ہی مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ تو دوسروں کا بالخصوص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خداوند عالم جل مجدہ کے کلام کا مطلب کیسے ان کے فہم مبارک میں آسکتا ہے۔ اور مجتہد کیسے اور لوگوں کے ہادی کب ہو سکتے ہیں۔ تبرائی غیر مقلد اس کو غور فرمائیں ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ۔۔۔ سیھدیھم طریق الھالکینا

اگر باوجود علم کے پھر غلط بیانی ہے۔ تو اس سے بھی زیادہ شنیع اور خطرناک ہے۔ ؎

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ۔۔۔ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بہرحال تبرائیوں کو غور فرمانا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو ترک کر کے کس کے پیچھے جا رہے
ہیں کس سے توڑی اور کس سے جوڑی کس کے بدلے میں کس کو لیا کہیں فبما ربحت تجارتھم
اور بئسما اشتروا بہ انفسہم کا مصداق ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ دونوں جہانوں میں
رسوا الیاء ہو جاویں نعوذ باللہ العظیم منہا۔

اس کے بعد مولوی صاحب میری عزت افزائی یوں فرماتے ہیں۔ "ہم نے اپنے مکرم دوست کی
عزت افزائی کے لئے ان تحریر کے اقتباس نہیں لئے بلکہ (جیسا ناظرین ملاحظہ کر رہے ہیں) ساری
تحریر نقل کی۔ بلکہ اس کو اوپر جگہ دی الخ

میں تو آپ کی عزت افزائی کا معترف ہوں مگر آپکے دوست جیسے آپ میرے دوست ہیں وہ پوری عبارت
نقل کرنے کی یہ وجہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ یہ لا لحب علی بل لبغض معاویۃ رضی اللہ عنہم
کا مصداق ہے۔ اگر العدل کا اقتباس کرتے اور پوری عبارت نقل نہ فرماتے تو بہت سے غیر مقلدین کو
العدل خریدنا پڑتا اور اس صورت میں جو غیر مقلدین نے العدل کو بائیکاٹ کیا ہے وہ مقصود فوت ہو
جاتا اور ممکن تھا کہ بعض غیر مقلدی سے بھی تائب ہو جاتے اس وجہ سے مضمون کو تمام نقل کرنا ہی مناسب
سمجھا تا کہ غیر مقلد العدل کے بقیہ مضامین کو نہ دیکھیں۔ دوسری بات میں بھی آپ سے بدگمانی ہی
رکھتے ہیں کہ ترتیب طبعی یہی ہے کہ اوپر اصل ہو اور حاشیہ تحت میں۔ اس میں کچھ احسان کی بات
نہیں نیز خربوزہ چھری پر گرے یا چھری خربوزہ پر نقصان تو خربوزہ ہی کا ہے جب مجتہد صاحب
کوئی کام کی بات تحریر ہی نہیں فرماتی تو اپنے مضمون کو کہیں بھی رکھتے ناظرین خود فیصلہ کر لینے۔ کہ
اعلیٰ کون ہے اور ادنیٰ کون ہوا خیر یہ تو وہ کہیں میں تو یہ عرض کرتا ہوں ؎

تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے — خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

آپ نے میرے ناچیز مضمون کو اپنے معزز اخبار میں جگہ عنایت فرما کر بڑی عزت افزائی کی
عنہ۲ میں مدیر اہلحدیث فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ آپ نے اہلحدیث کے سائل (مولوی عبد القادر
چکردھوری کے سوالات) کے جواب میں بجائے جواب دینے کے ان پر سوال وارد کر دئے"

اس پر میں صرف یہی عرض کروں گا۔ کہ جناب مدیر صاحب "مطلب" اور اس پر جو آپ نے تنقید
فرمائی ہے اس کے ذمہ دار آپ خود ہیں نہ کہ میں۔ کیونکہ یہ میرا مطلب ہے نہیں۔ بندہ تو یہ عرض کر رہا
ہے کہ ابتدا فساد و نزاع غیر مقلدین کی طرف سے ہوئی وہی ان تمام جھگڑوں کے ذمہ دار ہیں اسی کے
استشہاد میں یہ عرض کیا تھا۔ کہ اب بھی اخبار اہلحدیث میں کسی صاحب نے مقلدین سے سوال کئے ہیں

جب ان باتوں کا مقلدین پر برا اثر پڑنے لگا تو اب ہم بھی حضرات غیر مقلدین کی خدمت میں نہایت ادب سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میرے مخاطب مولوی عبدالقادر صاحب ہوتے تو میں ان کو مخاطب کرتا میں حضرات غیر مقلدین کو مخاطب کر کے تبرائیوں کی تخصیص کر رہا ہوں پھر آپ میرا مطلب خلاف واقعہ بیان فرما کر مجھے الزام دینا چاہتے ہیں۔ جو بنا فاسد علی الفاسد ہے شاید آپ کو یہ حسرت رہجائے کہ کاش اگر مرتضی کا یہی مطلب ہوتا جو ہمنے بیان کیا تو پھر یہ تنقید تو صحیح ہو جاتی لیکن آپ کی خاطر اگر میں تسلیم بھی کر لوں کہ یہی مطلب ہے تب بھی آپ کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب سائل کے سوالات کا مقصد یہ ہے کہ مطلقاً تقلید ناجائز ہو۔ اور مقلدین اہل السنت والجماعت سے خارج رہیں تو پھر کیا وہ تبرائی غیر مقلد نہ ہوئے رہی دوسری بات کہ سوال پر سوال کرنا ناجائز ہے۔ تو سائل سے تعیین مذاہب اور طریق جواب کے لئے سوال کرنا بھی کیا ممنوع ہے

اگر کوئی آریہ اہل اسلام پر اعتراض کرے کہ مسلمان موحد نہیں یہ تو خانہ کعبہ کی عبادت کرتے ہیں تو اس سے توحید کے معنی عبادت کی حقیقت ترک فی الذات والصفات کی تعریف اور یہ کہ وہ مادہ اور روح کو قدیم بالذات تسلیم کرتا ہے یا نہیں اور واجب بالذات کی صفات حقیقیہ بھی موجود بالفعل ہوتی ہیں یا نہیں ان کا منشا ذات ہی ہوتا ہے یا غیر سے بھی صفات حقیقیہ آسکتی ہیں یہ سوالات کرتے تا کہ طریق جواب صاف ہو جائے جائز ہیں یا نہیں اگر ناجائز ہیں تو کیوں اور طریق بحث کیا ہوگا۔ جب غیر مقلدین کسی کے پابند نہیں۔ ہر شخص خود مختار اور آزاد ہے اس کے سامنے جس کا قول بھی پیش کیا جائے۔ تو یہ کہدینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کہ ہم اس کے مقلد تھوڑا ہی ہیں تو جب تک کم سے کم مخاطب کا مال نہ معلوم ہو جائے کہ کس چیز کو وہ تسلیم کرتا ہے کس کو نہیں تو اس سے گفتگو کس اصول پر کیجائے چنانچہ آپ سے چند سوالات کئے گئے بعض کا مجمل غیر کافی جواب عنایت بعض کا بالکل نہیں۔ جن کا مطالبہ آپ کے ذمہ ہے اور جب آپ ان امور کا جواب صاف صاف لفظوں میں عنایت فرمائیں گے۔ تو دیکھئے گا معاملہ کیسا صاف ہے۔

غیر مقلدین کو مقلد سائل سے سوال ناجائز ہے کیونکہ اس کا تمام مذہب مدون ہے بخلاف غیر مقلد کے کہ یہاں تو ہر شخص اپنی رائے کا پابند ہے تبرائیو! یہ ہمارا قصور نہیں ہے۔ یہ آپ کے مجتہد مطلق کی قسمت کی خوبی ہے کہ ان کی کوئی بات بھی کسی صورت سے صحیح نہیں ہوتی۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی آپ کے اس غم میں شریک ہو جائیں۔ مگر کہیں گے وہی جو حق ہوگا۔ کوئی غصہ ہو یا ناخوش یہ وار بھی خالی گیا عـ۲۱ میں مجتہد صاحب بہت خوش ہیں کہ گھر بیٹھے بٹھلائے کروڑوں مقلد غیر مقلد بن گئے جماعت کی

تعداد بھی زائد ہو گئی مقلدین کی دلیل اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ بھی جاتی رہی اور جدہر دیکھو غیر مقلد ہی غیر مقلد نظر پڑنے لگے جبھی تو بہت خوش ہو کر منہ مانگا انعام دینے کو بھی تیار ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا۔

پہلے یہ گذارش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے جو کچھ بھی عرض کیا۔ یا عرض کریں گے وہ انہیں مقلدین کی طرف سے عرض کریں گے۔ جو فقہ کی روایات معتبرہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور اصولاً و فروعاً حنفی ہیں ہاں نام کے حنفی۔ گور پرست۔ تعزیہ پرست۔ گنگر شاہ۔ رودڑے شاہ۔ بربادشاہ وغیرہ وغیرہ کے ماننے والے ہم ان کو بھی غیر مقلد ہی جانتے ہیں۔ ان سے آپ خود نمٹیں۔ ولی را ولی مے شناسد

بدعات پر جس قدر اعتراضات ہیں ان کو فقہ کب جائز کہتا ہے۔ بدعات کے رد میں ہم بفضلہ تعالیٰ دنیا میں سب سے آگے ہیں۔

ناظرین! خط کشیدہ عبارت کو ملاحظہ فرمائیں۔ مطلب صاف ہے کہ جو لوگ حنفی کہلا کر بدعات میں مبتلا ہیں۔ ان امور کا اگر غیر مقلد ہم سے مطالبہ فرمائیں۔ کہ حنفیہ یہ کرتے اور وہ کرتے ہیں تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں بدعات پر جس قدر اعتراضات ہیں۔ ان کو فقہ کب جائز کہتا ہے۔ تاکہ کوئی مقلد اس کے جواب کا ذمہ دار ہو۔ ان مسائل میں وہ حقیقۃً غیر مقلد ہیں گو وہ اپنے آپ کو حنفی کہیں ان مسائل میں آپ خود ان سے نمٹیں مجتہد صاحب نے یہ مطلب سمجھا۔ کہ تمام مسائل حنفیہ واقعیہ پر جو وہ لوگ عمل کرتے اور اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ ان میں بھی وہ غیر مقلد ہی ہیں حالانکہ وہ تو عدم تقلید کو اسقدر برا کہتے ہیں کہ جن مسائل میں غیر مقلد ہیں۔ وہ ان میں بھی اپنے کو حنفی ہی کہتے ہیں اور ایسی ہی کوشش کرتے ہیں کہ ان مسائل کو بھی حنفی ہی کتابوں سے ثابت کریں تو پھر وہ غیر مقلدوں میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں وہ تو غیر مقلدین اور نجدیوں وہابیوں کو جو کہتے ہیں آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں پھر وہ آپ سے کیسے مل سکتے ہیں آپ فضول بے کار خوش ہو رہے ہیں۔ کہ کروڑوں مقلد مفت میں غیر مقلد ہو گئے اور منہ مانگا انعام دینے کو تیار ہو رہے ہیں۔ غرض وہ لوگ اصولاً و فروعاً حنفی ہی کہتے ہیں اور جن مسائل اور عقائد میں واقعی روایات معتبرہ پر عمل کرتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے تو وہ نفس الامر اور واقعہ میں بھی غیر مقلد نہیں۔ اور دوسرے مسائل میں وہ خود اپنے کو حنفی سمجھتے ہیں اور واقع میں امام صاحب کے مقلد نہیں اور گو حنفی نہ ہوں۔ لہذا اس لحاظ سے غیر مقلد ہیں مگر واقع میں وہ کسی غیر مقلد کے مقلد ہو کر غیر مقلد پھر بھی نہ رہے۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی فقہ حنفی کے لحاظ سے غیر مقلد ہو اور واقع میں وہ کسی دوسرے کا مقلد ہو فرمائیے اب آپ کی خوشی بے جا ہوئی بھی یا نہیں خواہ ویسے ہی کہیں بادشاہ تھوڑا ہی ہوتا ہے

مجتہد صاحب پر لاجواب معارضہ

مقلد تو وہابی ہونے سے رہے مگر آپ ان تبرائیوں کی خیر مناویں جن پر آپ بہت خوش ہیں عوام پر تقلید کو آپ نے بھی واجب کہا ہے۔ اور تمام عوام غیر مقلدین واقعہ میں اپنے علماء کے مقلد ہی ہیں تو فرمائیے کہ جب تمام عوام غیر مقلدین مقلد ہوں گے۔ تو اب غیر مقلدین کے باقی رہے اہل بدعات تو بجز چند مسائل کے واقعی حنفی ہیں۔ اور چند مسائل میں بھی اپنے بدعتی علماء کے مقلد ہوں غرض وہ تو مقلد کے مقلد ہی رہے مگر عوام غیر مقلد تو واقع میں اور آپ کے نزدیک بھی مقلد ہی ہیں تو فرمائیے کہ سواد اعظم کہاں رہی یہ نئی پلٹن حنفی نہ ہوں مگر غیر مقلد تو نہیں ہو سکتے فرمائیے ہندوستان میں کے مجتہد باقی رہے ؎

یہ عذر امتحان جذبۂ دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

خدا کے فضل سے مدعا یوں ثابت ہوتا ہے پھر آپ کیا خوب کہہ کر فرماتے ہیں

"مولانا ایسے بدعتی اور مشرکوں کو ہم اپنے اندر ملا لیں مگر اس کا کیا علاج ہو کہ وہ سب اپنے آپ کو حنفی کہتے اور کہلاتے ہیں الخ"

کیا خوب خدا کی قدرت ہے کہ آج پنجاب کا ہارا ہوا شیر بدعتیوں اور مشرکوں کو اہل حدیث میں ملانا چاہتا ہے اور اس پر نہایت خوش ہو کر منہ مانگا انعام دیتا ہے۔ مگر آج کل کے اہلحدیث ایسے ہیں کہ ان کو بدعتی اور مشرکین بھی قبول نہیں کرتے اگر کوئی کہے بھی تو لاحول پڑھتے ہیں اگر آپ کو ان حنفیوں کو اندر ملانا ہے تو ہم سے تو ہو نہیں ہو سکتا ہاں اگر آپ چاہیں تو بہت سہل ہے اس دفعہ کلیر شریف اور اجمیر شریف کے عرس میں جاؤ اور چادر چڑھاؤ۔ پھر وہ آپ ایک ہی ہیں مگر جاتے وقت قوالی میں قصیدہ قاضی شوکاں مددے ہمزور پڑھتے جائیے۔ پھر ہمارے سامنے کثرت کا دعویٰ کرکے سواد اعظم کے مدعی ہوتے تو واقعی جواب مشکل ہوگا۔

۲۲ و ۲۳ میں آپ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم شیئاً للہ مجلس میلاد۔ گیارہویں۔ استمداد من غیر اللہ نذروں کے عرسوں وغیرہ پر سلسلہ مضمون شروع کریں۔

کیا بندہ جناب سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ آپ نے بھی ان مسائل پر۔ رسائل میں مفصل مضامین لکھے ہیں یا ہمیں سے استدعا ہے اور آپ کے لئے صرف مسئلہ تقلید کا رد بس ہے۔ استمداد الغیر میں تو بندہ کا رسالہ سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد و توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد موجود ہیں۔ شاید نظر عالی سے گذرا ہو۔ اور مسائل میں بھی ہمارے اکابر کی تحریرات موجود ہیں بلکہ انہیں وجوہ سے بدعتیوں نے ہمارے اکابر کو غیر مقلد اور وہابی کہا ہے اور غیر مقلدین کو

بھی یہ کہنے کا موقع ملا کہ ہم اور علمائے دیوبند تو ایک ہیں حالانکہ یہ بالکل کذب محض اور افترا خالص ہے کہاں غیر مقلد کہاں حضرات علمائے دیوبند سچے اور پکے مقلد حنفی لیکن الحمد للہ کہ ہم نہ غیر مقلد ہیں۔ نہ بدعتی بلکہ واقعی اور نفس الامری مقلد حنفی ہیں

پھر آپ فرماتے ہیں مولانا آپکی اہل حدیث کے برخلاف اس تحریر کو دیکھ کر بے ہنسی منہ سے نکل گئی یہ آپ کا مجھ پر صریح بہتان ہے میرا مضمون تبرائی غیر مقلدوں کے تو بے شک مخالف ہے اہل حدیث سے نہ میرا اختلاف نہ وہ میرے مخاطب آپ تبرائی غیر مقلد بھی بنتے جاتے ہیں۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ اہلحدیث ہونے کا بھی شوق ہے آپ کے ہاتھ میں قلم ہے کل کو آپ اپنے کو اہل القرآن لکھ دیں تو کوئی آپ کا کیا کر سکتا ہے اگر آپ اہل حدیث ہوتے تو اس مضمون کا جواب نہ لکھتے۔

ص۲۱ میں فرماتے ہیں ص۳۰ کا جواب اہلحدیث مورخہ ۳ ذیقعدہ ۴۶ھ میں ص۱ کالم ایک پڑھ چکے ہیں بندہ بھی اس کا جواب الجواب عرض کر چکا ہے۔

ص۲۹ میں فرماتے ہیں قابلیت سے کیا مراد۔ یہ کہ وہ کسی حدیث میں یا اس کے ترجمہ میں دیکھ لیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رکوع جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کی تو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا مذہب معلوم کریں محض اتباع سنت کے شوق سے رفعیدین کرنا شروع کر دیں۔

مقلدین پر بیجا اور غلط حملہ

کس قدر غلط بیانی ہے۔ کہ مقلدین رفع یدین یا ترک رفع کرنے میں ان کی غرض اتباع سنت نہیں بلکہ اماموں کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کیسا صریح اتہام ہے کیا کوئی مسلمان ہے جو دین کا کوئی کام کرے اور اس کی غرض اتباع سنت نہ ہو مقلدین تو ائمہ مذہب سے جو دریافت کرتے ہیں اس کا صرف یہی مطلب ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد کو ائمہ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ شاید عوام غیر مقلدین جو اپنے علماء سے مسائل دریافت کرتے ہیں مجتہد صاحب کی نزدیک ان کی یہ مراد ہوتی ہوگی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیا فرماتے ہیں اور فلاں غیر مقلد کا کیا حکم ہے ورنہ مسلمانوں پر بدگمانی نہ معلوم اس کا کیا منشا ہے۔

لیاقت کا معیار تو آپنے بہت ہی عجیب بیان فرمایا ہے۔ اگر یہی معیار لیاقت ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد کا کورس بدل دیا گیا ہے۔ کیا بعض احادیث منسوخ نہیں ہیں۔ یا بکثرت ایسی احادیث موجود نہیں ہیں۔ کہ باتفاق امت اس کے ظاہر معنی مراد نہیں ہیں۔ تو کیا آپ کے ہاں اس کی اجازت ہے کہ اتباع سنت کے شوق میں ایسی احادیث پر بھی عمل کر لیا جائے۔ بعض غیر مقلدین نے جو متعہ کو جائز کیا ہے۔ شاید یہی شوق ان کا سبب ہوگا۔ اگر یہی شوق ہے۔ اور کوئی غیر مقلد یہ فرمانے لگے۔ کہ من شاء

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر اختیار کرے۔ اب لوگوں سے یہ کہنا کہ تم ایمان ہی لاؤ۔ کفر کا اختیار نہیں کفر جہنم میں داخل ہونے کا سبب ہے جائز نہیں کیونکہ آگے صاف حکم ہے انا اعتدنا للظالمین نارًا جو لوگ ظالم ہیں یعنی خداوند عالم کے دئے ہوئے اختیار کو سلب کرتے ہیں ان کے لئے آگ تیار کی گئی ہے۔ تو فرمائیے کہ کیا کیجئے گا لا اکراہ فی الدین کے معنی تو بہت سے غیر مقلد یہی کہتے ہیں کہ دین میں زبردستی نہیں اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) مرتد ہو جاوے تو کسی مسلمان بادشاہ کی کیا مجال ہے جو دنیا میں اس کی طرف آنکھ بھر کر بھی دیکھے غالبًا قتل مرتد کے تو مجتہد صاحب بھی مخالف ہیں

تعجب ہے کہ مجتہد صاحب نے ہزاروں دفعہ عمل بالحدیث کیا اور کرایا ہوگا۔ مگر قابلیت کے معنی پر ابھی تک غور بھی نہیں فرمایا فرمائیے وہ آپ	عمل بالحدیث کی قابلیت کے معنی بقدر بیان فرمائے جائیں

کے مثل پیش کی جائے۔ تو بے عمل نہ ہوگی چندیں سال خدائی کردی گاؤخر رانشناختی نقل کفر کفر نباشد عمل بالحدیث کے قابل آدمی کب ہوتا ہے ذرا غور سے بیان فرمائیے۔

۲۶ مقلدین ائمہ اگر شرک و بدعت کریں تو ان کو معاف نہ ہوگا۔ بالکل بجا بلکہ حق لیکن اگر غیر مقلدین شرک و بدعت کریں تو ان کو سے چہ خواہی گفت قربانت شوم من نیز آن گویم

کیا شرک و بدعت بھی مقلدین ہی کو معاف نہیں اس مجتہدانہ کلام کی کچھ شرح فرمائیے۔ کیا کسی نے کہا ہے۔ کہ مقلدین کو شرک و بدعت معاف ہے اس نمبر کے اضافہ کی کیا ضرورت پیش آئی۔

۲۷ میں مجھ سے یہ دریافت فرمایا ہے کہ جب تیرے مخاطب کنگر شاہی جماعت شاہی وغیرہ بھی نہ ہوئے غیر مقلد رماؤ ریشا بھی نہ ہوئے تو اب ہے کون ذرا مہربانی کر کے ان اپنے معہود فی الذہن مخاطبوں کو ظاہر تو کر دیجئے۔ جو بقول آپ کے ذمہ دار شخصیت رکھتے ہوں؟

واقعی سوال مقعد دشوار تھا۔ کہ اسی کے جواب میں مجھے بہت دقت اٹھانی پڑتی مگر نقل مشہور ہے چور کی داڑھی میں تنکا۔ میرا جو مخاطب واقع میں تھا۔ اس نے خارج میں جواب دے کر ذہنی کیا خارجی حیثیت سے اپنے کو متعین اور مشخص کر دیا۔

قالت وقد رأت اصفرادی من بہٖ   وتنہدت فاجبتہا المتنہد

میرے مخاطب ذمہ دار شخصیت رکھنے والے کو اگر اب بھی آپ نہیں سمجھتے تو امرتسر جا کر زمان میں تیرا سمان "مجتہد پنجاب کو اہل حدیث کے دفتر میں تلاش فرمائیے۔ وہاں یہی ذمہ دار ہستی کو جواب لکھتے ہوئے دیکھیں گے۔ نقل مشہور ہے چور کی داڑھی میں تنکا۔

ہے ہیں تو گویا اجتہاد کا چشمہ ابل پڑا مجتہد صاحب بھی بہت خوش معلوم ہوتے ہیں اور تبرائیوں کا تو خدا
جانے غایت مسرت سے کیا حال ہو گا۔ بات یہ ہے کہ وہاں تو سب کے سب مجتہد ہی مجتہد ہیں۔ ایک بیچارے
نادان مقلد کا جس قدر بھی مذاق اڑایا جائے تھوڑا ہے۔ ہمیں خود علم کا کب دعوی ہے۔ جو آج نادان کہنے
سے خفا ہوں اگر ہم نادان نہ ہوتے تو مقلد ہی کیوں ہوتے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ایسے الفاظ سے استعمال نہ ہو گا
مگر ماتم تو جب ہو گا جب مجتہد وقت کا ادنیٰ مقلد سے زیادہ نادان ہونا ثابت ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں لکیلا
یعلم بعد علم شیئا پڑھا لکھا آدمی بڑھاپے میں سب بھول جاتا ہے۔

جس قدر غیر مقلد علماء دور جانے کی ضرورت نہیں آپ کے مولانا نذیر حسین صاحب غفرلہ مجھ سے زیادہ
عمر میں ہو کر گذرے ہیں اب رب کی نسبت بھی یہی خیال ہے یا یہ آیت خاص مقلدین ہی کے بارے میں
نازل ہوئی ہے اگر آیت عام ہے تو بڑھاپے میں سب کے سب مقلد ہی ہو گئے ہوں گے کیونکہ جب پڑھا
لکھا سب بھلا دیا۔ تو پھر بقول آپ کے سوائے تقلید چارہ ہی کیا تھا۔ فرمائیے آپ کے عوام بھی مقلد خواص
بھی مقلد اب غیر مقلد کون سے رہے جو جوانی میں رہے یا بہت سے بہت پچپن چھپن سال تک چل دئے
کیونکہ میری عمر میں تو آپ کے اجتہاد کے موافق ؎

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے وہ سب یکدم ہی بھلا دیا

کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ فرمائیے مجھ پر اعتراض تو نہ ہوا۔ مگر گھر کے سب بوڑھوں کو غیر مقلدی سے
نکال کر مقلد بنا دیا۔ فرمائیے آپ کے ناظرین مجھ پر غصہ ہوں گے یا آپ پر بندہ نے تو صرف سوال کیا ہے کہ
شیطان کو اول غیر مقلدین اور عدم تقلید کو سرچشمۂ کفر و ضلالت کہنا صحیح ہے یا نہیں اگر آپ اس کا جواب نفی
میں دے کر ثابت کریں گے۔ تو وہ خوش رہیں گے۔ ورنہ اگر جواب کچھ بھی نہ بن پڑا تو پھر دیکھنا کیسے غصہ
ہوتے ہیں اب معتقدین کو اس طفل تسلی سے راضی رکھنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں
"ورنہ کسی طالب علم سے بھی جو تقلید عدم تقلید کی تعریف سے واقف ہو۔ یہ مخفی نہیں رہ سکتا کہ شیطان
تقلید عدم تقلید سے بالکل ہے کیوں نہ ہے"۔

مجتہد بننا آج کل بہت آسان ہے مگر طالب علم سے بات کرنا بہت مشکل۔ دنیا میں شرح تہذیب نہیں
مرقات پڑھنے والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ شیطان تقلید عدم تقلید سے باہر ہے۔ اس سے یہ بات مخفی نہیں
مگر افسوس کہ تبرائیوں کے رئیس المجتہدین سے یہ امر مخفی ہے چنانچہ اس کو پہلے عرض کر چکے ہیں اعادہ
کی ضرورت نہیں۔ ملاحظہ ہو الغدل۔

اس کے بعد آپ جو سناتے ہیں۔ وہ سنتا ہوں۔ آپ کی عبارت پر خط کھینچ دیا جاوے گا۔

علماء اصول کے نزدیک دلیل چار قسم ہے۔ واقعی یہ نکتہ سوائے مجتہد صاحب کے کس کو معلوم ہو سکتا ہے۔
آپ کے بعد ان حقائق پر کون روشنی ڈالے گا۔ مگر یہ تو فرمایا جائے کہ علماء اصول کے نزدیک دلیل کی
چار قسمیں ہیں۔ اور آپ کے نزدیک کے ہیں اس کا تو ذکر نہیں۔ علماء اصول سے آپ کو کیا واسطہ علماء
اصول نے جو کچھ فرمایا ہے وہ تو ہمیں معلوم ہے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں تو یہ عرض ہے کہ آپ کے علوم
جدیدہ سے مستفیض فرمائیے ان پرانی باتوں میں اپنا وقت عزیز ضائع نہ فرمائیے۔ ہم اس مقلدانہ
رنگ کو آپ کے لئے ناجائز سمجھتے ہیں آپ کو جو کچھ فرمانا ہو۔ تو مجتہدانہ رنگ میں فرمائیں۔ ہم دوسرے
کا کلام نقل کریں۔ نہ آپ سے چاہیں آپ سے مجتہدانہ رنگ میں بات چیت ہو رہی ہے۔ جلدی سے ہمیں
یہ نہ فرمادیجیے کہ مقلد ہو کر مجتہدانہ رنگ سے حافظم زمدرسہ دردے کشم در میکدہ

جہاں اور جس کے سامنے مقلد ہوں وہاں مقلد ہوں۔ مگر مجتہد سے تو مقلدانہ رنگ میں بات چیت
نہ ہوگی۔ نقل مشہور ہے کہ مسری سونگری گیا نو سے بھی گئی۔ باوجود مقلد ہونے کے بھی غیر مقلدین کے
مجتہدوں سے مقلدین کم نہیں ہیں بتانا تو یہی ہے۔ کہ آج کل کے کرایہ کے مجتہدوں سے اصلی مقلد بہتر
ہیں۔ قول خدا۔ حدیث رسول۔ اجماع۔ قیاس مجتہد۔ قول خدا حدیث رسول حکم ہے اور حکم ا۔ رہوتا ہے
اور دلیل اور۔ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم اپنے نفس کے لئے دلیل نہیں ہو سکتا۔ جو اس حکم کے واجب التعمیل
ہونے کی دلیل ہے وہ یہاں مذکور نہیں۔ اس وجہ سے اس قول کو جس کے ساتھ واجب التسلیم ہونے کی
دلیل ذکر نہیں کی گئی۔) بلا دلیل تسلیم کرنا تقلید ہے۔ اور شیطان نے اس حکم کو بلا دلیل نہ مانا غیر مقلد
ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کا آپ نے کیا جواب دیا۔ خداوند عالم کا حکم واجب التعمیل بے شک ہے ہم نے
یہ کب کہا ہے۔ کہ تقلید میں ایسے قول کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو نفس الامر میں واجب التسلیم نہ ہو۔ اور واقع
میں اس کے واجب التعمیل ہونے پر دلیل نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو وہ قول واجب الرد ہے۔ تقلید میں
اس قول کے قبول کرنے کی دلیل واقع میں ضرور ہوتا ہے۔ مگر قول کے ساتھ مذکور نہیں ہوتی چنانچہ آپ
نے خود تسلیم فرمالیا ہے کہ عوام پر تقلید علماء کی واجب ہے۔ حالانکہ وہاں بھی دلیل فاسئلوا اھل الذکر
موجود ہے۔ تو اگر نفس الامر میں دلیل کا ہونا بھی تقلید کے مخالف ہے۔ تو ایک شخص بھی مقلد نہ رہے گا
تو معلوم ہو گیا کہ تقلید کے مفہوم میں صرف یہ داخل ہے کہ جس کلام کو وہ تسلیم کرتا ہے۔ اس کلام میں
دلیل مذکور نہ ہو۔ اور یہاں پر ایک اور باریک بات ہے جہاں تک ہمارے بھولے بھالے مجتہد کی غالباً
رسائی معلوم نہیں ہوتی۔ اگر مناسب ہوا تو کسی جگہ ذکر کر دیا جائے گا۔ کاش اگر تنقید کے لکھنے سے پہلے
تمہید التنقید کا جواب تحریر فرما دیتے۔ تو یہ مراحل طے ہو جاتے یہاں تو یہ مقصود ہے کہ جس دلیل سے

وہ قول واجب التسلیم ہوا ہے۔ وہ دلیل یہاں مذکور نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کا قول تقلید ہو گا
لہذا شیطان غیر مقلد بلکہ اول غیر مقلد یہی ہوا۔ کیا میں یہ بھی دریافت کر سکتا ہوں کہ علماء اصول
کا یہ قول آپ کے نزدیک صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے تو اس کی تصریح فرما دیجئے۔ پھر ہم آپ کے کلام
میں خدا چاہے وہ تعارض پیدا کر کے دکھلائیں گے۔ جس کا رفع ناممکن ہے۔ اگر غلط ہے تو دیانت سے
بہ بعید ہے۔ کہ ایک غلط بات سے دوسرے شخص کو ملزم قرار دینا۔ حالانکہ یہ یہی نہیں چنانچہ ابھی
عرض کیا گیا اور آگے آتا ہے۔

پس شیطان لعین کو جب خدا نے خود حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے اذا امرتک تو اب اس حکم میں
تسلیم یا تعمیل تقلید نہ رہی۔ کیونکہ حکم مدلل ہے بے دلیل نہیں مدلل اس لئے کہ خود حاکم جس کی حاکمیت
خود حکم کی دلیل ہے۔" مجتہد صاحب اس قدر کلام میں تعارض! کہاں تو قول خدائے تعالیٰ خود دلیل
تھا کہاں اس کی حاکمیت دلیل ہے۔ دنیا میں کوئی ترائی غیر مقلد ہے جو اس تعارض کو سمجھے۔ خدا کی
حاکمیت اور اس کا قول کیا یہ دو تو ایک ہی چیز ہیں یا دو اگر دو ہیں۔ تو تعارض رفع فرمایا جائے اور
اگر ایک ہیں۔ تو اس کو صاف فرمایا جائے۔ واقعی یہ ایک انوکھی اور نئی بات ہے جس کو دنیا کے عقلاء
سن کر حیران ہو جائیں گے بہر حال اسجدوا لآدم میں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ نہ اس کے ساتھ
کوئی اور خداوند عالم کا قول ہے۔ نہ اس کی حاکمیت مذکور ہے۔ لہذا اس قول کو تسلیم کرنا ضرور تقلید ہو گا

پھر وہ اسی حکم کے تسلیم کرنے میں مقلد کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسے ہر عامی عالم کا قول تسلیم کرنے میں مقلد
ہوتا ہے باوجودیکہ فاسئلوا اھل الذکر موجود ہے۔ بلکہ تسلیم کرنے میں وہ تقلید سے باہر ہو
کر غیر مقلد ہو گا۔ اگر تسلیم کرتا تو آپ کے نزدیک غیر مقلد ہوتا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی صورت میں ہمارے نزدیک
اور واقع میں غیر مستند نتیجہ یہی نکلا کہ شیطان بہر صورت سب میں پہلا غیر مقلد ہے۔ مقلد نہیں ہو سکتا غرض
اگر شیطان ہے تو غیر مقلد ہے مقلد نہ آپ کے نزدیک نہ ہمارے نزدیک۔ شیطان اگر ہو گا۔ تو آپ کے ساتھ
ہمارے ساتھ تو ہو نہیں سکتا۔ پھر آپ کے نزدیک جب شیطان غیر مقلد نہیں اور مقلد ہو نہیں سکتا خدا
نہ کرے کہ وہ مقلدوں میں ہو تو پھر کون۔ یہی فرماتے ہیں، عدم تسلیم اور عدم تعمیل کی صورت میں کیا ہوا؟
غالباً اس کا نام عاصی ہے۔ کیا خوب اگر غیر مقلد ہوتا۔ تو عاصی نہ ہو گا۔ کیا عاصی ہونا غیر مقلدیت کے خلاف
ہے جو غیر مقلد پابند شریعت نہیں ہیں۔ کیا وہ عاصی نہیں ہیں۔ شیطان غیر مقلد بھی ہے کافر بھی ہے۔
مرتد بھی ہے عاصی بھی ہے جب غیر مقلد ہوا۔ تو سبھی کچھ ہو گا۔ کافر مرتد عاصی کیوں ہو۔ ان تمام امور کی
علت کیا ہے۔ غیر مقلد ہونا۔ جب اس نے ٹھان لی۔ کہ خداوند عالم کے قول کو بھی بے دلیل تسلیم نہ کرے گا اور

اسجدوا لآدم میں دلیل مذکور نہیں ہے تو کافر بھی ہوا۔ مرتد بھی ہوا اور سجدہ نہ کر کے عاصی بھی ہوا عاصی وغیرہ ہونے کی علت عدم تقلید ہے۔ اور عصیان افعال جوارح ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عقائد میں بھی جو نافرمان ہے۔ وہ بھی عاصی ہے تو عاصی اور منکر میں تقابل بھی غلط ہے ترک تقلید کی بھی عصیان ہے چونکہ مجتہد وقت کی سمجھ میں مسئلہ نہیں آتا۔ اس وجہ سے اب میں انہی کے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں شیطان لعین یا تو خداوند کے قول اور اس کی حکومت کی وجہ سے اس کے قول کو مطلقاً واجب التسلیم نہیں مانتا تھا یا جانتا تھا مگر یہ شرط تھی کہ وہ قول موجہ اور حکمت کے موافق ہو۔ اس کے قول کو عین حکمت نہیں جانتا تب ورنہ انکار نہ کرتا۔ اور تعمیل بھی کرتا ہوں اگر تعمیل نہ ہوتی تو انکار تو ضرور نہ ہوتا۔ تو اب ارشاد خداوندی اسجدوا لآدم اس کے نزدیک بے دلیل تھا۔ مگر اب وہ سجدہ کرتا تو تقلید ہوتی اور تقلید اس کے نزدیک ناجائز تھی۔ لہذا وہ ترک تقلید کی وجہ کافر مرتد سب کچھ ہوا۔ مگر اس نے اس قول کو بلا دلیل تسلیم نہ کیا۔ اب نفس الامر اور واقع میں اگرچہ اس قول کے تسلیم کرنے کی دلیل موجود تھی مگر چونکہ وہ اس دلیل کو نہ مانتا تھا۔ اس وجہ سے اس کے نزدیک اس قول کو تسلیم کرنا بے دلیل ہی ہوتا جو عین تقلید ہے اور وہ اس کے نزدیک ناجائز تھی۔ لہذا بوجہ غیر مقلد ہونے کے شیطان نے انکار بھی کیا اور تعمیل بھی نہ کی اور اس کی یہ مثال ہے جیسے مقلدین کے نزدیک قول ائمہ کے تسلیم کرنے کی دلیل موجود ہے جیسے عامی کے لئے باتفاق فاسئلوا اھل الذکر ہے۔ مگر چونکہ وہ دلیل غیر مقلدین کے نزدیک صحیح نہیں۔ اسلئے وہ ائمہ کی تقلید کو ناجائز کہہ کر ائمہ کے کسی قول کو بلا دلیل تسلیم نہیں کرتے۔ لہذا وہ ائمہ کے اقوال کا انکار بھی کرتے ہیں اور تعمیل بھی نہیں کرتے تو اس انکار اور عدم تعمیل کی وجہ عدم تقلید یا بالفاظ دیگر تسلیم قول کی دلیل نہ ہونا ہے۔ اگرچہ واقعہ میں دلیل ہے۔ مگر اس کے نزدیک وہ دلیل صحیح نہیں۔ اسی طرح سے اگرچہ واقع اور نفس الامر میں خداوند حکیم و خبیر کے ہر قول کو بلا چون چرا تسلیم کرنے کی دلیل ہے اور ضرور ہے۔ مگر شیطان لعین کے نزدیک چونکہ وہ دلیل مطلقاً صحیح نہیں ہے۔ یا مقید ہے اور وہ قید متحقق نہیں۔ تو اس نے تقلید نہ کی اور جو ہونا تھا سو ہوا

تقلید کے متعلق میں مدیر اہل حدیث کے تمام شبہات کا ازالہ کر چکا ہوں۔ انہیں ایک یہ بھی گمان تھا کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا۔ وہ شیطان تھا لیکن تحریر سابق میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ سب سے پہلے جس نے ترک تقلید کی۔ وہ شیطان لعین تھا۔ مجتہد صاحب (مدیر اہلحدیث) تسلیم فرمائیں گے یا نہ مگر امید ہے کہ ہمارے مقلدین بھی اب تو شیطان کو سب سے پہلا غیر مقلد تسلیم کریں گے۔ اور اگر اب بھی نہ سمجھیں تو شیطان جانے اور اس کا کام وہ ہو گا تو غیر مقلد ہی ہو گا۔ مقلد تو ہو نہیں سکتا۔

رجوع الی المقصود اس کے بعد مدیر اہلحدیث یعنی مجتہد صاحب نے حافظ کا یہ شعر لکھا ہے جس کی وجہ سے مقلدوں کی ہجو ثابت کرنی چاہی ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو ۔۔۔ اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن

مجتہد صاحب کو بادہ خواری مبارک ہو واقعی اگر مقلد یہی کہے۔ کہ شراب نہ پیو۔ تو غیر مقلدین سے یہی توقع رکھنی چاہئے کہ وہ ضرور نوش کریں گے۔ ملائکہ نے تقلید کی اور ترک تقلید میں جو غم اور غصہ کھانا پڑتا۔ اس سے ڈرے۔ مگر شیطان نے پند مقلد نہ سنی جو نتیجہ ہوا دیکھ لیا۔ اب بھی اگر مقلدین کے ساتھ رہو گے تو اجتہاد کا نشہ ہرن ہو جائے گا اور نفس کی مخالفت میں غم وغصہ کھانا پڑیگا آزادی کی شراب اور اس کا نشہ ہرگز نہیں مل سکتا جو بات عام ہو گئی ہے اور ہر طبقہ نے اس کو قبول کر لیا ہے اس کا اعتبار کس درجہ ہونا چاہئے معلوم ہے اب ایسے امر کا خلاف کرنا بجز اس شخص کے اور کسی کا کام نہیں جو شراب خوار بدحواس مسلوب العقل ہو جس کو کسی غم کی پرواہ نہ ہو۔ اول مصرعہ کسی غیر مقلد کے مذاق کے موافق ہے دوسرے مصرعہ میں اس کے رد کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ معنی پسند ہوں تو قبول فرمائیے ورنہ دوسرے معنی عرض کروں۔ مگر اس میں مقلدین اور تقلید کی مدح صاف نکلتی ہے جو مزاج عالی کے بہت ہی مخالف ہوگی وہ معنی یہ ہیں کہ مقلد کی نصیحت اس وجہ سے نہ سننا کہ سخن عام کا (جس کے ساتھ اس کی دلیل مذکور نہ ہو) اعتبار نہیں تو پھر شراب بھی پیو۔ اور غم آخرت بھی نہ کھاؤ۔ اگر مقلد کی نصیحت سنو گے تو غم آخرت کھانا پڑیگا۔ اور شراب نوشی ترک کرنی ہوگی۔ اور اگر شراب نوشی کرنی اور غم آخرت کو ترک کرنا ہے۔ تو مقلد کی نصیحت کو یہ کہہ کر نہ سنو۔ کہ یہ عامیانہ جاہلانہ باتیں ہیں ان کا کیا اعتبار ہے۔ حافظ صاحب ترک تقلید اور شراب نوشی اور غم آخرت وغیرہ نہ کھانے کو ایک درجہ میں فرماتے ہیں تو بتائیے کہ ان کے نزدیک تقلید کی فرضیت اور مقلد کی مدح ثابت ہوئی یا تقلید اور مقلدین کی مذمت ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش درنظر۔

چونکہ مجتہد وقت کے ساقط کلام ہے اس واسطے ہم نے بھی مجتہدانہ رنگ میں معنی بیان کر دئے ہیں امید ہے کہ مجتہد صاحب بھی پسند فرمائیں گے۔ جب اس میں تقلید نہیں تو ایک شعر کے معنی بیان کرنے میں تقلید کیوں ہوگی پہلے معنی میں دوسرا مصرعہ پہلے کا رد تھا اور دوسرے معنی میں پند مقلد مشنو کی دلیل ہے۔

پھر نمبر ۲۹ پر فرماتے ہیں۔ شیطان کا یہ فعل ترک تقلید نہ تھا۔ ترک تعمیل تھا۔ بہت اچھا یہ کہئے۔ نکلی ان یصطلح مگر ترک تعمیل کی وجہ ترک تقلید ہی تھی یا اور کچھ ترک تقلید کی تعریف بھی

یہاں صادق آتی یا نہیں۔ قول خداوندی کو بلا دلیل واجب التسلیم سمجھا یا نہیں پھر فرماتے ہیں "ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ جیسے شیر قالین اور شیر نیستان میں" بہت کم فرق بتایا یوں فرمایئے کہ اتنا فرق ہے کہ جیسا شیر پنجاب اور شیر نیستاں میں اگر یہ فرمایا جاوے۔ کہ ترک تقلید اور ترک تعمیل میں کیا نسبت ہے۔ تو طلبہ بھی سمجھ لیں گے مگر نسبت ایسی نہ ہو۔ جیسا کہ عکس القضیہ بیان فرمایا تھا۔ پھر فرماتے ہیں

"ہاں مولانا آپ تو فرماتے ہیں کہ شیطان نے ترک تقلید کی بنیاد رکھی۔ مگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اول من قاس ابلیس (علام ابن قیم) یعنی مذہب میں سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا شیطان کا مذہب کیا تھا۔ کیا یہ راز و نیاز کی باتیں مقلدین کو بھی معلوم ہو سکتی ہیں۔ میرے دوست آپ دونوں بزرگوں (مولانا مرتضیٰ حسن اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ) میں سے ہم کم علم کس کو سچا جانیں اسی طرح ہر جگہ دریافت فرمالیا کریں۔ تو نہ غلط بات کہنی پڑے۔ نہ ندامت اٹھانی۔ آپ دونوں کو سچا جانیں اس میں تعارض کیا ہے جو سوال کی نوبت آئے شیطان نے اول ترک تقلید کی اور پھر اس کی وجہ سے پہلے قیاس بمقابلہ نص کیا قیاس کرنے کی وجہ ترک تقلید ہوئی مطلقاً قیاس سب سے پہلے ملائکہ نے کیا اور ترک تقلید کی وجہ سے کافر و مرتد ہو کر سب سے پہلے ملائکہ نے کیا اور ترک تقلید کی وجہ سے کافر و مرتد ہو کر سب سے پہلے نص کے مقابلہ میں قیاس کرنیوالا شیطان ہے پھر یہ لکھنا کہ مشو در بھنگ وغیرہ سے بھی رد پور میں آئی ہیں۔ وغیرہ کا لفظ چودہویں صدی کے مجتہد کا اجتہاد بے بنیاد ہے۔ جس کو پہلے عرض کر چکا ہوں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ۔ جس پر مدارس کے طلبہ ہنستے ہیں اور ہم مراسم دیرینہ اور محبت قدیمہ میں مارے ترحم کے سر نیچے ہیں کیوں ع نہ کرا منزلت ماند نہ مہ را۔ یہ طلبا وہی ہوں گے جو اجتہاد کے کورس پڑھتے ہوں گے جب مجتہد العصر ہی کی فہم عالی سے یہ مضمون بالا ہے تو بیچارے طلبہ تو کس شمار میں ہیں اگر طلبہ کی سمجھ میں بندہ کا کلام نہ آوے تو وہ بیچارے معذور ہیں۔ وہ ہنسیں یا اپنی سمجھ پر روئیں مگر ماتم جب ہوگا۔ کہ جب مجتہد العصر کا یہ مضمون دیکھ کر علماء وقت یہ فرمادیں گے سہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں شوافع وغیرہ کی تقریریں دیکھ کر محض نقالی کے طور پر اجتہاد کے نعرہ بلند تھے۔ مگر اب معلوم ہو گیا کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی ذہن رسا چلتا ہی نہیں اور وہ بھی تقلید کے مسئلہ میں جو نہایت ہی صاف اور منجھ چکا تھا سہ عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

جب اس مسئلہ کے متعلقات میں یہ حال ہے تو اوروں میں کیا ہوگا۔ ابھی تو تمہید التنقید کا جواب باقی ہے پوری کیفیت تو خدا چاہے اس کے بعد کھلے گی اللھم استر بسترک الجمیل اللھم لا تھتک عنا سترک

پندرہ ذی الحجہ ۵۲ھ کے اہلحدیث میں آپ نے تنقید کا نمبر ۵ شائع فرمایا ہے اسکی بھی لفظ بلفظ تردید ملاحظہ فرمائیے

مجتہد پنجاب کا غلط الزام حوالہ کا مطالبہ

مجتہد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اہلحدیث پر کئی ایک سوال کئے ہیں نہ صرف سوال بلکہ بہت سخت لہجہ میں اہلحدیث کو بدنام کرنے کی سعی ہے اسلئے جواب کی ضرورت ہوئی۔ کیا مہربانی فرماکر بتلا سکتے ہیں کہ وہ سخت لہجہ کیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو میں اس لہجہ کو ضرور بدل دوں گا اور اگر غیر مقلدین کے خلاف جو لہجہ بھی ہو۔ وہ سخت ہی معلوم ہو۔ تو اس مرض کی دوا بندہ کے پاس نہیں کسی غیر جانب دار سے دریافت فرمانا چاہئے۔ کہ لہجہ کس کا سخت ہے کیا یہ بھی بتایا جائیگا کہ اہلحدیث پر کیا بے جا الزام لگایا ہے جس کی وجہ سے ان کو بدنام کرنے کی سعی کی گئی اور آپ کو جواب دینے کی ضرورت ہوئی۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو جناب نے کس چیز کا جواب دیا۔ یا الزامات کو اور مضبوط کردیا۔ غیر مقلدین جو آپ کے پاس غصہ کے خطوط لکھتے ہیں۔ وہ مجھ پر غصے نہیں ہیں بلکہ درحقیقت آپ ہی پر غصے ہیں۔ کہ آپ کوئی بات ہی معقول نہیں لکھتے۔

مجتہد صاحب کی بیخبری یا تغافل

نمبر ۲ میں فرماتے ہیں۔ معلوم نہیں۔ آپ شیطان پر اتنی نظر عنایت کیوں رکھتے ہیں کہ اس کو بجائے خارج از اسلام کہنے کے اسلامی فرقوں میں شمار کرتے ہیں

میں نے شیطان کو مقلد تو نہیں کہا۔ غیر مقلد ہی کہا ہے پھر وہ اسلامی فرقوں میں کیسے داخل ہوگیا۔ کیا غیر مقلدین میں بابی بہائی مرزائی نیچری اہل قرآن آپ سب داخل نہیں پھر غیر مقلد کہنے سے مسلمان ہونا کیسے لازم آئے گا۔ تعجب ہے کہ مقلدین میں تو آپ کے یہاں مشرکین تک داخل ہیں بلکہ مقلدین سب کے سب مشرک ہی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے مقابلہ میں غیر مقلدین اپنے کو موحدین کہتے ہیں۔ پھر غیر مقلدوں میں ایک شیطان کے داخل ہونے سے مزاج اقدس کیوں اسقدر برہم ہوگیا دارالعلوم دیوبند کے نور الانوار حسامی وغیرہ پڑھنے والے بھی جو کہیں گے وہ تو مجھے معلوم ہے۔ مگر مجھے تو یہ معلوم کرنا تھا۔ کہ تبرائی غیر مقلدوں کے رأس رئیس کیا فرمائیں گے لیکن افسوس ہے کہ دیوبند کے اصول الشاشی پڑھنے والوں کے برابر بھی نہ فرمایا۔ رئیس المجتہدین کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب شیطان کو سجدہ کا حکم ہوا تھا۔ اس وقت وہ مومن تھا یا کافر اور کافر ہوا۔ تو ترک تقلید کی وجہ سے یا ترک سجدہ کی وجہ سے پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ شیطان نے ترک تقلید نہیں کیا۔ بلکہ ترک اطاعت کیا۔ ہم بھی بتا چکے ہیں کہ شیطان کی ترک اطاعت کا باعث ترک تقلید ہی ہوئی اور ترک تقلید ہی کی وجہ سے وہ کافر ہوا۔ اگر وہ ترک تقلید نہ کرتا۔ گو ترک اطاعت کرتا۔ مگر کافر نہ ہوتا۔ چنانچہ بہت سے مسلمان ترک طاعت کرتے ہیں اور نافرمانی ہیں مگر کافر نہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔ یہ بھی بتا چکے ہیں کہ شیطان نے

اس ترک میں ظلم کیا کہ بمقابلہ نص قیاس کیا قیاس کیا۔ مگر کیوں ترک تقلید کی وجہ سے ماون ترک تقلید ہونی جس کی بنا پر قیاس بمقابلہ نص کیا۔ پھر ترک اطاعت کی۔ اگر تقلید کو فرض سمجھتا۔ تو نہ قیاس کرتا نہ ترک اطاعت یہ ساری خرابی ترک تقلید ہی کی ہے۔ نہ معلوم مجتہد صاحب کو شیطان کی کیا پاسداری ہے کہ اس لفظ کو سننا نہیں چاہتے کہ شیطان نے ترک تقلید کی۔" اس لئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے پہلے دین میں شیطان نے قیاس کیا تھا۔" جی ہاں قیاس کیا تھا۔ مگر ترک تقلید کی وجہ سے اور اس سے پہلے ملائکہ نے قیاس کیا تھا مگر غلطی کی وجہ سے اسی وجہ سے بعد میں جب ان کو اشارۃً تقلید کی فرضیت سمجھا دی گئی۔ تو انہوں نے تو سجدہ کیا۔ اور شیطان نے نہ کیا۔" مولانا آپ جو شیطان کو بار بار غیر مقلد کہتے ہیں۔ تو کیا اس کے مقابلہ میں حضرت آدم علیہ السلام مقلد تھے" میں تو تمام ملائکہ کو بھی خدا کا مقلد سمجھتا ہوں اور آدم علیہ السلام اور جملہ انبیاء علیہم السلام کو بھی۔ اگرچہ ان پر لفظاً یہ اطلاق نہ ہو۔ چنانچہ اس امر کو اپنے پہلے مضمون میں بالصراحت عرض کر چکا ہوں کاش اگر آپ میرے تنقید کا جواب تحریر فرماتے تو آپ کو بھی یہی اقرار کرنا پڑتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اخبار الفقیہ نے اگر حنفی کہا ہے تو ہمیں اس کی عبارت معلوم نہیں۔ مگر بظاہر حنفی بایں معنی تو ہرگز نہ کہا ہوگا۔ کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ ہاں قرآن شریف میں جو ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا فرمایا ہے اس بنا پر حنفی کہہ دیا ہو۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ اطلاق صحیح نہیں۔

افسوس مجتہد صاحب طالب دلیل کو بھی نہیں جانتے

غیر اہم میں آپ فرماتے ہیں۔ "کہ نہیں معلوم شیطان ملعون کی اتنی حمایت کیوں ہو رہی ہے۔ کہ اس کو طالب دلیل کہا جاتا ہے"۔ اگر شیطان نے دلیل طلب نہیں کی تھی۔ تو اور کیا طلب کیا تھا۔ میں نے یہ کب عرض کیا ہے۔ کہ وہاں واقع میں دلیل موجود نہ تھی یا اس پر اطاعت واجب نہ تھی۔ یا اس ملعون کا قیاس بمقابلہ نص صحیح تھا۔ اس کو تو آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ شیطان نے نص کے مقابلہ پر قیاس کیا تھا۔ "کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ کیونکہ میں آگ سے ہوں۔ اور یہ آدم مٹی سے ہے۔ مٹی سے آگ بہتر ہے۔ لہٰذا میں اس کو سجدہ نہیں کرونگا کیونکہ میں اس سے اچھا ہوں" اس دلیل کا حاصل اگر خدا وند عالم سے دلیل طلب کرنا نہ تھا۔ تو اور کیا تھا پھر جب شیطان کو طالب دلیل کہا جاتا ہے۔ تو آپ غصہ کیوں ہوتے ہیں۔ اس مجتہدانہ کلام کو کوئی بترائی غیر مقلد سمجھے تو سمجھے مقلدین تو اس گورکھ دھندے کو نہیں سمجھ سکتے آپ کے کلام میں اس قدر تناقض اور سخافت ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔

شیطان کو غیر مقلد کہا جائے تو مخالفین سلام کی تائید کیا ہوتی ہے | اصل وجہ انکار تو اس کا بمقابلہ نص

کے قیاس تھا۔ آپ اسے طلب دلیل کہیں تو مخالفین اسلام کی تائید ہے یا نہیں۔ بڑھیو ابچارے سمجھانے سے تو آپ کے مجتہد نہ مانیں گے آپ ہی سمجھا دیجئے کہ پہلے قیاس تھا یا انکار ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ انکار کی وجہ سے قیاس کیا اگر وہ حکم خدا بندی کو بجان وچرا قابل عمل ہونے کا انکار نہ کرتا تو قیاس بھی نہ کرتا۔ قیاس کی وجہ سے انکار نہیں بلکہ انکار کی وجہ سے قیاس ہے۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قیاس کو طلب دلیل کہیں تو مخالفین اسلام کی اس میں کیا تائید ہوگی

تائید تو جب ہوتی کہ جب اس طلب دلیل کو حق کہا جاتا اور جب اس طلب دلیل کا مبنی باطل اور فاسد ہے۔ تو اسلام کی اس میں تائید ہوتی یا مخالفت۔ ہاں اگر یہ مراد ہے کہ شیطان کو غیر مقلد کہنے سے اس جماعت کی تعداد زیادہ ہو جائے گی جو درحقیقت مخالف اسلام ہے تو یہ معنی تو صحیح ہیں مگر غیر مقلدین سے پھر آپ نمٹیں۔

لیکھرام نے اگر ابلیس کو موحد کہا ہے تو اس کا جواب ہمارے ذمہ نہیں بلکہ آپ کے ذمہ ہے کیونکہ جملہ غیر مقلد اپنے کو موحد ہی کہتے ہیں آپ بھی غیر مقلدوں کو موحد ہی کہتے ہیں آریہ غیر مقلد بھی صرف اپنے ہی کو موحد کہتے ہیں پھر اسکی کیا وجہ کہ غیر مقلدوں کے گروگھنٹال ابلیس کو وہ موحد نہ کہیں سے

هر فتنه که مے خیزد از کوئے تو مے خیزد

یہ تمام کرشمے عدم تقلید کے ہی ہیں لیکھرام اور جملہ غیر مقلدین اور خود ابلیس نے اپنے کو موحد سمجھا مگر ترک تقلید کی وجہ سے اگرچہ ابلیس اور اس کے حامی اسکو موحد کہیں مگر وہ کافر اور مرتد ضرور ہے بقول لے مجتہد کیا موحد اور کافر جمع نہیں ہو سکتے کیا ایک شخص موحد اور غیر مقلد نہیں ہو سکتا مرزائی۔ بابی۔ بہائی بلکہ تمام آریہ خدا کو ایک مانتے ہیں اور کافر بھی ہیں پھر اگر شیطان خدا کے حکم کو بے دلیل واجب التعمیل نہ جاننے کی وجہ سے طالب دلیل ہو۔ تو اس کے کافر اور ملعون ہونے میں کیا تردد ہے۔ چونکہ غیر مقلدین مقلدین کے مقابلہ میں اپنے کو محقق لکھتے ہیں۔ یہاں بھی آپ اس کہنے سے چونکے کہ اگر شیطان کو طالب دلیل کہا جائے گا تو اس کا محقق صادق ہونا لازم آئیگا۔ ترک تقلید کی وجہ سے طلب دلیل اگر آپ کی اصطلاح میں محقق ہونے کو مستلزم ہے تو صادق کا اضافہ غلط ہے بلکہ یہ محقق کاذب ہوگا ورنہ کہنا پڑیگا۔ کہ کل کو اگر کوئی دہریہ وجود باری تعالیٰ پر دلیل طلب کرے گا۔ تو اس کو بھی آپ محقق صادق ہی کہیں گے پھر آپ فرماتے ہیں۔ کچھ بھی ہو قرآن کا خلاف ہو جائے۔ حدیث چھوٹ جائے مگر شیطان کسی طرح غیر مقلد بن جائے۔ آج ایک اتنا بڑا مجتہد ذرا سی بات میں حیران ہے خدا کی قدرت ہے کہ اس علم وفضل پر دعوی اجتہاد ہے کل تو بدعتیوں اور مشرکوں کے غیر مقلد ہونے

پر ملاے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور جن لوگوں کو خود مشرک کہتے ہیں ان کو خود غیر مقلدین میں ملا کر کثرت تعداد پر خوش تھے کہ مقلدین کی تعداد کے مقابلہ میں ہماری تعداد بڑھ گئی مقلدین کی دلیل اتبعوا السواد الاعظم کا جواب ہو گیا اور مجھ کو منہ مانگا انعام دیتے تھے اور آج ہم نے شیطان کو مع ان کی بے شمار ذریت کے قرآن سے غیر مقلدوں کو بے انعام دے دیا تو بجائے شکریہ کے ہم سے لڑنے کو تیار ہیں اور کسی طرح راضی ہی نہیں ہوتے۔

تبرائی غیر مقلدو! ہمیں آپ کے مجتہد مطلق سے تو اصلاً امید نہیں مگر ہاں آپ کے لئے اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس مضمون کو ایک مثال دے کر واضح کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے۔ کہ آمین بالجہر رفع یدین۔ قرات فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں دوسرے ائمہ اور مقلدین کی کتاب کے مضامین محض سرقہ اور نقالی کے طور پر بڑے زور شور سے بیان کر کے اپنا اجتہاد وعمل بالحدیث بیان کیا جاتا ہے۔ مگر جہاں پکی پکائی ہنڈیا نہیں ملتی وہاں بجز فاقہ کشی کے کچھ بھی نہیں بن پڑتا۔ کاش اگر شیخ الاسلام ابن تیمیہ وابن قیم وعلامہ شوکانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ بھی شیطان کے غیر مقلد ہونے کے بارہ میں کچھ کہہ جاتے تو آج دیکھتے کہ ہمارے مجتہد کا اجتہاد کس قدر زوروں پر تھا۔ مگر چونکہ مسئلہ ایسا ہے اس وجہ سے قافیہ تنگ ہے۔ قصیدہ کیا ایک شعر بھی نہیں بنتا۔ بس

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

دیگر مسائل اجتہادیہ کو بھی اس پر قیاس کر لو۔ اور صدق دل سے توبہ کر کے مقلد ہو جاؤ

شیطان کے واقعہ کی توضیح کے لئے ایک مثال

ایک بادشاہ نے اپنی رعایا میں سے ایک شخص کو جو بڑا عالم فاضل بمثل عابد و زاہد شریف النسب تھا اپنا مقرب بنا کر عزت قرب سے ممتاز فرمایا اس کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ فلاں ملک جو غیر آباد ہے اسکو آباد کر کے وہاں خلیفہ مقرر فرمانے اس ارادہ کو ارکان سلطنت پر ظاہر فرمایا چونکہ یہ ارادہ کوئی حکم نہ تھا بلکہ بظاہر مشورہ کی سی صورت تھی ارکان دولت نے عرض کیا کہ حضور ہم خدام آپ کے مطیع فرمانبردار ہیں اور وہ رعیت فتنہ پرداز مفسد وقتل وخونریزی کرنیوالی ہو گی کیا ایسے لوگوں سے اس ملک کو آباد فرمایئے گا نہ وہاں حکم تھا نہ یہاں خلاف تھا بلکہ وہاں بظاہر مشورہ کی صورت تھی اور یہاں صورت استفسار مگر آداب شاہی کے یہ بھی خلاف تھا۔ حکم ہوا کہ

رموز سلطنتِ خویش خسروان دانند

جو مصالح ہمارے پیش نظر ہیں وہ ان مفاسد سے کہیں زیادہ ہیں۔ بلکہ یہ مفاسد ہی وہاں مصالح کا رنگ بالعرض اختیار کریں گے۔ جن کو ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے گویا ہمیشہ کیلئے بتا دیا کہ ہماری

طرف سے جو اشارہ بھی ہو۔ تم کو بجز جی ہاں وحضور بجا اور تعمیل کے کوئی چارہ نہیں چونکہ ارکان میں
نہ بدنیتی تھی نہ تکبر اور نہ اپنے علم وفضل وورع شرافت نسبی پر غرہ ہمیشہ کے لئے سمجھ گئے۔ مگر وہ
مقرب بارگاہ سلطنت بدنصیب مغرور ومتکبر تھا جب ملک کے آباد کرنے کیلئے خلیفہ بنایا گیا تو ان
کی عزت وکرامت ظاہر کرنے کے لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہم اپنے خلیفہ کا جلوس نکالنا چاہتے ہیں۔ تم
سب اس کی گاڑی کو اپنے کاندھے پر رکھ کر کھینچو۔ اور بجائے کوچوان کے ساتھ ساتھ یہ مقرب بھی
گاڑی کو سر پر رکھ کر چلے تمام مقربین تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے تعمیل میں مصروف ہو گئے مگر یہ
بدبخت یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ بادشاہ کا وہی حکم قابل تعمیل ہے جو اس کی سمجھ میں آجائے۔ گو ہر حکم شاہی
کے قبول کرنے کو یہ دلیل موجود تھی کہ وہ ہر شئی کا علیم وخبیر وحکیم مطلق ہے اس کا ہر فعل عین حکمت ہے
وہ صاحب حق ہے اس کے سامنے وجہ دریافت کرنے کا کسی کو حق ہی نہیں اسکی شان لا یسئل
عما یفعل ہے مگر چونکہ اس کے نزدیک یہ دلیل کافی نہ تھی۔ تو اس وجہ سے یہ حکم شاہی اس کے
نزدیک بے دلیل ہوا یعنی جو دلیل واقعی تھی وہ بھی کلام میں مذکور نہ تھی اور نہ کوئی اور وجہ مذکور تھی
اس وجہ سے اس نے سمجھ لیا کہ یہ حکم بے دلیل قابل قبول نہیں یہ سمجھ کر اس نے تعمیل نہ کی اور جب بعد
میں اسے فرمایا گیا کہ تو نے تعمیل کیوں نہ کی تو عدم تعمیل کی وجہ بیان کی کہ میں اس سے اعلیٰ ہوں
اور وہ ادنیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ کی گاڑی نہیں کھینچ سکتا یہ حکم غیر معقول قابل قبول نہیں اس وجہ سے اس
کی تعمیل نہیں کی گئی یہ نہیں ہے کہ پہلے اس نے حکم کے مقابلہ میں دلیل بیان کی پھر انکار کیا پھر تعمیل
نہیں کی پہلے اس نے قول حاکم بے دلیل تسلیم کرنے کا انکار کیا۔ پھر اس کی وجہ سے عدم تعمیل کی۔ پھر
دریافت کرنے پر قیاس کیا۔ اور دلیل بیان کی یہ ایک صاف اور کھلی ہوئی بات ہے جسکو مجتہد پنجاب
نہیں سمجھتے یا سمجھ کر ازل کے ساتھی کو آج اس بیدردی سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں

مسئلہ کی مزید تفصیل

خداوند عالم نے شیطان کو سجدہ کا حکم دیا اس کے حکم کیساتھ دلیل ہے یا
نہیں اور ہر صورت میں تعمیل ہو یا نہ ہو تو کل چار صورتیں ہوئیں (۱) سجدہ کا حکم مدلل ہو اور تعمیل بھی ہو (۲) سجدہ
کا حکم مدلل ہو۔ اور تعمیل نہ ہو (۳) سجدہ کے حکم کے ساتھ دلیل مذکور نہ ہو۔ گو واقعہ میں دلیل ہو یا شیطان
اس دلیل کو غلط سمجھ کر غیر مدلل سمجھے اور تعمیل نہ ہو۔ (۴) حکم سجدہ غیر مدلل بہ تشریح مذکور ہو اور تعمیل نہ ہو
پہلی صورت میں مولوی صاحب خود اہل حدیث ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ صفحہ ۲ کالم ایک میں شیطان کا غیر مقلد
ہونا تسلیم کرتے ہیں دوسری صورت میں بندہ عرض کرتا ہے کہ شیطان غیر مقلد ہے کیونکہ جب حکم غیر مدلل
کو تسلیم نہ کرنا غیر مقلد ہونے کا باعث ہے تو جو حکم مدلل کو تسلیم نہ کرے وہ تو بڑا غیر مقلد ہوگا غور سے

ملاحظہ ہو۔ تقلید میں تسلیم القول بلا دلیل ہے یہ مفہوم ایجابی ہے اور اسکی نقیض عدم تسلیم القول بلا دلیل یعنی قول بلا دلیل کا تسلیم نہ کرنا یہ مفہوم سلبی ہے۔ اور مرقات پڑھنے والوں سے بھی مخفی نہیں کہ موجبہ کے لئے وجود موضوع کی ضرورت ہے اور سالبہ کے صدق کیلئے وجود موضوع کی ضرورت نہیں زید کاتب ہے جب سچا ہوگا کہ زید بھی ہو اور کاتب بھی اور زید کاتب نہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زید ہو۔ اور کاتب نہ ہو اور دوسرے یہ کہ زید ہی نہ ہو

زید مقلد ہے یہ جب سچا ہوگا کہ تسلیم بھی ہو اور قول بلا دلیل بھی ہو لیکن غیر مقلد ہے یا مقلد نہیں اس کے سچے ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ زید قول بلا دلیل کو تسلیم نہ کرے۔ بلکہ قول مدلل کو تسلیم کرے جو صورت اول اور مسلم ہے اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ زید تسلیم ہی نہ کرے۔ وہ قول بلا دلیل ہو یا مع الدلیل ہو شیطان نے نہ سجدہ کیا اور نہ قول خداوندی کو تسلیم کیا اختلاف صرف اس میں ہے کہ یہ قول مدلل ہے یا غیر مدلل۔ مدلل ہونے کی صورت میں بھی یہ صادق آتا ہے کہ قول بلا دلیل کو تسلیم نہیں کیا ثانی صورت میں اسوجہ سے کہ تسلیم نہیں اگرچہ قول بلا دلیل ہے اور اول صورت میں اس وجہ سے کہ تسلیم نہیں اگرچہ قول بلا دلیل ہے اور اول صورت میں اس وجہ سے کہ قول بھی بلا دلیل نہیں اور تسلیم بھی نہیں۔ یہاں عدم تسلیم کی صورت میں بھی عدم تقلید ہے کیونکہ موضوع یعنی تسلیم نہیں اور تسلیم کی صورت میں بھی عدم تقلید ہے۔ کیونکہ محمول یعنی قول بلا دلیل نہیں۔ عدم تسلیم قول بلا دلیل جو مفہوم عدم تقلید کا ہے دونوں صورتوں میں صادق آتا ہے اور چوتھی صورت کا حکم بھی عدم تقلید ہی ہے کیونکہ تسلیم نہیں

غرض پہلی صورت میں مولوی صاحب کے نزدیک غیر مقلد اور چوتھی صورت میں بھی وہ غیر مقلد ضرور کہینگے کیونکہ قول بلا دلیل کی تسلیم نہیں پائی گئی اب شیطان کے مقلد ہونے کی صرف ایک (۳) صورت تھی۔ جو باتفاق متحقق نہیں یعنی اس نے سجدہ نہ کیا اگر سجدہ کرتا اور کلام کو غیر مدلل مانتا تب مقلد ہو سکتا تھا۔ مگر یہ محال ہے مولوی صاحب کے نزدیک تو اسوجہ سے کہ کلام کو مدلل مانتے ہیں اور کلام مدلل کو تسلیم کرنے سے ان کے نزدیک غیر مقلد ہو جاتا ہے اور ہمارے نزدیک اس وجہ سے کہ تسلیم نہیں تو قصہ ختم ہو گیا

تبرائیوں کے مجتہد مطلق کے نزدیک شیطان کا مقلد ہونا محال ہے اگر شیطان ہے اور ضرور ہے تو غیر مقلد ہے۔ شاید بعض ناظرین کو اس تفصیل کے سمجھنے میں کچھ دقت ہو۔ ان کی سہولت کیلئے عرض ہے کہ مقلد ہونے کیلئے تسلیم قول ضروری ہے اور شیطان نے سجدہ باتفاق نہیں کیا لہذا وہ مقلد نہیں ہو سکتا غیر مقلد ہی ہوگا اب یہ بات کہ اگر سجدہ کرتا تو کیا ہوتا یہ علمی مسئلہ ہے مولوی صاحب کے نزدیک پھر بھی غیر مقلد ہی ہوتا

کیونکہ ان کے نزدیک یہ قول مدلل ہے اور قول مدلل کو تسلیم کرنا ان کے نزدیک غیر مقلد ہونے کا باعث ہے لہٰذا شیطان غیر مقلد ہے اور غیر مقلد ہی ہوتا ہے اس کا مقلد ہونا مولوی صاحب کے نزدیک بہر صورت محال ہے غیر مقلدوں کو مبارک ہو اتنا بڑا عالم فاضل مجتہد اور مجتہد بھی ایسا مجتہد کہ خداوند عالم کی بھی بے دلیل نہ مانی کسی امام کی تو کیا حقیقت ہے پھر اتنا بڑا تجربہ کار جس کی ثقلین میں نظیر ملنی دشوار اور ایسا قطعی غیر مقلد جس کا مقلد ہونا بھی محال ہے ہم نے بتا دیا جماعت بھی بے شمار بڑھ گئی جو بقول مولوی صاحب بدعتیوں سے کہیں زیادہ ہے اگر اب بھی ہمیں منہ مانگا انعام دیں تو بس یہی مانگتا ہوں کہ اس دعوی عالم فضیلت وحدیث وقرآن دانی چھوڑ دو اور ہماری طرح نادان ہو کر مقلد ہو جاؤ آپ کو اپنے علم و فضل کی حقیقت معلوم ہو جانی چاہئے کہ ادنی نادان مقلد کے سامنے کیا حالت ہے پھر کہاں آپ اور کہاں ائمہ مجتہدین سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک

شیطان کا غیر مقلد ہونا ایسا روشن ہو گیا ہے کہ غالباً مجتہد صاحب تو اس پر قلم نہ اٹھائیں اور اگر کچھ فرمائیں گے تو ہم خدا چاہے خوب اور توجہ سے اسکو سننے کیلئے حاضر ہیں مگر کوئی کام کی بات ہو

[illegible] ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ "غور کی ضرورت کیا ہے مدرسہ دیوبند میں اصول الشاشی پڑھنے والا لڑکا جواب دیگا اگر آپ ہم سے جواب چاہیں تو سنئے"۔ دیوبند کے مدرسہ کا اصول الشاشی پڑھنے والا تو خدا چاہے بے غور کئے بھی جواب دے گا مگر مجتہد صاحب غور کرنے اور مولوی فاضل ہونے اور تمام جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد بھی خدا چاہے جواب نہ دے سکیں گے۔ فرمائیے آپ کیا فرماتے ہیں ناظرین بھی غور سے سنیں

مجتہد پنجاب کے کلام میں لاحل تعارض

آپ فرماتے ہیں "وجوب نماز حکم ہے اور اقیموا الصلوٰۃ اس کی دلیل ہے" وجوب نماز جس کو آپ حکم کہتے ہیں یہ حکم تمام قرآن مجید میں کہیں موجود ہے تو بتا دو اب حاصل یہ ہوا کہ احکام قرآن مجید وحدیث میں مذکور نہیں صرف دلائل مذکور ہیں کیا یہ امر کوئی عاقل تسلیم کر سکتا ہے کہ دلیل تو اللہ تعالی بیان فرمائیں اور حکم اور دعوی کا پتہ ہی نہیں تمام عمر آپ نے ایسے ہی مناظرے کئے ہوں گے کہ دلائل بیان فرماتے ہوں گے اور حکم کا ذکر نہیں مجتہد صاحب ذرا سمجھ کر فرمائیے یہاں تو آپ اقیموا الصلوٰۃ کو دلیل بتاتے ہیں اور ۲ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کے اہلحدیث ص ۳ کالم ایک پر فرماتے ہیں "کیونکہ حکم مدلل ہے بے دلیل نہیں مدلل اسلئے کہ خود حاکم حکم دیتا ہے جس کی حاکمیت خود حکم کی دلیل ہے" اور اہل حدیث ۲ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ کالم ۲ و ۳ پر فرماتے ہیں "کیونکہ اللہ کے حکم کی دلیل خود اللہ کی ذات ہے اور رسول کے حکم کی دلیل اس کا وصف رسالت ہے"۔ ۱۲ ذیقعدہ کے اہلحدیث ص ۳ پر فرماتے ہیں۔ "دلیل چار قسم ہے قول خدا حدیث رسول الخ" دو عبارتیں تو یہ بتاتی ہیں کہ قول

خداوند تعالیٰ وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلیل ہے اور سب سے پہلی ۳ ذیقعدہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے دلائل اس کی ذات مقدسہ ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے دلائل آپ کا (صلی اللہ علیہ وسلم) وصف رسالت ہے اور ۲۴ ذیقعدہ کے اہلحدیث سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا وصف حاکمیت اس کے احکام کی دلیل ہے آپ کا بیان کیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی سے بھی زیادہ متعارض ہے ایک وہ مسئلہ جسکو دیوبند کے مدرسہ کا اصول الشاشی پڑھنے والا لڑکا بے سوچے بداہتہً بیان کرسکتا ہے مجتہد پنجاب تینوں سے غلطاں پیچاں ہیں مگر جواب نہیں بن پڑتا۔ یہ کہنا بر محل ہوگا (کہ چندیں سال اجتہاد کردی و دلیل و حکم را نشناختی) جب خداوند عالم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا وصف حاکمیت اور وصف رسالت ہی ان کے احکام کی دلیل ہے اور اسوجہ سے ان کا قول تسلیم کرنا قول بلا دلیل کی تسلیم نہیں بلکہ قول مدلل کے تسلیم کرنے کی وجہ سے تقلید نہیں ہے تو اس بنا پر تو چاہئے تھا۔ کہ قرآن وحدیث میں صرف احکام ہی احکام ہوتے اور دلیل ایک بھی نہ ہوتی پھر قرآن شریف اور حدیث کو احکام کہا جاتا نہ کہ دلائل۔ حالانکہ تمام دنیا ان کو دلائل کہتی ہے۔ یہ ایک ادنیٰ سوال تھا جسکو دفعی اصول الشاشی پڑھنے والا بھی بتادے مگر کہیں جواب دے سکتا تو مجتہد پنجاب اعتراض تو بجالہ باقی رہا۔ ایک تعارض آپ کے کلام میں اور ہو گیا اس کا جواب مرحمت ہو

مجتہد پنجاب سے ایک سوال

اگر خداوند عالم کی ذات یا اس کا وصف حاکمیت یا رسول کا وصف رسالت دلیل ہے تو قرآن وحدیث دلیل نہ رہے یا احکام ہوئے حالانکہ یہ خلاف تسلیم ہے اور اگر قرآن وحدیث دلائل ہیں تو قرآن وحدیث میں احکام نہ ہوئے اور یہ بھی باطل ہے کیونکہ وہ احکام مذکورہ کہاں ہیں اور اگر قرآن وحدیث میں احکام اور دلائل دونوں ہیں تو ان احکام کے دلائل وہ خود ہیں تو حکم اور دلیل کا ایک ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے اور اگر کوئی اور شے دلیل ہے تو اسے بتایا جائے اور اگر قرآن وحدیث میں صرف احکام ہی احکام ہیں دلائل کہیں مذکور نہیں تو پھر احکام قرآنی واحکام نبویہ کو تسلیم کرنا یہ تسلیم القول بلا دلیل ہو کر تقلید کا فرد ہو جائے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مومنین کا مقلد ہونا اور تمام امت کا مقلد رسول ہونا لازم آئیگا جسے آپ قبول فرما نہیں سکتے مولویصاحب مشورہ یہ ہے کہ آپ نے مجتہد بننے میں جلدی فرمائی کاش اگر مدرسہ میں اصول الشاشی۔ نور الانوار بھی سمجھ کر پڑھ لیتے۔ تو اس قدر دقت پیش نہ آتی ہمیں حیرت ہے ایسا تو ہم نہ جانتے تھے۔ کہ آپ نے بسم اللہ تو بسم اللہ اجتہاد کے کورس کی تو بھی اعوذ بھی صحیح نہیں کی معلوم ہوتی نہ معلوم آپ کو مجتہد ہونے کی سند کہاں سے ملی ہم اس مسئلہ کو بھی صاف بیان کر دیتے جیسا کہ شیطان کے غیر مقلد ہونے کو بیان کر دیا ہے مگر وہ مسئلہ

تو نیا تھا۔ اس وجہ سے رحم کھایا مگر قرآن وحدیث کا دلائل اسے تو دنیا جانتی ہے۔ لیکن آپ اسے بھی ثابت نہیں کر سکتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ کنور دلیپ سنگھ جج ہائی کورٹ پنجاب کی طرح آپ سے بھی عہدہ اجتہاد سے مستعفی ہونے کا متفقہ طور سے تمام غیر مقلدین مطالبہ نہ کریں۔

جواب تو بن نہیں پڑتا غریب مرتضیٰ پر غصہ ہوتے ہیں کبھی کبھی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے شعر پڑھ دیتے ہیں کہیں توضیح تلویح کی عبارت لکھ دیتے ہیں مولوی صاحب ان عبارتوں سے آپکو کیا غرض یہ ہماری کتابیں ہیں ان کا مطلب ہم جانیں آپ سے اگر ہو سکے تو مجتہدانہ رنگ میں کچھ فرمائیے۔ ورنہ سکوت اختیار کیجئے یہ تو صریح عجز ہے ؎

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ بیداد | نگاہیں جھک گئیں ان سے نہ کچھ جواب بنا

مجتہد پنجاب اور جملہ تبرائیوں کو واضح رہے کہ مرتضیٰ اور تمام العدل کی پارٹی اور جملہ احناف کا یہ دین و مذہب ہے کہ قرآن وحدیث میں احکام بھی ہیں اور دلائل بھی اور یہی تمام مذہب کی کتابوں میں بھرا پڑا ہے پھر ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم قرآن وحدیث کو دلیل نہیں سمجھتے یا اس کے منکر ہیں بہتان عظیم ہے بات صرف اس قدر ہے کہ مجتہد پنجاب اور تبرائیوں کی علمی قابلیت ان کے معتقدین پر ظاہر کرنی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے ائمہ مجتہدین کو چھوڑا ہے۔ ان کی علمی حالت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا دلیل ہونا بھی ثابت نہیں کر سکتے آپ فرماتے ہیں صاحب توضیح لکھتے ہیں جی ہاں لکھتے ہیں۔ پھر آپ کو کیا۔ الفاظ تو آپ نے نقل فرمادئے یہ بھی فرمادیجئے کہ معنی کس سے دریافت کریں۔ یہی تو دریافت کیا جاتا ہے۔ الرکن الاول فی الکتب کیسی دلیل ہے جس کا جواب ندارد۔ پھر فرماتے ہیں تقدیر کلام یوں ہے کہ نماز فرض ہے کیونکہ قرآن مجید میں صیغہ امر کا ہے اور اصل الامر للفرض ہے۔ مہربانی فرماکر یہ فرما دیجئے۔ کہ یہ اقیموا الصلوٰۃ کا ترجمہ کس زبان میں ہے اور جب اس قدر کلام مقدر کرنا پڑا تو دلیل صرف اقیموا الصلوٰۃ کیسے ہوئی۔ غور سے نہیں نہیں بے غور جواب دیجئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا نیا طرز استدلال

یہ بھی فرمائیے کہ یہ تقدیر کلام کیسے ہوئی۔ آپ کے نزدیک تو یوں ہونا چاہئے کہ نماز فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ روزہ فرض ہے کیونکہ اللہ ہو کی ذات۔ قرات فاتحہ خلف الامام فرض ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف رسالت یا تقدیر یوں ہونی چاہئے تھی نماز فرض ہے کیونکہ خدا کی حاکمیت نے مجتہد کے نئے طریقہ استدلال پر ایک تبرائی سو سو دفعہ بھی قرآن نہ ہو تو پھر کیا بات ہوتی ؎ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

یہ طرز استدلال کسی مجتہد کو سوجھا نہ مقلد کو ؎

تم پیروی قیس نہ فرہاد کرو گے | ہاں طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کرو گے
جب چھوڑ کے تقلید کو تم ہو گئے آزاد | ہے خوف کہ ایماں کو برباد کرو گے

پھر فرماتے ہیں

افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب قرآن و حدیث کا دلیل اور حجت ہونا ثابت نہیں کر سکتے

"شیخ سعدی تو متکلم و مناظر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اتنے پر کفایت کی ہم تو اسی پر بس نہ کریں گے۔ بلکہ قرآن شریف کو شرعی دلیل بنوا کر چھوڑیں گے" خداوہ دن کرے کہ آپ کو اس کی توفیق ہو۔ اور آپ قرآن شریف کو شرعی دلیل ثابت کر سکیں مگر چونکہ توضیح اور مسلم الثبوت کی عبارت نہ لکھا یہ تو مجتہدانہ رنگ نہیں اجتہاد کے تھیلے میں کچھ ہو۔ تو اسے نکال کر پیش کیجئے مولوی صاحب آفرین ہے آپکی ہمت پر اس گفتگو کے بعد بھی آپ اپنے کو مناظر و متکلم ہی خیال کرتے ہیں اب تو مشورہ یہی ہے کہ اگر ہو سکے تو برائے چندے دیوبند تشریف لائیے اور پھر نئے سرے سے مجتہد ہونے کی بنا ڈالئے سہ ایں ولایت بے نہایت زرخیست

پھر بھی اگر رہ گئی ہو کچھ کسر | ہمت مرداں مدد خدا

نہ بندہ نے ائمہ کو غیر عاقل کہا نہ ان کے مسلمات سے انکار کیا نہ ان سے جی چرایا میں تو ان ہی کا مقلد ہوں پھر ان کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا میرا اعتراض تو آپ سے ہے کہ آپ بھی کچھ سمجھے ہیں یا نہیں اگر کل کو کوئی آپ سے دریافت کرنے لگا کہ مولوی صاحب آپ نے آریوں سے بڑے مناظرے کئے ہیں اور آپ کو اور آپ کی جماعت کو اس پر بڑا فخر ہے قرآن شریف منزل من اللہ ہونے کی دلیل تو بیان فرمائیے آپ سے کوئی صورت تو بن نہ پڑی۔ نور الانوار توضیح تلویح وغیرہ کے حوالے اسکے سامنے پڑھ پڑھ کر سنائے جائیں اور وہ اعتراض کرے کہ میری غرض تو عقلی دلیل سے ہے تو اسے فرمائیے کہ تو ائمہ فن کو غیر عاقل کہتا ہے ان کے مسلمات سے انکار کرتا ہے ان سے جی چراتا ہے آپ اپنے منصب کو لحاظ فرما کر تحریر کیجئے ورنہ معتقدین پر اثر اچھا نہ ہوگا۔

پھر ایک لطیفہ تحریر فرماتے ہیں۔ "علمائے اصول نے لکھا ہے فالادلۃ الاربعۃ انما یتوصل بہا المجتہد لا المقلد واقعی بالکل صحیح لکھا ہے قرآن و حدیث سے استدلال انہی کا کام ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک غیر مقلد مجتہد نے کس قدر کوشش کی آج تک دلیل اور حکم کا بھی پتہ نہ لگا۔ اور قرآن و حدیث کی حجت بھی ثابت نہ کر سکا پھر فرماتے ہیں" مولا مرتضی بلکہ تمام العدل کی یا بلکہ جملہ احناف چونکہ مقلد ہیں اسلئے بقول علماء اصول قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ نہیں سکتے غالباً اسی لئے انہوں نے قرآن کے دلیل ہونے سے انکار کر دیا۔ مانا جس طرح اس سے بے نصیب ہیں۔ دوسرے بھی محجوب رہیں

ہوتا تھا۔ کہاں قرآن وحدیث کے نام سے جامہ پھٹتا ہے۔ اور اصول کے علماء کی پناہ لی جاتی ہے۔
اما المسائل فلا تنفر۔ آپ اس کا بھی حوصلہ نکال لیجئے علماء اصول اور تقلید کی حرمت کے دلائل بیان فرمائیں کیا وہ بھی مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کہ ان کو اپنے مدعیٰ اور دلیل کا بھی پتہ نہ ہو وہ خود مقلد ہو کر تقلید کی حرمت پر دلائل قائم فرمائیں گے آپ نے علم اصول کس استاد سے پڑھا ہے یہ بھی دل کا حوصلہ نکال لو۔ مگر دلیل کی صحت کے آپ ذمہ دار ہوں گے ورنہ یہ اقرار کرنا ہوگا کہ اجتہاد اور غیر مقلدی سے توبہ ہے۔ دلیل صرف مقلدانہ رنگ میں پیش کی جاتی ہے مولوی صاحب ابھی سے آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں

؎ مضطرب کیوں پہلی ہی منزل میں ہے
تجھ کو کرنے ہیں ہزاروں دشت طے

آگے فرماتے ہیں۔ بہر حال ہم سے پوچھیں تو ہم صاف لفظوں میں کہتے ہیں۔ کہ قرآن وحدیث میں نہ تقلید کا حکم آیا ہے نہ لفظ جو کوئی فرض واجب کہہ کر اس کو داخل شریعت کرتا ہے وہ شرع میں ایک زائد چیز کو داخل کرتا ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان

مولوی ثناء اللہ صاحب کی حالت زار پر اظہار افسوس

جب قرآن وحدیث میں نہ لفظ آیا نہ حکم تو پھر تقلید کو واجب مباح حرام کفر شرک کہاں سے کہا جاتا ہے۔ کیا یہ احکام وید میں ہیں یا مرزا صاحب کی وحی میں۔ یہ تو ایسی فرما دی۔ کہ تبرائیوں کے گھر گھر اگر ماتم ہو تو تعجب نہیں جو تقلید کو فرض واجب کہے وہ تو قرآن وحدیث سے دلیل بیان فرمائے۔ اور جو حرام وکفر وشرک کہے وہ ذمہ دار نہیں۔ جب تقلید کا قرآن شریف وحدیث میں ذکر ہی نہیں۔ تو تقلید کو حرام وشرک وکفر کہنے والا وہ شرع میں ایک زائد چیز کو داخل کر کے ذمہ دار نہ ہوگا ؎ قربان آں خدائے پاک بام در ہوائے

فرمایئے اس تہافت اور تساقط کا کوئی ٹھکانا بھی ہے

مولوی صاحب سے ایک رفع تعارض کا مطالبہ

آپ تو مجھ پر لکیلا یعلم بعد علم شیئا پڑھتے تھے فرمایئے اب اس کا مصداق کون ہوا کل تقلید کو واجب مباح حرام بدعت شرک فرمایا تھا۔ آج فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید وحدیث میں نہ تقلید کا لفظ نہ حکم۔ تبرائیو ہم تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ ہی مجتہد صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ کہ کہاں تو تقلید کی حرمت اور کفر وشرک ہونے پر قرآن شریف کی آیات پڑھی جاتی تھیں اور کہاں آج قرآن شریف میں کہیں ذکر ہی نہیں اس اندھیر کا کہیں ٹھکانا ہے ؎ اے تبرائیو مولوی ثناء اللہ صاحب پر خفا نہ ہونا۔ وہ کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں بھلا اگر ان سے اچھی باتیں وہ کر سکتے تو ایسی کیوں کرتے۔ بس جو کچھ وہ کر سکتے ہیں انہوں نے کیا۔ آپ لوگوں کو پسند ہوں یا نہ ہوں۔ اگر یہ باتیں پسند نہیں۔ تو علاج یہی ہے۔ کہ غیر مقلدی سے

تو ہر کے مقلد ہو جاؤ۔ بس تمانت یاجی یاد راگ بوجھا۔ ترکی تمام شدہ دیکھنا ہے کہ بارگاہ اجتہاد سے اس کا کیا جواب مرحمت ہوتا ہے اچھی تنقید ہوئی کہ لینے کے دینے پڑ گئے۔ مقلدین کو بہت دھمکایا جاتا تھا آج معلوم ہو گیا کہ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اگر غیر مقلدین تقلید کو بدعت و شرک و حرام و واجب مباح کہہ کر جنت میں جائیں گے تو مقلدین آگے ہوں گے اور اگر مقلدین تقلید کو واجب فرض کہہ کر جہنم میں جائیں گے تو جہنم میں پہلا دھکا غیر مقلدوں کو دیا جائے گا۔ ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت۔ جب یہ ہے تو پھر دنیا میں غیر مقلد ہو کر کیوں تفریق کے باعث ہوتے ہو۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے مقلدین تو مولوی ثناء اللہ صاحب کا دامن پکڑ کر کہدیں گے کہ انہوں نے تقلید کو واجب اور مباح کہا تھا۔ مگر غیر مقلد تقلید کو حرام و شرک کہہ کر کس کی طرف اشارہ کریں گے شاید یہ کہیں ؎

ہمہ شہر پر ز خوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نکند بجس نگاہے

دونوں طرف سے دعوی مجتہد صاحب پر ہی ہو گا۔ اچھی تنقید فرمائی۔ ایک بات اور فرما دیجئے کہ سوال تو یہ تھا کہ تقلید کی حرمت پر قرآن وحدیث سے مجتہدانہ رنگ میں دلیل بیان فرما دیجئے! اور جواب یہ ملتا ہے کہ جو کوئی فرض واجب کہہ کر داخل شریعت کرے وہ ذمہ دار ہے۔ سوال از آسماں جواب از ریسماں ہوا یا نہیں بغور جواب دیا جائے کیا مناظرہ میں بھی کوئی نیا اجتہاد ہوا ہے ؎

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہاں طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

جو آپ نے لکھا تھا اسے ہاتھ کر کے دکھا دیا یعنی جنون ہے تو خیر اخیر کرے ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا نمبر ۳ میں گویا وہ لاجواب بات فرمائی ہے کہ تبرائیوں کے گھر میں بھی گھی کے چراغ جل گئے ہوں گے مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ میبذی صدرا وغیرہ پڑھ کر فلسفہ کی تردید کی جاتی ہے منطق پڑھ کر افلاں ارسطو حکماء یونان نیز بخاری شریف پڑھ کر محدثین اور تلویح جلالین بیضاوی وغیرہ کتب شافعیہ پڑھ پڑھا کر شوافع کا رد کیا جاتا ہے تو تقی ہنڈیا کو کھا کر کشتی میں چھید کیا؟

ایک کالم میں اسی مضمون کو لکھا ہے۔ واقعی اب تو ہمیں بھی آپ کی حالت زار پر رحم آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تنقید کو بے مشورہ لکھنا شروع کر دیا۔ بندہ نے تو یہ عرض کیا تھا کہ ہمیں معلوم ہے عدم تقلید کی جو حقیقت ہے رات کو فتح القدیر فتح الباری عینی وغیرہ شروح دیکھیں اور صبح کو تقلید کو حرام کہا جاتا ہے اور بیان وہی کیا جاتا ہے۔ جو مقلدین نے کہا ہے ہم تو اس کو نمک حرامی سمجھتے ہیں کہ جو آدمی جس ہنڈیا میں کھائے اسی میں چھید کرے لکھا ایک مضمون کو دیکھ کر اس کا نام نہ لینا اور اپنی طرف منسوب کر کے مجتہد بننا اور یہ فرمانا کہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ان مضامین کو قرآن وحدیث سے نکالا ہے

ان کا نام نہ لینا بلکہ اس کو حرام اور شرک کہنا یہ تو بے شک نمکحرامی ہے اور کہاں کسی مضمون پر اعتراض کرنا
ہم لوگ تو میبذی اور صدرا اور افلاطون ارسطو صاحب تلویح وجلالین و بیضاوی و بخاری کے قول کو
ان کی طرف منسوب کرکے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو نمکحرامی نہ ہوئی نمکحرامی تو جب ہوتی کہ کہتے تو
وہی جو ان لوگوں نے کہا ہے۔ مگر ظاہر یہ کرتے کہ ان مسائل کو ہم نے نکالا ہے۔ ان مضامین کو ان کے اصلی
نکالنے والوں کی طرف نسبت نہ کرتے اور اس کو چھپاتے۔ آپ بھی اگر ائمہ مجتہدین کے اقوال کو اور محدثین
وشراح حدیث نے اور فقہا نے جو مسائل نکالے ہیں ان کو منسوب تو انہیں کی طرف کرتے اور پھر یہ فرماتے
کہ یہ بات تو ان کی جانتے ہیں اور اس پر یہ اعتراض ہے تو یہ نمکحرامی نہ ہوتی آپ کے یہاں تو غضب یہ ہے
کہ کسی امام کا نام لینا جرم میں داخل ہے۔ تمام مسائل گویا آپ ہی کے نکالے ہوئے ہیں یہی وہ نمکحرامی ہے
جس کو بندہ نے بیان کیا ہے اور جس کا جواب خدا چاہے قیامت تک ناممکن ہے۔

بندہ نے یہ بھی تو عرض کیا تھا۔ کہ جو بات اول کسی مجتہد نے نکالی ہے اور اس کے دلائل بھی مذکور ہیں
اگرچہ وہ دلائل ہماری سمجھ میں آجائیں اور ہم اسے پسند بھی کرلیں مگر اس مسئلہ کا نکالنے والا وہی کہا جائیگا
دوسرے لوگ ان اقوال کے نقل کرنیوالے ہوں گے ان کو اس امر کا مجتہد نہیں کہیں گے بات تو اس کی
ہو۔ اور منسوب اپنی طرف کرنا یہ نمکحرامی ہے فرمائیے نمکحرام کون ہوا۔ این گنا ہیست کہ در شہر شما نیز کنند
پھر فرماتے ہیں "معلوم نہیں آپ کا ہمنشین صفر غیر مقلد کون تھا جس کے سامنے آپ نے اتنی طویل
تقریر فرمائی اور بیچارہ چپ ہوگیا غالباً شیخ سعدی مرحوم نے جواب دینے سے اسے منع کیا ہوگا"؟
اگر ذہول کا وقت نہ آیا ہو اور لکیلا یعلم بعد علم شیئا کا مصداق نہ ہوا ہو۔ تو
غور فرمائیے کہیں آپ ہی نہ ہوں۔ رہی یہ بات کہ اس وقت جواب کیوں نہ دیا تھا۔ اس وقت فاصنع
ماشئت کا مرتبہ نہیں ملا تھا۔ تازہ تازہ دار العلوم سے فارغ ہو کر نکلے تھے۔ کتابیں کچھ تو یاد ہوں گی
اساتذہ کا فیض شامل حال تھا کاش اگر اسوقت بھی شیخ سعدی مرحوم کے فرمانے پر عمل فرماتے۔ تو یہ
ندامت نہ اٹھانی پڑتی۔ شیخ سعدی مرحوم فرماتے ہیں۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن — کہ جاہا سپر باید انداختن

اس وقت شیخ صاحب کی تقلید فرمائی تو اچھا ہے اس وقت اجتہاد کے نشہ میں جواب تحریر فرمایا
تو ہم تو کچھ نہیں عرض کرتے اپنے بھائیوں ہی سے دریافت فرمائیے کہ وہ نمکحرام کس کو بتاتے ہیں۔
نمبر۲۹ میں جو ارشاد فرمایا ہے۔ وہ بھی اسی نولکشوری مطبع کا چھپا ہوا ہے جس کا پہلا تھا۔
بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

مطلب تو یہ ہے کہ جیسے نحو میر و صرف میر کے ساتھ ہی ساتھ اجتہاد بھی مل جاتا ہے قرآن شریف و بخاری شریف کا صرف ترجمہ ہی مجتہد بننے کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ ابھی آپ نے بھی قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی قابلیت یہی بیان فرمائی کہ حدیث سے کوئی حکم ثابت ہو جائے چاہے ترجمہ ہی میں دیکھا ہو۔ قرآن و حدیث سے مسائل استخراج اور ان پر عمل کرنے کے لئے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ تو جیسے قرآن و حدیث سے مسائل استخراج کرنے کے لئے بس ترجمہ معلوم ہو جانا چاہیئے اسی طرح علم ہیئت کے مسائل کے استخراج کیلئے تو صرف آسمان کی ضرورت ہے وہ سامنے موجود ہے علیٰ ہذا القیاس نحو و صرف کے مسائل معلوم ہونے کے لئے زبان عرب اس کے اشعار معلوم ہونے چاہئیں ترجمہ معلوم ہو جائے بڑے بڑے غیر مقلدین جیسے قرآن و حدیث پر مجتہدانہ عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان مسائل میں بھی دعویٰ نہیں ہوتا۔ کہ ہم خود ان مسائل کو آسمان اور کلام عرب سے استخراج کریں گے اور ائمہ فن کی تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے جب وہ چیز ہمارے پاس بھی موجود ہے جن سے انہوں نے مسائل نکالے تھے تو ہم ان کے محتاج کیوں ہوں

پہلے ائمہ فن نے تو بہت کچھ پڑھا تھا اور پھر بھی بدشواری لاکھوں میں ایک آدمی مجتہد ہوئے مگر اب وہ گفتگو ان برساتی مجتہدوں میں ہے۔ کہ جو دین میں تو نحو میر و صرف میر کے ساتھ مجتہد بنتے ہیں مگر اور علوم میں تمام عمر میں بھی اجتہاد کا نام لیتے ہوئے دم نکلتا ہے۔ فرمائیے اس شبہ کا جواب جناب نے کیا دیا یا اب کیا دے سکتے ہیں۔

مثال جناب نے غلط دی ہے صحیح یہ ہے کہ جو شخص انگریزی کی ایک دو کتاب پڑھ کر یہ کہنے لگے کہ مجھے وہ قابلیت ہو گئی ہے جو بی۔ اے والے کو ہوتی ہے مجھے امتحان کی ضرورت نہیں فقط ایک دو کتاب پڑھ لینا کافی ہے تو اس کو عاجز کرنے کو یہ کہا جائے۔ کہ تو انگریزی کا عالم تو کیا ہو گا۔ چمار کو سو دفعہ جوتہ سیتے دیکھا ہے میرا جوتہ تو گانٹھ دے۔ تو فرمائیے کہ اس مدعی کو شرمندہ ہونا چاہیئے۔ یا نہیں۔ بے پڑھے لکھوں کو جانے دیجئے۔ غیر مقلد علماء ہی کو پیش فرمائیے۔ کہ جیسے چند کتابیں پڑھ کر مجتہد ہونے کا دعویٰ ہوتا ہے اور فنون میں ماہر ہونے کے بھی مدعی کیوں نہیں ہوتے۔ وجہ یہی ہے۔ کہ دین میں فقہاء ائمہ مجتہدین نے پکی پکائی ہنڈیا دے دی۔ اس کو کھاتے اور غرّاتے اور نمک حرامی کو تیار ہیں۔ اور علوم میں یہ بات کہاں نصیب ہے۔ وہاں تو سمجھانے سے کتابوں کے مسائل بھی بدقت سمجھ میں آتے ہیں اور اجتہاد تو نصیب دشمناں ہے اور یہ فرمانا کہ پہلے مسلم مجتہدین میں سے کسی بزرگ نے یہ کام کئے ہیں جو آج یہ بیچارے ستم دیدہ غیر مقلدین سے طلب کرتے ہیں

ستم دیدہ غیر مقلدین کی تو خوب کہی حضرت اس گروہ مسکین کو جب اللہ تعالیٰ نے پر نہ دئے تب تو فتنہ و فساد کا

واقعی جس طرح سے قرآن وحدیث کو ائمہ مجتہدین نے سمجھا ہے اس سے تو ہم بے نصیب ہیں، اور جس طرح
سے غلط مطلب غیر مقلدین نے سمجھا ہے اس کے لئے دعا ہے کہ خدا محجوب رکھے۔ مگر باوجود نہ سمجھنے کے غیر مقلدین
سے خدا کے فضل وکرم سے بہت اچھا سمجھتے ہیں چنانچہ مشاہدہ ہے جس کے سامنے ائمہ مجتہدین ہیں وہ تو واقعی
اپنے کو علوم قرآنیہ سے بے نصیب سمجھتا ہے اور جو آپ جیسے مجتہدین سے مقابلہ کرے تو وہ اپنے کو استاذۃ
المجتہدین سمجھے تو بجا ہے۔ مقلدین خدا کے فضل سے سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ اور غیر مقلدین نہیں
سمجھتے اور سمجھتے ہیں کہ سمجھتے ہیں ؎

آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند — او اسپ خرد از گنبذ فیروزہ جہاند
وانکس کہ بداند و بداند کہ بداند — او نیز خر خویش بمنزل برساند
وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند — در جہل مرکب ابد الدہر بماند

یہ تیسرا درجہ حضرات مجتہدین غیر مقلدین کو مبارک ہو۔ اور اول درجہ مقلدین کو۔ ہم کو تو اپنا نادان ہونا
مسلم ہے پھر ہم اس پر جزبز کیوں ہوں، مگر بات یہ ہے۔ بڑے سے بڑا متمول بھی سلطان وقت کے سامنے اپنے
کو مفلس و نادار ہی جانتا ہے اور چوہے کو کہیں کتر یا ہلدی کی گرہ مل گئی تھی۔ اس نے بزازی کی دکان اور
پنساری کی آڑہت کا سائن بورڈ لگا دیا تھا۔ اپنی اپنی ہمت اور اپنا اپنا ظرف ہے۔

العدل میں جو عبارت رہ گئی ہے ناظرین اس کی تصحیح فرمالیں!!

حاشیۃ الحاشیہ ص۳۵ پر تحریر ہے "غالبًا سہو کاتب یا کبر راقم سے یہاں کوئی فقرہ رہ گیا ہے" (المجیب) واقعی کمال کا کون انکار کر سکتا ہے کاپی
ہی کا مقابلہ تو اچھا کرنا آتا ہے آگے العدل کا نام ہے۔ کاتب کی غلطی سے فقرہ رہ گیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے

"اور یہ تو کوئی عاقل بھی تجویز نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص کہے میرا تمہارے ذمہ ہزار روپیہ قرض
ہے مدعی علیہ کہے دلیل کیا ہے وہ کہے کہ یہی کہ میرا تمہارے ذمہ ہزار روپیہ قرض ہے"۔

(العدل ۱۷ مارچ ۲۷ء ص۳ کالم ۲)

عہ ۳۴ کا جواب عہ ۳۲ میں اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بھی بار بار عرض
کر چکا ہوں۔ کہ تقلید کا مفہوم صرف اسقدر نہیں ہے۔ کہ جس قول کی نفس الامر یا واقع میں دلیل نہ ہو۔ اس
کو قبول کیا جائے۔ یہ تقلید مذموم کی طرف ہے تقلید کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ جس قول کے تسلیم کرنے میں
دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ اگرچہ نفس الامر اور واقع میں اس کے تسلیم کرنے کے لئے دلیل ہو۔ بلکہ چاہئے کلام میں
بھی دلیل ہو۔ اس کا تسلیم کرنا بھی تقلید کہا جاتا ہے۔ اور ائمہ اربعہ کے تمام خواص و عوام اسی معنی کر مقلد ہیں
بلکہ اس کے علاوہ اور معنی بھی عرض کر چکا ہوں۔ تمہید التنقید کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اور جواب سے مشرف فرمائیے

تو پھر اور کچھ عرض کروں۔ اب اگر اجازت ہو تو یہ عرض کردوں۔ کہ چندیں سال غیر مقلدی کر دی مگر تقلید و عدم تقلید شخصی
نمبر ۲۴ کے متعلق عرض ہے کہ مسلم الثبوت وغیرہ کی عبارات بے محل تحریر فرمانے کی تکلیف کیوں فرماتے ہیں
بار بار عرض کر چکا ہوں کہ یہ مقلدانہ رنگ حضور کے مناسب نہیں اور مسلم الثبوت کی عبارت سمجھنے کا یہ طریقہ
نہیں یہ تو درس کی بات ہے۔ اگر جی چاہتا ہے تو پھر دار العلوم میں چند روز کے لئے قیام فرمائیے پھر خدا
چاہے یہ بے محل عبارت لکھنے کی جرأت نہ ہو گی۔ تقلید خداوند کریم جل وعلا شانہ کا عمومی حکم ہے اس میں عوام
اور خواص سب برابر ہیں یعنی مذکور ہر نبی و رسول علیہ السلام غیر کے مقلد ہیں اور ہر صحابی اور بڑے بڑے مجتہدین
بلا استثنائے اسی خداوند کریم اور رسول کریم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے مقلدین ہیں پھر ایسے مقلدین کا
اجماع میں اعتبار نہ ہوگا تو کیسے لوگوں کا اجماع میں اعتبار ہوگا۔ چونکہ مقلد کے معنی متبادر وہ ہیں جو عوام
میں پائے جاتے ہیں اس وجہ سے یہ لکھا ہے ورنہ اجماع میں کیا امام طحاوی و ابن حجر و ابن ہمام و عینی وغیرہم
اکابرین مقلدین امت کا اعتبار نہ ہوگا۔ رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

اور علما تو علماء اجماع میں تو ہر مجتہد کا بھی اعتبار نہیں۔ کاش اگر صاحب مسلم الثبوت تبرائی غیر مقلدوں
کے مجتہدین کو دیکھتے تو ولو کان عالما کے بعد و مجتہدا کا لفظ بھی زیادہ فرما دیتے جن
مقلدوں کا اجماع میں اعتبار نہیں ہے۔ وہ عوام ہیں یا وہ تبرائی غیر مقلد مراد ہیں۔ جو واقع میں اپنے مقلدین
مجتہدین کی تقلید کر کے مقلد و مقلد ہو کر بقول شخصی جیسی تقلید میں مبتلا ہوتے ہیں اور علماء سے یا وہ
علماء مراد ہیں۔ جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچے۔ ایسے ہی مولوی اور عالم ہیں جیسے آج کل کے بعض مولوی فاضل
عالم ہو جاتے ہیں مگر ان کی حالت آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ یاد ہوگا امروہہ کے مناظرہ میں کالی چرن
نے بھی مولوی فاضل ہونے کا دعوی کیا تھا۔ پھر آپ نے ان سے جو کچھ کہا تھا وہ یاد فرمائیے۔ بلکہ
لا یعلم بعد علم شیئا کا مرتبہ ابھی حاصل نہ ہوا ہو۔

مجتہد پنجاب سے ایک تعارض کے رفع کا مطالبہ

وہاں عالماً کے ترجمہ میں کتنا ہی عالم ہو۔ واقعی یہ اجتہاد تو قابل داد ہے۔ تزئین تنظیم کے لئے لی ہو گی مگر گستاخی معاف کیا آپ نے صحیح
ترجمہ فرمانے کی قسم کھالی ہے جب آپ کے نزدیک تقلید میں عدم علم ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے تقلید
حرام ہے کہ اس میں تحصیل علوم شرعیہ ناجائز ہے تو پھر آپ کی تحقیق کے موافق مقلد ہو کر بڑا عالم ہو کیسے ہو
سکتا ہے اس تعارض کو بھی رفع فرمانا چاہئے تغیر کا مطلب بھی عرض کرنے کا موقع نہیں کیونکہ میری گفتگو مجتہد وقت
سے ہو رہی ہے جس کے یہاں مقلدانہ رنگ مقبول ہی نہیں صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ امام رازی سے بھی
دریافت فرمائیے کہ باوجود اس جلالت شان کے کہ ایک مجتہد العصر ان کے کلام کا مطلب بھی نہ سمجھے اور بموقع لے

پیش کرے۔ وہ خود مقلد تھے۔ یا غیر مقلد۔ اس کے علاوہ امام رازی علیہ الرحمۃ سے آپ کو کیا غرض آپ کو تو اپنا مذہب بیان فرمانا چاہئے۔ مگر افسوس کہ وہ آپ کا مذہب ایسا ہے۔ کہ دل سے زبان پر آ ہی نہیں سکتا ورنہ آپ کو خوف ہے۔ کہ آپ کی زبان نہ جل جائے۔ اگر واقعی وہ ایسا زبان سوز مذہب ہے۔ تو اس نے دل کو بھی جلا کر ضرور سیاہ کوئلہ کر دیا ہو گا۔

اس فقرہ سے تو کچھ تقیہ کی سی بو آتی ہے ہم نے بھی سنا ہے۔ کہ روافض جیسے اول اول حب اہلبیت ظاہر کر کے پھر کچھ اور ہی پڑھاتے ہیں حضرات تبرائی بھی اول اتباع سنت و عمل بالحدیث کا سبز باغ دکھلاتے ہیں اور پھر کیا بتاتے ہیں ؎ آپ سنئے گا تو شرمائیے گا۔

جب آپ نے ہی ظاہر نہیں فرمایا تو ہم بھی ظاہر نہیں کرتے ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز — ورنہ در مجلسِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

پھر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر "عبادت بتقلید گمراہی ست" کو نقل فرمایا ہے مہربانی فرما کر پہلے یہ بھی فرما دیجئے۔ کہ شیخ سعدی مقلد تھے یا غیر مقلد اگر یہ قول آپ کے نزدیک انہیں معنوں میں معتبر ہے جس معنی کے لحاظ سے پیش فرمایا ہے تو آپ کے عوام تبرائی مقلد جن پر آپ کی تقلید واجب ہے وہ کہاں جائینگے

؎ چہ خواہی گفت قربانت شوم من نیز آں گویم۔

پھر حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا شعر نقل فرمایا ہے۔ اس کا مطلب ہم مفصل عرض کر چکے ہیں امید ہے کہ وہ مطلب ضرور پسند خاطر شریف ہو گا۔

نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں اس وہم کا جواب ہم سابقہ نمبر میں مفصل دے چکے ہیں۔ ہم بھی اس کا جواب الجواب بکمل عرض کر چکے ہیں۔ اور یہ بتا دیا ہے کہ مجتہد العصر کو ابھی تک حکم اور دلیل کا بھی پتہ نہیں۔

اس کے بعد ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کے اہلحدیث میں مجتہد پنجاب یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تنقید کا نمبر ۶ شائع فرمانے کی زحمت گوارا کی ہے۔ اس کا بھی سطر بہ سطر بلکہ حرف بحرف مسکت جواب عرض کرتا ہوں واہب ہے کہ خداوند بزرگ و برتر اسے بھی قبول فرما کر مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین

مولوی صاحب فرماتے ہیں "ناظرین میرے دوست کا مضمون دیکھ کر شغانہ ہوں کہ وہ کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں بھلا اگر ان سے اچھی باتیں وہ کر سکیں تو ایسی کیوں کریں۔ پس جو کچھ وہ کر سکتے ہیں انہوں نے کیا اور آپ لوگوں کو پسند ہوں یا نہ ہوں"

یہ آپ کا ارشاد بالکل صحیح ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ایک نادان مقلد کی بساط ہی کیا ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ "گفتہ آید در حدیث دیگراں" کا تو مضمون نہیں ہے مجھ ناچیز کی سفارش ہے یا اپنا عذر

بے ہمیں تو امید نہیں کہ ان باتوں سے اب معتقدین راضی ہو جائیں آگے آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو وہ قدردان ملیں کہ ائمہ مجتہدین کی دلیل سے بھی نہ مانیں اور آپ کی بے دلیل باتوں پر جان دینے کو تیار ہوں اگر ایسا ہوا تو فما ربحت تجارتہم وما کانوا مھتدین کے مصداق کیا نہ ہوں گے۔

بندہ نے عرض کیا تھا۔ اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ یہاں چند سوالات اور جوابات ہیں جن کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اور اس کے علاوہ اکثر مقامات میرے مضمون کے ایسے ہیں۔ کہ مجتہد صاحب کو جانو خبر ہی نہیں۔ اور وہاں انہیں کچھ کہنا تھا ہی نہیں۔ ناظرین نے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ اور اگر خداوند عالم کو منظور ہے اور یہ مضمون رسالہ کی صورت میں طبع ہوا تو پھر ہم بھی عرض کریں گے کہ ان مقامات سے نہ معلوم مجتہد صاحب سوتے ہوئے گذرے یا کیا وجہ ہوئی جس کی بنا پر سکوت محض ہے۔

نمبر ۳ میں فرماتے ہیں "اہلحدیث مورخہ ۳ ذیقعدہ ز ۲۶ مئی) میں ہم بتا آئے ہیں کہ تقلید کا لفظ قرآن وحدیث میں نہیں یہ صرف علماء اصول کا اصطلاحی لفظ ہے۔ اس لئے ان کی تحریروں میں دیکھا جائے گا کہ وہ کس معنی میں اسے لیتے ہیں۔" جہاں مجتہد صاحب نے یہ تحقیق بیان فرمائی ہے۔ وہاں ہم نے بھی اس کے متعلق مفصل عرض کر دیا ہے۔ ناظرین اس مقام کو ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں ۳ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ کے اہلحدیث کا نمبر العدل مع مہید تقلید کو ملاحظہ فرمایا جائے ص ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ پھر فرماتے ہیں کہ

"گویا میں اپنے علمائے فن سے ڈرتا ہوں ایک تو اس وجہ سے کہ قادیانیوں کی کتابیں دیکھتے دیکھتے شاید اس درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ بروزی وظلی کی طرح میں نئی اصطلاح میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے علمائے اصول کی اصطلاح کے ماتحت گفتگو کرنے میں کچھ ضعف معلوم ہوتا ہے یہ دونوں امر صرف اس وجہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ملاں آں باشد کہ چپ نشود آخر کچھ کہنا بھی تو چاہئے"۔

بندہ تو یہ عرض کر رہا ہے کہ تقلید کی حرمت کو اب دیکھنا ہے کہ بلا مقلدین کی کتاب کے مطالعہ کے اور ان کی مدد کے کیا جواب تسلی بخش ارشاد فرماتے ہیں تقلید کی حرمت آپ کو قرآن وحدیث سے بیان فرمانی چاہئے ہمارے علمائے فن اصول کی تعریف ذکر فرمانے سے کیا تعلق۔ بندہ تقلید کی تعریف کو تو قرآن وحدیث سے دریافت نہیں کرتا۔ میں تو اس کے حرمت کے دلائل کو دریافت کرتا ہوں کسی شئے کی حرمت کے دلائل قرآن وحدیث میں ملیں گے۔ یا علم اصول کی کتابوں میں جو ما انا علیہ واصحابی کے بعد پیدا ہوئی ہیں کہاں حرمت کے دلائل کا مطالبہ۔ کہاں تقلید کی تعریف۔ اگر یہ حالت تھی تو آپ کو تقلید کی تعریف گوارا فرمانے کو کس آپ کے دشمن نے کہکر رسوا کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ خود بھی غور فرمائیں۔ کہ من چہ سرایم وتنبورہ من چہ سراید" آخر یہ قصہ کیا ہے کہاں قرآن وحدیث سے استدلال

آسمان تک شور ہے۔ اور اگر کچھ قوت بھی ہوتی تو خدا جانے کیا ستم کرتے رہے پہلے مسلم مجتہد۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ اگر وہ کسی فن کی طرف توجہ فرماتے تو ان فنون کے موجدان کے سامنے زانوئے ادب طے کرتے۔ شیخ کا مقولہ مشہور ہے یہ معلوم نہیں کہ کہاں تک ثابت ہے مگر مضمون بے شک صحیح ہے کہ شیخ بوعلی سینا نے فقہ کی طرف توجہ کی اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ علیہ کی کتابوں کو دیکھا تو ہمت ٹوٹ گئی اور یہ کہا کہ یہ شخص اگر فلسفہ اور منطق کی طرف بھی توجہ کرتا۔ تو ہم کو بولنے کی جگہ باقی نہ رہتی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ العدل اسٹاف کے ممبرو! اسی عدل کے پھیلانے کا تہیہ کر چکے ہو اسی ہتھیار سے خادمان قرآن وحدیث پر فتح پاؤ گے

یہ تو آپ کی خوش فہمی اور زور اجتہاد ہے کہ العدل کا مقابل آپ قرآن وحدیث کو بیان فرماتے ہیں خادمان قرآن وحدیث تو العدل اور جملہ اہل اسلام کے مخدوم ہیں مگر ہاں واقعی خادم ہوں جیسے روافض اہلبیت کی ٹٹی کے آڑ میں شکار کھیلتے ہیں ویسے نہ ہوں۔ العدل مقابل ہے اور بے شک مقابل ہے مگر تبرائی غیر مقلدین کا جن کا علم آپ نے سنبھالا ہے خداوند عالم مقلدین کو بھی توجہ دے کہ وہ العدل کے خریدار بنیں پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ العدل کیا ہے پھر آپ فرماتے ہیں مولانا آپ کا یہ حق ہے کہ آپ کسی امر یا کسی چیز کے حلال وحرام ہونے کے متعلق سوال کریں۔ علماء اہلحدیث اگر چالیس میں سے چار کا جواب نہ دیں۔ تو آپ کی خفگی بجا پھر حاشیۃ المحاشیۃ پر فرماتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے چالیس مسئلے پوچھے گئے۔ جن میں سے چار کے جواب دے سکے۔ باقی کے نہیں (تلویح) حالانکہ وہ مسلمہ مجتہد ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے" (اہلحدیث)

مجتہد پنجاب کی بے جا تعلّی

ہمیں تو امید نہیں ہوتی کہ ہمارے مجتہد صاحب کوئی بات بھی ہمارے مقابلہ میں صحیح فرمائیں گے لہذا تبرائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم نے ایک تقلید کے متعلق تبرائیوں کے علماء سے سوال کیا تھا کہ وہ حلال وحرام کفر و شرک فرض واجب مباح کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی وہ ہے۔ جو سمجھ چکا ہے۔ جو تبرائی عالم پیدا ہوتا ہے تو اس کا اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اس پر پورا زور لگائے اور اجتہاد کی داد دے مگر جواب کا حال معلوم ہے کہ رئیس المناظرین اور فخر المجتہدین نے خود بنفس نفیس بلا نقاب خود تکلیف فرمائی۔ مگر نہ تو تقلید کی تعریف کو صاف کیا نہ تقلید کے حکم کا پتہ ملاحظہ ہو تمہید التنقید۔ ایک جگہ تقلید کو واجب و فرض مباح بدعت شرک حرام کی طرف تقسیم کیا ہے اور پھر دوسری جگہ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ قرآن وحدیث میں اس بدنصیب مسئلہ کا نہ حکم ہے نہ ذکر اس کلدار مجتہد کے کلام کا مطلب ہم تو سمجھ نہیں سکتے۔ تبرائی ہی کچھ سمجھیں تو سمجھیں۔ وہ ہی مثل

صادق آئی جو کسی دکاندار نے ایسے شخص سے کہا تھا جس کا مرد اور عورت ہونا معلوم نہ کر سکا تھا۔

سارے چنے چاب گئی چاب گیا تو ——— اٹھ کھڑی ہو اٹھ کھڑا ہو چلا جا تو

تقلید کیا ہوئی سب کچھ اور کچھ بھی نہیں کس قدر بد نصیبی اور حرمان کا خیال ہے کہ یہ تبرائی غیر مقلد اپنے کو امام مالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں سمجھتے کہ انہوں نے اگر چالیس مسئلوں میں چار کا جواب دیا تو ہم بھی اگر چالیس میں سے چار کا جواب نہ دیں تو خفگی کی کیا بات ہے اللہ اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھم ان یقولون الا کذبا کاش یہ لوگ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے بھی کلام سے عبرت حاصل فرماتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ واقعی مجتہد تھے انہیں واقعی اجتہاد کرنا پڑتا تھا وہ اگر چالیس میں سے چار کا بھی جواب دے دیں تو بڑا کمال ہے اجتہاد معمولی شئی نہیں ہے کار ہے دارد۔ آج کل کے غیر مقلدین اگر واقعی نسبت کے لحاظ سے چار سو میں سے ایک کا بھی جواب دے دیں۔ تو غنیمت ہے بلکہ دے ہی نہیں سکتے کیونکہ مجتہد ہی نہیں امام مالک صاحب کہیں دوسروں کی پکی پکائی ہنڈیا پر فاتحہ تھوڑا ہی دیتے تھے انہیں تو سب کچھ کرنا پڑتا تھا۔ یہ تھوڑا ہی تھا۔ کہ فقہا کی کتابیں اور فتاویٰ دیکھے اور مفت کے مجتہد بن کر جواب دینے شروع کر دئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب غصہ اور خفا ہونے کی بات نہیں ہے آپ کے اخبار اہلحدیث میں مسائل کے جواب بھی طبع ہوتے ہیں کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے فی صدی دس مسئلوں کا جواب دیا ہے۔ اور نوے کے جواب میں سکوت فرمایا ہے۔ کیونکہ جب ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایک بڑے امام نے جو علاوہ وراثت کے روایت میں بھی امام ہے۔ فی صدی دس جواب دیکر نوے سے سکوت فرمایا۔ تو آپ کو فی ہزار ایک جواب دے کر نو سو ننانوے ۹۹۹ میں سکوت کرنا چاہیئے۔ لیکن خیر یہ نہیں فی صدی نوے میں بھی اپنا سکوت ثابت فرما سکتے ہو۔ یا فی صدی ایک سو جواب ہونگے۔ وجہ تو یہی ہو گی کہ وہ واقعی مجتہد تھے انہیں اجتہاد کرنا ہوتا تھا۔ اور آپ نے ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ میں مسئلہ دیکھا جو حدیث وہاں لکھی تھی لکھ کر مجتہد بن گئے۔ اور جنہوں نے محنت کر کے حدیث و قرآن شریف سے نکالا تھا ان کا نام تک نہ دار دہم تو اس کو نمک حرامی ہی کہیں گے اور جس ہنڈیا میں کھایا اس میں چھید کرنا ہی سمجھیں گے آپکی اصطلاح میں اگر اسی کا نام اجتہاد ہے تو مبارک ہو ہم آپکو بایں معنی مجتہد ہی کہیں گے نمبر ۱۵ میں فرماتے ہیں۔ ہم نے تو دیا۔ جی ہاں لیکن اگر سکوت فرماتے تو اچھا ہوتا۔ کاش یہ چہار مسئلہ میں نہ ہوتا چھتیس میں رہتا تو اجتہاد کی شان باقی رہتی اور اب تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مرتبہ

اجتہاد سے بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ آپ تو ہر بات کا جواب دے دیتے ہیں چاہے واقعہ میں ایک بات کا بھی نہ ہو۔ کاش اگر پہلے کی طرح حضرت شیخ سعدی مرحوم ہی کے کلام پر عمل فرماتے تو بھرم تو باقی رہتا۔ مگر

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد

نمبر ۱ میں ارشاد ہوتا ہے مفصل جواب اہلحدیث مورخہ ۳ جون میں ملاحظہ ہو۔ جواب الجواب بھی عرض کر دیا گیا ہے۔ وہ بھی ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا

نمبر ۲ میں بندہ ناچیز کے طرز کلام پر اعتراض ہے مجھے ڈر ہے کہ آئندہ چل کر خود میرے وجود ہی پر اعتراض نہ ہونے لگے مجتہد صاحب تعجب ہے کہ جناب والا اسقدر عجلت سے کام کیوں لیتے ہیں جواب کے شوق میں سمجھنے سے بھی پہلے جواب دینے کا قصد ہوتا ہے۔ خیال فرمائیے کہ کلام کا حال تمام ہونے پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلے حصہ میں کلام خبری ہے اور اخیر میں متکلم اس کلام خبری کے متعلق سوال کرتا ہے کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط اور جواب چاہتا ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے کوئی شخص کہے خدا ایک ہے اس کی کیا دلیل ہے تو آپ وہاں بھی تعجب فرمائیں گے۔ کہ دیکھو اول کلام میں خبر تھی پھر سائل بن گیا مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہی قوت زیادہ بڑھ گئی۔ تو آپ خدائے قدوس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیم اسلام پر اعتراض نہ کرنے لگیں کہ دیکھو عجب طرز کلام ہے اول تو لا الہ ہے جس کا حاصل نفی الوہیت ہے۔ پھر الا اللہ میں اثبات ہے یہ کیا کلام ہے کہ ایک حصہ میں نفی ایک میں اثبات یاد رہے خدا کے فضل و کرم سے مرتضیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا یہ جو کچھ دیتے لگتے ہیں اجتہاد کی چادر پر پختہ داغ ہے جس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اس چادر کو بجز آتا رنے کے چارہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد جناب نے اپنے ۳ ذیقعدہ کے اہلحدیث کے مضمون کو بیان فرمایا ہے جس کا جواب لاجواب بفضلہ تعالیٰ تمہید التنقید العدا میں شائع ہو چکا ہے ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ مجھے اس کے جواب کا انتظار ہے آپ فرماتے ہیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ خدا و رسول کی اطاعت کا نام تقلید نہیں بلکہ اتباع ہے مگر گفتگو تو اس میں ہے کہ اس اتباع پر تقلید بالمعنی العام کی تعریف بھی صادق آتی ہے یا نہیں یہ اس کا فرد ہے یا نہیں اس کے متعلق اگر پہلے کوئی دلیل فرمائی ہو۔ تو حوالہ دیا جائے ورنہ اب تکلیف کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے۔ کہ علماء کی اطاعت کو کیا اتباع نہیں کہا جاتا اگر کہا جاتا ہے اور دونوں ایک ہی ہیں تو جب اتباع علماء کو تقلید کہا جاتا ہے تو اطاعت خدا و رسول کو تقلید ہی کہا جائے گا۔ لاتحاد المفہوم۔ اگر اطاعت علماء کو اتباع نہیں کہا جاتا اور تقلید اور اطاعت کے مفہوم اس طرح دو ہیں کہ اتباع پر تقلید صادق نہیں آسکتی تو اس کی دلیل بیان فرما دی جائے۔

پھر فرماتے ہیں: دین میں اجتہاد کا درجہ اہل علم کا ہے جتنا کوئی علم رکھے اسی قدر اسے اجتہاد حاصل ہوتا ہے ہم پر خفگی بھی غصہ تھا کہ سوال پر سوال کیوں کرتے ابھی کیا ہے ؎ جلوہ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے ابھی سوال کہاں ہوئے ہیں سوال جب ہوں گے تو خدا چاہے آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا جب تبرائیوں کا کوئی مذہب متعین نہیں جتنی زبانیں اتنی ہی باتیں۔ تو جب تک ان سے سوال کر کے ان کا مذہب معلوم نہ کر لیا جائے گفتگو کیسے ہو سکتی ہے

یہ راز تو آج ہی معلوم ہوا کہ دین میں اجتہاد مترادف علم ہے کیوں جناب اس سال کے مشورہ میں جو پہلے آپ نے اجتہاد کا کورس طبع کرایا تھا۔ وہ بھی منسوخ ہو گیا۔ اب کوئی کورس بھی نہیں رہا قرآن شریف کا ترجمہ معلوم ہو گیا۔ قرآن شریف کا مجتہد ہو گیا۔ حدیث کا ترجمہ معلوم ہو گیا۔ اس کا مجتہد ہو گیا اب معلوم ہوا کہ ٹکہ سیر جو اجتہاد ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی ؎

کھل گیا عشق بتاں طرز سخن سے مومن — اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

یہی تو بندہ نے بھی عرض کیا تھا کہ دین میں تو اجتہاد علم کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے مگر صرف نحو ہیئت فلسفہ منطق وغیرہ پڑھتے پڑھتے مر جائیں مگر اجتہاد کا نام نہ آئے یہاں اجتہاد کے درخت پر نحو میر صرف میر سے پھل آنا شروع ہو جائے اور وہاں صدرا شمس بازغہ وغیرہ پڑھ کر بھی اجتہاد کا نام زبان سے نہ نکلے فرماؤ قرآن مجید اور حدیث کی یہی قدر ہے

مجتہد پنجاب سے ایک اور سوال

لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ عوام جن پر علماء کی تقلید واجب ہے وہ تو صرف وہی عوام ہوں گے جو قرآن و حدیث کا ترجمہ بھی نہ جانیں۔ اور جو ترجمہ جانتے ہوں یا دیکھ کر پڑھ سکتے ہوں وہ تو آپ کی اصطلاح میں قرآن شریف و حدیث کے صرف عالم ہی نہیں بلکہ مجتہد بھی ہوں گے اس بنا پر ان پر بھی تقلید حرام ہوگی وہ خود ہی اپنے اجتہاد کے موافق قرآن و حدیث سے مسائل سمجھ کر خود ہی عمل کریں۔ اور دوسروں کو بھی بتائیں کہو گیا یہی دہرم ہے عمل حدیث عمل حدیث اہل حدیث اہل حدیث بہت غل تھا یہی حقیقت تھی خدا کے فضل سے ان مجتہدین سے منیۃ المصلی وغیرہ پڑھنے والے اچھے ہیں تبرائیو اب بھی تقلید نہ کرو گے اس کے بعد مجتہدانہ رنگ میں اس مضمون پر قرآن شریف سے استدلال فرمایا ہے۔ اس سب کی دلیل یہ آیت ہے کتاب انزلناہ الیک مبارک لیتدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب اس کا ترجمہ کر کے چھوڑ دیا ہے اور طرز استدلال بیان نہیں فرمایا۔ لہذا ہمارا ذہن قاصر عاجز ہے جب تک کہ حضرت مجتہد صاحب ہی نہ فرمائیں کہ اس آیت شریفہ سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ علم کے ساتھ ہی ساتھ اجتہاد کا درجہ بھی شروع ہوتا ہے

اور علم اور اجتہاد دونوں مرادف ہیں چونکہ مجتہد صاحب کا طرز استدلال معلوم نہیں اس وجہ سے ہمیں کچھ عرض کرنا قبل از وقت معلوم ہوتا ہے ہم کچھ کہیں اور وہاں سے جواب ملے کہ ہمارا استدلال یہ کب تھا یہ ہے اس وجہ سے انتظار ہے

نمبر ۳ میں فرماتے ہیں یہ مفصل اہلحدیث مورخہ ۳ ذیقعدہ میں ملاحظہ ہو۔ جو جواب مجتہد صاحب نے تحریر فرمایا ہے شکریہ کے ساتھ اس کا جواب بھی ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔ اسے بھی اس کے ساتھ ہی ملاحظہ فرمالیں

نمبر ۴ میں قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل کرنے کا طریقہ ارشاد ہوتا ہے جو امر قرآن شریف و حدیث سے بغیر ایچ پیچ کے ثابت ہو وہی شاہراہ قرار دیا جائے چنانچہ ارشاد ہے ولقد یسرنا القرآن ۱۶

یہ نمبر سارے اجتہاد کا نچوڑ اور تمام دین کا لب لباب تھا مگر یہاں اس قدر کوتاہ قلمی ہے۔ کہ پوری چار سطر بھی نہیں اور گویا اس قدر سہل ہے کہ اس میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں اللہ اکبر اللہ اکبر یہ ہے غیر مقلدی یہ ہے عمل بالحدیث اب تو یہ عرض کرنے کی آپ اجازت دیجئے کہ غیر مقلدی دین سے عداوت اور سید ھا جہنم کا راستہ ہے اب جو بات قرآن و حدیث سے بغیر ایچ پیچ کے ثابت ہو اسے شاہراہ بنلیا جائے باقی کو ترک کیا جائے یا کیا کیا جائے تو اب آپ فرمائیے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ تمام اشیا سے ادھی ہاتھ دھو بیٹھیگا اسواسطے کہ بلا ایچ پیچ کے تو کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہوتی ایچ پیچ سے اگر مراد اختلاف ہے اور مطلب یہ ہے کہ امور متفقہ کو لیا جائے اور مختلفہ کو چھوڑ دیا جائے تب تو تمام ارکان اسلام ہاتھ سے جاتے ہیں۔ اور اگر ایچ پیچ سے کچھ اور مراد ہے تو اسے ظاہر فرمایا جائے تقلید تو شرک۔ بدعت حرام۔ کفر فقہ پر تو عمل نہیں کر سکتے رہا قرآن و حدیث اس پر عمل کرنے کی ہدایت ہمیں کل ساڑے تین سطروں میں ملی جن کا مطلب فی بطن الشاعر بھی نہ ہو تو فرمائیے اب غیر مقلدین کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ اور لوگوں کو غیر مقلد بنا کر آپ کہاں لیجانا چاہتے ہیں

؎ لائیے اس بت کو التجا کر کے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

کہتے کہتے رک گئے ورنہ ابھی تمام بھید کھل جاتا۔ اور اس عمل بالحدیث کی ٹٹی کے نیچے جو شکار کرنا تھا وہ معلوم ہو جاتا مگر سمجھنے والے اب بھی سمجھ گئے ہوں گے ؎ خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے

یہ بھی تو فرما دیجئے کہ قرآن تو آسان کر دیا گیا ہے اس میں تو کوئی چیز آپ کے نزدیک مشکل ہے ہی نہیں پھر وہاں تو جو کچھ ہوگا بے ایچ پیچ کے ہوگا۔ پھر قرآن و حدیث سے کوئی چیز ثابت ہو۔ اور ایچ پیچ سے ثابت ہو۔ آپ کے مذہب کے مطابق اس کے کیا معنی ہوں گے۔ کیا یہی طرز تعلیم ہے۔ جس کی بمجھے دیکھنے کی ہدایت ہے دار العلوم دیوبند میں تو یہ طرز نہیں ہے شاید مدرسہ رحمانیہ میں ہو۔

اگر یہی طرز ہے تو خدا کے لئے مسلمانوں کے حال پر رحم کھائیے مجھے اب دہلی جانے کی ضرورت نہیں رہی جناب سے زیادہ کہیں وہ طرز تعلیم کے مشتاق تھوڑے ہی ہوں گے آپ کا ہی طرز تعلیم دیکھ کسی غیر مقلد کے طرز تعلیم کو دیکھنے کی تمنا باقی نہیں رہی ؎ وکل الصید فی جوف الفرا

آپ کو دیکھ لیا گویا تمام غیر مقلدیت کا مرقع دیکھ لیا غیر مقلدیت کی کونسی ادا ہے جو آپ میں نہیں آپ تو ایسے غیر مقلد ہیں کہ آپ کی غیر مقلدیت سے تو غیر مقلد بھی چیخ اٹھے اور وہ بھی کہنے لگے کہ یہ تو بیشک گمراہی الحاد اعتزال وغیرہ وغیرہ کیا کیا کہا۔ آپ ہی کو معلوم ہوگا۔ سنا ہے جہنم میں بھی کوئی وادی ہے کہ اس سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے ؎

ومن رکب الثور بعد الجواد — انکر اظلافہ والعنبب

آپ تو دار العلوم دیوبند میں پڑھ کر غیر مقلدی کے اثر سے ایسے ہو گئے اور جنہوں نے تعلیم بھی غیر مقلدوں سے پائی ہے وہ نقل مشہور ہے کریلا اور نیم چڑھا ہمیں تو آپ کی یہ تحریر دیکھ کر بہت افسوس ہوا اور یہ شعر حسب حال معلوم ہوتا ہے ؎

گر برا ہو کر برا ہوتا تو خیر ایک بات تھی — وہ ستمگر تو بھلا ہو کر برا ہونے کو ہے

خدا رحم فرمائے اور غیر مقلدیت کی نحوست سے محفوظ رکھے پنجاب کا مشہور مناظر آج کیا کہتا ہے تعجب ہے اور حیرت ہے ابھی تو لکیلا یعلم بعد علم شیئا کا زمانہ بھی نہیں۔ پھر یہ حال کیوں ہے آپ غیر مقلد تھے یا کوئی اور تھے۔ مگر من حیث العلم دار العلوم کے طالبعلم تھے ہمیں اس کی شرم آتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے پھر آپ یہ شعر تحریر فرماتے ہیں ؎

بیا در قوم رنداں تا ببینی عالم دیگر — بہشت دیگر و ابلیس دیگر آدم دیگر

واقعی بندہ حاضر ہوا۔ تو غیر مقلدی میں تمام چیزیں نرالی ہی پائیں آمدنامہ تو یہ ہے العلم دانستن الجہل مجتہد شدن۔ غیر مقلدی بے ادب شدن۔ وگستاخ بودن۔ العالم ترجمہ دانستن المجتہد مہمل گشتن المحدث بر حدیث النفس عمل کردن وتبرائی بودن الخ بہت لمبا ہے

الحاصل اب تک جو پڑھا ہے اس سب کو الٹتے جاؤ غیر مقلدیت کے کورس کا یہی حاصل ہے اور جسقدر غلط اور سلف کے خلاف کہا اسی قدر اول درجہ کا غیر مقلد ہوگا ہم ہی نہیں شیطان بھی روتا پھرتا ہے کہ جنت اور آدم کو بدلتے تو بدلتے آدم علیہ السلام ان کے باپ ہیں خدائی جنت میں انہیں جانا ہے نہیں نہیں پھر جیسی چاہیں بنوالیں مگر غضب تو یہ ہے کہ شیطان کو غیر مقلد کہنے سے بھی انکار ہے شیطان نے جو برا کام کیا امر دود ابد ہوا ملعون ہوا بدترین خلائق ہوا صرف اسی وجہ سے کہ ترک تقلید کر کے خداوند عالم کا مقابلہ کیا

اس کا وہی ایک وصف اول مابہ الامتیاز تھا اس کو بھی اس سے مٹانا چاہتے ہیں تو پھر شیطان نے کیا کیا ترک تعمیل ترک اطاعت تو رات دن بنی آدم بھی کرتے ہیں۔ بزم رنداں میں کیا دکھانے کے لئے لے جاتے ہو پرانے دقیانوس خیال کے مقلدین ہم تو اسی کے آثار میں جواب تک بنتے آئے۔ نئے مجتہدین کو نئی نئی جدید تحقیقات یورپ مبارک ہوں ؎

هنيئاً لأرباب النعيم نعيمها ... وللعاشق المسكين ما يتجرع

صرف اسی قدر عرض ہے کہ شیطان کی نسبت تو آپ کو ختیار ہے اسے چاہے بدل دیجئے یا وہی غیر مقلد کہئے مگر آدم اور جنت کو اگر بدل دینے کا خیال ہے تو بہت اچھا جس جنت کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے ہم تو اسی میں رہیں گے نئی جنت میں آدم کے ساتھ سب غیر مقلدین کو لے کر چلے جائیے۔ ہم تو انہیں پرانے آدم کی اولاد میں یہ نیا شجرہ نسب غیر مقلدین ہی کو مبارک ہو۔ ہاں اس قدر اور عرض ہے کہ حوا بھی نئی ہوں گی یا وہ پرانی ہی رہیں گی دیکھئے اگر کہیں یہ جدت پسندی ہے۔ تو خداوند عالم اور رسول دیگر بننے لگیں۔ آپ کے دوسرے بھائی غیر مقلدین بھی مرزائیوں۔ بابیوں بھائیوں نے تو معاذ اللہ تعالیٰ خدائے دیگر رسول دیگر کا بھی اعلان کر دیا ہے دیکھئے آپ کی جماعت کہاں تک ترقی کرتی ہے نعوذ باللہ من الکفر والکفریات

اہلحدیث ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ میں جو تنقید کا نمبر ۷ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے اس کے جواب میں سطور ذیل عرض ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر مسلمانوں کو نفع پہنچا دیں آمین

مولوی صاحب فرماتے ہیں " نوٹ مولانا مرتضیٰ نے العدل مورخہ ۱۷ اپریل بصفحہ ۱۰ کالم ۳ میں شائع کرایا تھا کہ بقیہ مضمون جو فیصلہ کن بلکہ فیصلہ کن سے بھی زیادہ ہوگا جلد شائع کردوں گا۔ ہم آج تک اس ایفائے عہد کے منتظر ہیں "۔

۱۷ اپریل کا العدل صفحہ ۱۰ کالم ۳ میرے سامنے ہے مگر جناب نے جو عبارت لکھی ہے نہ وہ عبارت ہے نہ مضمون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ العدل کی عبارت بجنسہٖ نقل کر دوں تاکہ ناظرین خود ہی فیصلہ فرمالیں۔ مولویصاحب نے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ کے اہلحدیث میں ۲ کالم ۳ سطر ۲۹ میں جو مضمون لکھا تھا اس کا جواب العدل میں دیا ہے۔ مولویصاحب کی عبارت پر خط کھینچ دیا جاویگا بوجہ رمضان شریف اور کثرت مشاغل سے بقیہ مضمون التقلید و التنقید کو پورا نہیں کر سکا آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ "ہم بھی چشم براہ تھے کہ مسئلہ تقلید ایک مرکزی مدرسہ کے ذمہ دار ناظم تعلیم کے قلم سے نکلے گا تو ضرور فیصلہ کن ہوگا۔ میں خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں۔ کہ

اللہ تعالیٰ .. فرمائے جو مضمون قلب میں ہے اگر پورا ہو گیا تو انشاءاللہ تعالیٰ بجولہ دو تو نہ فیصلہ کن ہی ہوگا۔ علماء بھی اور غیر مقلد بھی دعا فرماویں کہ وہ مضمون پورا ہو جائے پھر وہ فیصلہ کن ہوگا یا فیصلہ کن سے بھی زیادہ اسے اللہ تعالیٰ عزت بخشے گا یہ اسوقت معلوم ہوگا اب تو صرف یہ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اخلاص دے اور میری مدد فرمائے مسلمان بھی آمین کہیں

حضرات کہاں یہ مضمون اور کہاں جو مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ میں بقیہ مضمون کو جو فیصلہ کن بلکہ فیصلہ کن سے بھی زائد ہوگا جلد شائع کردوں گا میں اگر کچھ زیادہ کہوں تو مجھے مولوی صاحب کا تو فکر نہیں مگر ممکن ہے کہ کسی تبرائی کو شرم آجائے کہ ہمارے اکابر علماء دن دہاڑے ایسے امور میں جہاں خلاف واقعہ چھپ بھی نہ سکے اس دلیری اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں کہ عوام بھی وہ جرأت نہیں کرسکتے۔ جب ان حضرات مجتہدین کا ان امور میں یہ حال ہے۔ تو اجتہاد کا تو اللہ ہی حافظ ہے مجھے مقلدین پر تو اطمینان ہے مگر چونکہ تبرائی غیر مقلدوں کے دلوں میں اپنے بڑوں کا کبھی احترام نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ وہ اسے توحید کے خلاف سمجھتے ہیں اس بنا پر مجھے گمان غالب ہے۔ کہ مولوی صاحب کی اس بالقصد غلط بیانی پر ہنستے ہوں گے اور ان کی اس محنت شاقہ کی کچھ بھی قدر نہ کرتے ہوں گے مگر ان کو ہنسنے سے پہلے یہ تو خیال کرلینا چاہئے کہ تقلید ائمہ کو حرام اور بدعت و شرک ثابت کرنا بھی تو مشکل ہے ایسے مشکل کام میں ان کے مکرم دوست کو دھکے لگیں تو میں انکو ہنسنے کی کبھی اجازت نہیں دوں گا ؎

عشق کی راہ کٹھن کو کوئی ان سے پوچھے ۔۔۔ قیس کیا جانے غریب اگلے زمانے والا

اتباع سنت کا دعویٰ اور خلاف بیانی میں یہ جدت بدعت ؎

چارہ گر صد حیف طبع یار ہے بدعت پسند ۔۔۔ ظلم جو ہونے کو ہے ہم پر نیا ہونے کو ہے

پھر فرماتے ہیں۔ ایسا ہے کہ مولانا موصوف ہم کو یہ شعر پڑھنے کا موقعہ نہ دیں گے ؎

بے وفا کونسی خوبی ہے نہیں جو تجھ میں ۔۔۔ وصف اتنے ہیں جہاں ایک وفا اور سہی

اگر آپ یہ وعدہ فرمالیں کہ بے محل اور بے موقعہ شعر نہ پڑھیں گے تب تو اس شعر کے پڑھنے کا نہ اب موقعہ ہے اور نہ خدا چاہے آئندہ ملے اور اگر چھوٹے مضامین تحریر فرمائیں گے تو بے موقعہ اشعار بھی پڑھیں گے ہی اور ہم یہ عرض کریں گے ؎

تازہ غم کھایا کئے ہم ہیں وہ پاکیزہ مزاج ۔۔۔ اور تم کھایا کئے جھوٹی قسم کھائی ہوئی

کیا مجھ کو اجازت ہے کہ ۲۹ شوال ۵۱ھ کے کالم ۱۱ کا یہ فقرہ لکھ دوں یہ فقرہ دیکھ کر قلم روک لیا

کہ بقیہ بھی آجائے مناسب نہیں کہ ہم اپنے دوست کو اظہار ما فی الضمیر سے مانع ہوں فرمایئے آپ نے اس
وعدہ کو پورا فرمایا۔ یا اس کے خلاف کیا جس کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ فرمایئے اب میں یہ
شعر پڑھوں ؎ مواعید عرقوب لہا مثل وما مواعیدہا الا الاباطیل
یا آپ کے ہی شعر کو بہ تغییر یسیر دہرا دوں ؎

اے ثنا کونسی خوبی ہے نہیں جو تجھ میں — وصف اتنے ہیں جہاں ایک وفا ہی نہ رہی
بوالوفا نام ترا اور وفا کا دشمن — اس سے عشاق بھی پہنیں ایک وفا ہی نہ رہی

اس کے بعد عرض ہے کہ خدا کے فضل سے پھر آپ کی توجہ سے مضمون کا فیصلہ کن ہونا ثابت ہو ہی گیا
اگر وعدہ بھی کرتا تب بھی بقیہ مضمون کے لکھنے کی ضرورت باقی نہ تھی۔ اس سے اور زیادہ فیصلہ کن کیا
ہو سکتا ہے کہ تبرائیوں کے اعلیٰ درجہ کے مجتہد اور راس المناظرین نے سر سے پیر تک ایڑی سے چوٹی
تک کا زور لگایا۔ مگر خدا کے فضل سے ایک بات کا بھی جواب نہ ہو سکا تو پھر اب اور زیادہ مضمون
لکھنے کی ضرورت کیا باقی رہی ہاں اگر خداوند تعالیٰ کی تائید شامل حال ہوئی تو ممکن ہے۔ کہ بقیہ
مضمون بھی لکھا جاوے واللہ تعالیٰ ہو الموفق

نمبر ۵ میں آپ فرماتے ہیں "ہم بحوالہ معیار الحق پہلے کئی دفعہ بتا آئے ہیں کہ ایسی تقلید کو جواز
سے وجوب تک ترقی دینا جو مقلدین کرتے ہیں غلط ہے۔ معیار الحق کوئی صحاح کی کتاب ہے۔ یا
قرآن مجید کے کسی پارہ کا نام ہے۔ کوئی صحیفہ آسمانی ہے۔ آخر کیا ہے معیار الحق کی عبارت ہم پر حجت
ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ معیار الحق کا حوالہ صرف
ایک جگہ یاد ہے جہاں جناب نے مذہب اہلحدیث بیان فرمایا ہے۔ بار بار حوالہ معیار الحق کا کہاں دیا
ہے۔ مجھے معلوم نہیں اگر یہ بھی غلط نہیں تو مجھے مطلع فرمایئے گا۔ ممنون ہوں گا

علاوہ ازیں بندہ تو دلیل دریافت کرتا ہے وہاں تو آپ نے اہلحدیث کا مذہب بیان فرمایا ہے
جس کی دلیل کا ذکر بھی نہیں۔ پھر یہ حوالہ غلط ہوا یا نہیں۔ بندہ نے سوال ہفتم میں تقلید کی تعریف
کی تحقیق چاہی ہے۔ جو اصل مسئلہ میں ہے یہاں تو دل کھول کر آپ کو تحریر فرمانا چاہئے تھا مگر نہ
کوئی جواب ہے نہ دلیل فقط ایک غلط حوالہ سے کام لینا فرمایئے اس کو دنیا کیا کہے گی لوگ ہنسیں گے
تبرائی روئیں گے مگر ہم دونوں کو منع کرتے ہیں وہ شکر کریں یہ صبر جب آدمی کے پاس جواب نہ
ہو تو کہاں سے لائے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مضمون کا فیصلہ کن ہونا کیسے ثابت ہوتا غیر مقلد چاہے
کچھ کہے مقلدوں کو تو مولوی صاحب کا شکر گذار ہی ہونا چاہئے۔

نمبر۴۶ میں فرماتے ہیں حضرت عمر کو بدعتی یا نماز تراویح کو بدعت کہنے کا جواب پہلے ہو چکا معافی
چاہتا ہوں۔ مجھے یاد نہیں شاید جناب والا نے جواب کا صرف ارادہ فرمایا ہوگا کہئے مضمون فیصلہ کن ہے یا نہیں

نمبر۴۷ میں مجتہد صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں کل مضمون کا حاصل یہ ہوا

(۱) صدیق اکبر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے جو بعد شرح صدر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول
کو تسلیم فرمایا۔ اس شرح صدر سے مراد یہ تھی کہ تجویز عمری کو حدیث مرفوع کے ماتحت جان لینے کے بعد موافق ہو گئے

(۲) حضرت صدیق اکبر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے گفتگو کے وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے
قول کو جب تسلیم فرمایا۔ جب ان کی نظر اس حدیث الدین النصیحۃ للہ ولکتابہ پر پڑی
اس حدیث پر غور کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز جمع قرآن کو اس حدیث کے ماتحت
خدمت قرآن سمجھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موافقت فرمائی کیونکہ اس میں کتاب اللہ کی خیرخواہی
بصورت حفاظت تھی۔ الحاصل جب تک ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی دلیل
الدین النصیحۃ للہ ولکتابہ نہ معلوم ہوئی تو انہوں نے قول فاروقی کو تسلیم نہ فرمایا
تو اب یہ واقعہ تقلید کی تائید میں ہوا یا تردید میں

(۳) مقلد کی یہ شان نہیں کہ امام کے ساتھ بحث کرے اور جب تک امام کا منشاء اس کی سمجھ میں نہ
آئے نہ مانے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت صدیق اکبر اور زید بن ثابت اگر فاروقی کی تقلید فرماتے تو ان سے
حجت اور مباحثہ نہ کرتے مگر چونکہ حجت اور مباحثہ فرمایا۔ تو معلوم ہوا تقلید نہ تھی بلکہ بعد وضوح
حجت اس قول پر عمل فرمایا تھا۔ جس صورت میں اس کا (یعنی مقلد کا) منتہائے کلام ہی امام کا قول ہو
تو پھر وہ امام سے بحث کیا کر سکتا ہے بھلا غلام کی مجال ہے کہ مالک کے سامنے چون وچرا کرے

اس تمام نمبر کا خلاصہ یہ ہے مولوی صاحب کی عبارت پر خط کھینچ دیا ہے کل عبارت کو نقل نہیں
کیا نمبر اول کے متعلق فرماتے ہیں۔ حضرت عمر کی تجویز پر بحث کرتے ہوئے حضرت ابوبکر کی نظر اس
حدیث پر پڑی۔ اسی طرح زید بن ثابت نے اس حدیث پر غور کیا تو حضرت عمر کی تجویز جمع قرآن کو
اس حدیث کے ماتحت خدمت قرآن سمجھ کر حضرت عمر سے موافقت فرمائی۔ کیونکہ اس کتاب کی خیر
خواہی بصورت حفاظت تھی۔ یہ کلمات مجتہد صاحب نے بطور جزم و یقین تحریر فرمائے ہیں جس کا علم
ناممکن ہے۔ جب تک کہ خود صدیق اکبر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نہ فرمائیں

لہذا ہماری درخواست ہے کہ وہ حدیث صحیح مجتہد صاحب پیش فرمائیں جس میں دونوں حضرات نے
یہ فرمایا ہو۔ کہ مناظرہ کے وقت ہماری نظر اس حدیث پر پڑی اور اس وجہ سے ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے قول کو تسلیم کیا۔ ورنہ بے اس دلیل کے ہم ان کے قول کو تسلیم نہ کرتے
اگر مولوی صاحب نے ایسی کوئی صحیح روایت پیش فرما دی تو ہم اس کو بصد شکریہ قبول کرکے اس استدلال کو واپس لیں گے ورنہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ مولوی صاحب نے دو جلیل القدر صحابیوں پر صریح افترا کیا۔ اور جھوٹ بولا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرنے کو کفر کہتے ہیں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا حقیقت ہے۔
اب میں عرض کرتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب اس کلام کو بطور گمان پیش فرمائے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یوں معاملہ ہؤا ہو تو اوس تو یہ ان کو مفید نہ تھا۔ کیونکہ وہ اس پر مستدل ہیں کہ تسلیم القول بالدلیل ہوئی۔ تو یہاں ان کے بے محض ظن وتخمین مفید نہیں۔ یہ جب تک ناممکن ہے کہ جب تک وہ دونوں حضرات خود نہ فرمائیں کہ ہم نے اس وجہ سے اس قول کو تسلیم کیا ہے۔
دوسرے اگر یہ واقع ہوتا تو صدیق اکبرؓ زید بن ثابتؓ سے جب انہوں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ وہ کام کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو۔ تو فوراً وہ حدیث الدین النصیحۃ للہ ولکتابہ کو پیش فرما دیتے۔ مگر یہ حدیث پیش نہیں فرمائی بلکہ وہی کہا جو حضرت فاروق اعظم نے کہا تھا۔ تو معلوم ہؤا کہ تینوں میں سے ایک کو بھی اس حدیث کا دھیان نہ آیا۔
اور بہت مستبعد ہے کہ جس حدیث کی طرف صدیق اکبر اور زید بن ثابتؓ کا فوراً خیال چلا گیا ہو۔ فاروق اعظمؓ (معاذ اللہ العظیم) ایسے ہوگئے کہ باوجود مسئلہ پر غور فرمانے اور مناظرہ ہونے کے بھی سمجھ میں نہ آیا۔ کیونکہ جب فاروق اعظم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مسئلہ کے ذکر کا ارادہ فرمایا ہوگا۔ تو ضرور اس کی دلیل کو بھی غور فرمایا ہوگا۔ جب آج کل کے برساتی ٹکہ سیر کے مجتہد بے دلیل لب نہیں ہلاتے تو اتنا بڑا مجتہد ایسے عظیم الشان مسئلہ کو خلیفہ کے روبرو پیش فرمانے کا ارادہ فرمائے اور اس کی دلیل نہ سوچے بظاہر ناممکن ہے۔ تو اگر اس مسئلہ کی یہ واقعی دلیل ہوتی جس کو ایک پنجابی مجتہد بھی سمجھ جائے اس کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ سمجھے میرے نزدیک تو محال ہے مگر ہاں جو گستاخ بدنصیب ان کو بدعتی کہہ کر اپنا ایمان درست کرتے ہیں۔ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں وہ جو چاہیں سو کہہ لیں
مگر میں تو یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ نہ اس حدیث کا بظاہر خیال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آیا کہ زید بن ثابت کو ورنہ مناظرہ کے وقت ضرور ذکر آتا ورنہ لازم آئے گا۔ کہ دلیل ہوتے ہوئے بھی دلیل کو ذکر نہ کیا اور زید بن ثابتؓ کو دلیل نہ بتائی اور مقلد بھی بنایا جیسے کہ خود مقلد ہوں سا مع فاروق اعظم نے بھی اس کو ذکر نہ فرمایا

شاید وہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان لینا اور اپنا مقلد بنانا چاہتے تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف بات نہ فرمائی کہ ہاں واقعی آپ کے قول کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نہ زید بن ثابت رضی نے اس حدیث کو ذکر فرما کر تقلید کی دلیل کو باطل کیا۔

اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحابہ بالخصوص شیخین اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اذہان عالیہ اس سے پاک ہیں کہ جمع قرآن کی دلیل وہ اس موقع پر حدیث مذکور کو سمجھیں کیونکہ حفاظتِ قرآن ہی کی بنا پر تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جمعِ قرآن کے خواہاں تھے چنانچہ حدیث میں خود مذکور ہے قرآن شریف کے تلف ہونے کا خوف ہے اور بجز جمع کرنے کے کوئی صورت نہیں تو حفاظتِ قرآن کو جو مجتہد صاحب نے بڑے غور سے نکالا ہے۔ وہ تو خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کلام میں صریح موجود ہے اور کیا یہ مسئلہ بھی کسی کے نزدیک مخفی ہے کہ مسلمانوں پر حفاظت قرآن شریف اور اس کا باقی رکھنا ضروری ہے باوجود صراحت کے بھی کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی تلاش ہوئی کہ حفاظت قرآن کی کونسی حدیث ہے جو حدیث مذکور سے جمع قرآن کو حفاظت کے تحت میں داخل فرما کر جمع قرآن شریف پر راضی ہوتے

گفتگو تو یہاں صرف اس مقدمہ میں تھی۔ کہ بے شک جمع قرآن میں حفاظت ہے اور حفاظت ہے بھی ضروری مگر کیا سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان دونوں بدیہی امر کو نہیں جانتے تھے۔ ضرور جانتے تھے پھر جب آپ نے جمع قرآن نہیں فرمایا۔ تو میں کیسے جمع کروں۔ حدیث مذکور سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شبہ کا کیا جواب ہوا معاذ اللہ العظیم کیا صحابہ بالخصوص شیخین بھی رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی اخبار کی ایڈیٹری کے مجتہد ہوتے تھے جو ایسے بے تکی فرماتے؟

اب مجتہد جناب فرمائیں۔ کہ اگر یہ حدیث سمجھ میں آ بھی گئی تو شبہ کا اس سے کیا جواب ہو سکتا ہے پھر جب یہ نہیں تو اس سے شرح صدر کیا یہ بات تو وہ کہہ سکتا ہے جس کو حدیث کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ یا نہ سمجھتا ہو۔ یا سمجھ کر غلط بات کہے حضرت عمرؓ کے کلام میں جمع قرآن کی مفصل وجہ مذکور ہے۔ کہ حفاظت قرآن شریف بے جمع کے نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابوبکر صدیق اس کے کسی مقدمہ پر منع پیش نہیں کرتے بلکہ معارضہ پیش فرماتے ہیں کہ اس میں حفاظت ہے۔ مگر اس کا کیا جواب ہے کہ آپ نے (صلے اللہ علیہ وسلم) نہیں کیا اور جو آپ نے (صلے اللہ علیہ وسلم) نہیں کیا وہ میں کیسے کروں۔ اس پر دلیل بھی معلوم ہوئی تو کیا کہ جمع قرآن میں حفاظت ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کو پہلے سن چکے ہیں پھر اب جمع قرآن کو تسلیم کیا اس کا حاصل تو یہ نکلتا ہے کہ پہلے حفاظت قرآن ضروری نہ جانتے تھے مگر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاں حفاظت قرآن بھی کوئی چیز ہے اول تو اس کو وہی کہے گا جس کا ایمان مسخ ہو گیا ہو۔ دوسرے جو معارضہ تھا۔ وہ بجا لیا باقی ہے پھر اس دلیل کو

وہ تسلیم کرے جس کی عقل مسخ ہو گئی ہو۔ اور صحابہ اور بالخصوص شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان اس
سے رفیع ثم رفیع ثم رفیع ہے۔

ایک غیر مقلد اور وہ بھی تبرائی آج فرماتے ہیں۔ اس روایت میں قابل غور بات صرف یہ ہے کہ شرح صدر
سے کیا مراد ہے جس پر پہنچ کر حضرت ابو بکر اور زید بن ثابت نے حضرت عمر سے توافق کیا سو

تو ندیدی گہے سلیماں را　　　چہ شناسی زبان مرغاں را

جس کا اللہ تعالیٰ نے شرح صدر فرمایا اس قوم سے تو عداوت ہے پھر شرح صدر کا مطلب کیسے سمجھ میں آوے
شرح صدر کا مطلب ماشاء اللہ کیا پاکیزہ سمجھ میں آیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہاں بعد شرح صدر ہونے یعنی تجویز
عمری کو حدیث مرفوع کے ماتحت جان لینے کے موافق ہو گئے من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ
من نور اس شرح صدر کا حل تو پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ تو کچھ بھی شرح صدر نہیں معاملہ جیسا کا تیسا
ہی باقی رہتا ہے جو شبہ پہلے اس پر تھا۔ وہ اب بھی باقی ہے پھر شرح صدر کیسا۔

حضرت عمر نے اپنا دعویٰ مدلل بیان فرمایا۔ مگر حضرت ابو بکرؓ دلیل کی کچھ پرواہ نہیں کرتے یا بالکل تسلیم فرما کر
معارضہ پیش فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کیف افعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پرواہ نہیں کرتے یا بالکل تسلیم کرکے ھو واللہ خیر فرماتے ہیں اور صدیقی دلیل کے جواب کی طرف
اصلاً توجہ نہیں فرماتے اور دعویٰ اس قدر بدیہی سمجھتے ہیں کہ دلیل کی بھی ضرورت نہیں آخر سب کا ویسا ہی
شرح صدر ہوتا ہے جیسا شرح صدر فاروق اعظم کا ہوا۔

یہ شرح صدر جس کی قیمت تمام علوم بھی نہیں وہ شرح صدر جو محض فضل پر موقوف ہے۔ وہ شرح صدر جو خاص
حصہ رسالت ہے وہ شرح صدر جو محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملتا ہے وہ شرح صدر جس کے
سامنے تمام دلائل اور براہین ہاتھ جوڑتے ہیں اور ایک غلام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تمام دلائل کے لشکر
اسی سلطان کے لئے ہیں۔ آج ایک صاحب ناقد شناس کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ کسی حدیث
کے ماتحت کسی تجویز یا کسی مسئلہ کو سمجھ لینا۔ ایسا شرح صدر تو پھر مجنون اور پاگل ہر شقی اور گمراہ کو حاصل ہے جس
قدر فرق باطلہ ہیں کیا وہ اپنی تجاویز اور باطل خیالات کو کسی آیت یا حدیث کے ماتحت نہیں سمجھتے۔ کیا ان
سب کا شرح صدر ہو گیا ہے

شرح صدر وہ نور ہے کہ مجتہد کے قلب میں من اللہ فائض ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام دلائل اس کے
روبرو ہیچ اور گرد ہیں اگرچہ بظاہر اس کے سامنے ایک دلیل جزئی بھی نہ ہو۔ مگر وہ اپنے اس یقین سے
ٹل نہیں سکتا۔ نبی اور رسول کو جو اپنی نبوت اور رسالت پر شرح صدر ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ

علیہم اجمعین اور دوسرے مومنین کو جو خدا کی خدائی اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اور جاہل سے جاہل مسلمان کو جو ایک دلیل بھی نہ بیان کر سکے مگر اس کو ایسا شرح صدر اور نور علی نور من ربہ ہوتا ہے کہ اگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں تب بھی اس میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی ان تمام مواقع میں شرح صدر اور نور ہے مگر دلیل کا نام بھی نہیں۔ یہ مرتبہ استدلال سے کہیں اعلیٰ اور بالا ہے مزید توضیح کے لئے عرض ہے کہ بسا اوقات شرح صدر ہوتا ہے اور دلیل نہیں ہوتی جیسے کہ محدثین لکھتے ہیں محدث ماہر بعض اوقات محض اس ملکہ کی وجہ سے جو ممارست حدیث کی وجہ سے اس کو حاصل ہوتا ہے کسی حدیث کو معلل کہتا ہے اس وقت اس کے ذہن میں علت کوئی نہیں ہوتی بعد میں اس کو غور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے معلول ہونے کی فلاں وجہ ہے یا بعضے تجربہ کار کوتوال کسی ایسے شخص کو جو بظاہر شرارتیں یا پرہیز گار معلوم ہوتا ہے فوراً دیکھتے ہی گرہ کٹ اور بدمعاش یقین کر کے اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اس وقت ان سے اگر اس کی بدچلنی کی کوئی دلیل دریافت کرے تو نہ وہ کوئی دلیل بتا سکتے ہیں نہ ان کے ذہن میں ہوتی ہے۔ ہاں ان کو اس کے بدچلن ہونے کا بلا وجہ جزمی اپنے تجربہ کی بنا پر اضطراری یقین ہوتا ہے جو تحقیق کے بعد صحیح نکلتا ہے اسی طرح جن حضرات کو خدا نے قلب سلیم دیا ہے اور واقع میں مجتہد ہیں ان کو جس کسی امر کے متعلق یقین اور اطمینان قلب اور شرح صدر ہو ان کے سینہ میں ایک نور اور اک غیر متزلزل حقانیت پیدا ہوتی ہے۔ گو اس وقت کوئی جزئی دلیل بظاہر حاضر نہ ہو۔ مگر وہ اس کو حق ہی سمجھتے ہیں۔ اور بعد تحقیق کے وہ حق ہی ثابت ہوتا ہے یہ ہے شرح صدر جو کہ دلیل کا محتاج نہیں۔ بلکہ بعض دفعہ دلیل اس کے بعد پیدا ہوتی ہے اور کبھی یہ شرح صدر دلیل کے بعد حاصل ہوتا ہے فتدبر فیہ

امور ظنیہ میں دلیل کا حاصل صرف ظن اور تخمین ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً مگر شرح صدر میں ظن نہیں قطع و یقین کا اعلیٰ مرتبہ ہوتا ہے اکثر دلیلیں ظنی ہوتی ہیں جن سے ظن حاصل ہوتا ہے مجتہد خود بھی عمل کرتا ہے دوسروں کو بھی فتویٰ دیتا ہے۔ مگر اس کو شرح صدر نہیں کہتے ہم تو شرح صدر اس کو سمجھے ہوئے ہیں جو ابھی عرض کیا کاش مجتہد صاحب ہمارے خیال کو باطل کر کے اپنے خیال کی تصحیح فرما دیں۔ حضرت عمر فاروق کا اس قوی دلیل کے مقابلہ پر بار بار قسم کھا کر یہ فرمانا ھو واللہ خیر صدیق اکبر سمجھ گئے کہ ان کا شرح صدر ہو گیا ہے اور فاروق کا شرح صدر ہوا ہے تو بے شک یہ امر خیر ہی ہے۔ اگرچہ سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا۔ پھر ان کا بھی ویسا ہی شرح صدر ہو گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ بھی دلیل کوئی نہیں بیان فرماتے زید ابن ثابتؓ سے وہی ایک بیان ہے

جو فاروق اعظم کا تھا۔ اور یہاں سے بھی وہی جواب ہے اگر دلیل معلوم ہوتی تو یہ حدیث کیوں نہ پڑھ دیتے مگر انہوں نے بھی بار بار وہی فرمایا ھو واللہ خیر اور ان کا بھی شرح صدر ہوگیا اور وہ بھی فرمانے لگے وہی جو وہ فرمانے تھے ۔

اگر خدا کو منظور ہے اور اصل مضمون پورا ہوا تو وہاں عرض کروں گا۔ کہ مجتہد مجتہد سے یوں بلا دلیل قول تسلیم کرا کر تقلید کراتے ہیں ۔

غیب را ابرو آبے دیگر است　　　آسمان وآفتابے دیگر است

الغرض نہ شرح صدر کے یہ معنی ہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ کہ تجویز عمری کو ایک حدیث کے ماتحت خیال فرما لیا جو شیخین کی شان رفیع کے بہت خلاف ہے بلکہ ظاہر حدیث سے جو یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدیق اکبر کے قول کے مقابلہ میں فاروق اعظم نے کوئی دلیل قرآن وحدیث سے نہ بیان فرمائی اور ایسا ہی صدیق اکبر نے زید بن ثابت کے ساتھ معاملہ فرمایا۔ اور پھر تمام صحابہ نے بھی اس قول کو جس کے ساتھ دلیل مذکور نہ تھی تسلیم کر کے سب نے فاروقی تقلید فرما کر تقلید کی حقانیت کو ہمیشہ کے لئے لاجواب دلیل سے ثابت کر دیا اور نفس الامر میں کوئی دلیل اس قول کی تسلیم کے لئے ضرور ہوتی ہے ہاں اس وقت کلام میں مذکور نہیں ہوتی چنانچہ اس مضمون کو تقلید و تنقید میں عرض کر چکا ہوں

اس تشریح کے بعد دوسرا امر خود صاف ہوگیا یعنی یہ بھی غلط ہے کہ صدیق اکبر اور زید بن ثابت نے فاروقی تجویز کو جب تسلیم فرمایا کہ جب اس کا ماتحت حدیث مذکور ہونا ان کی سمجھ میں آگیا ورنہ وہ برابر انکار ہی کرتے رہے اور انکار ہی کرتے رہے۔ ناظرین کرام مضمون بالا کو بغور ملاحظہ فرمالیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تیسری بات البتہ قابل بیان ہے کہ جب انہوں نے تقلید کی تھی۔ تو اول ہی مرتبہ قبول کیوں نہیں فرمایا۔ مراجعت کیوں کی اور مقلد کر کے یہ جائز ہے کہ وہ چون وچرا کرے۔ اور جب تک اس کا مسئلہ اس کی سمجھ میں نہ آجائے جب تک نہ مانے اس کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے کہ تقلید کرنے والے ایک تو عوام ہیں جن کو بالکل علم نہیں ہوتا۔ یا معمولی لکھے پڑھے ہوتے ہیں مگر دلائل کو سمجھیں اور ان کی تنقید کریں اس کی صلاحیت ان میں نہیں ہوتی دوسرے لوگ وہ ہیں کہ اہل علم ہوں۔ اور دلائل کو سمجھ سکیں اور قرآن وحدیث تفسیر وغیرہ علوم سے اچھی طرح واقف ہوں۔ مگر اجتہاد کا درجہ نہ رکھتے ہوں جیسے بالعموم علمائے مقلدین ہر مذہب میں ہیں جن کی کتابیں ہر فن کی دنیا میں موجود ہیں اور آج کل کے اکثر مدعیان اجتہاد ان کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ تیسرے مقلد وہ حضرات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کو مجتہد بنایا ہے مگر کسی مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ مجتہد ہمہ دان ہو۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مجتہد کو کوئی مسئلہ

سمجھ میں نہ آوے اور وہ دوسرے مجتہد کی تقلید کرے پہلے درجہ کے مقلد کا یہی حال ہے کیونکہ وہ بالکل بے علم ہے اس کو چون وچرا کی گنجائش نہیں علیٰ ہذا القیاس جو علماء مجتہد نہیں، اور انہوں نے کسی امام کی حسن ظن پر یا یقین کی بنا پر یہ معلوم کر لے کہ اس کا قول قرآن وحدیث کے موافق ہوتا ہے کیونکہ وہ ہم سے علم میں ہزارہا درجہ بڑا ہے اور ہم کو درجہ اجتہاد حاصل نہیں اس کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرتے ہیں اور اس کے قول کا قبول کرنا دلیل کے بیان کرنے پر موقوف نہیں سمجھتے چاہے دلیل مذکور ہو چاہے مذکور نہ ہو۔ اور دلیل ہونے کے وقت اگر دلیل سمجھ میں بھی نہ آوے جب بھی اسی قول کو تسلیم کرتے ہیں یہ لوگ بھی دلیل دریافت نہیں کرتے لیکن اگر دریافت بھی کریں تو اس کا منشا یہ نہیں ہوتا کہ اگر مجتہد دلیل نہ بیان کرے یا بیان کرنے کے بعد سمجھ میں نہ آوے تو اسے قبول نہ کرے بلکہ وہ دلیل معلوم کرنا صرف اس وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ مزید اطمینان ہو جائے یا اگر کوئی غیر مقلد دریافت کرنے لگے تو اس کے سامنے بیان کر دی جائے اپنے عمل کے لئے دلیل ضروری نہیں سمجھتے اور بایں معنی تقلید کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قول کے ساتھ دلیل مذکور نہ ہو۔ چنانچہ اس کو عرض کر چکا ہوں۔ ہاں تیسرا درجہ کہ مجتہد مجتہد کی تقلید کرے۔ اس میں مجتہد دوسرے مجتہد سے دلیل دریافت کر سکتا ہے جرح بھی کر سکتا ہے۔ اور اگر اس کا بے دلیل شرح صدر اور اطمینان نہ ہو۔ تو اس قول کو رد بھی کر سکتا ہے۔ اور اگر بے دلیل ہی اطمینان ہو جائے یا جو دلیل اس کے نزدیک مخالف حکم ہے اس کو دوسرے مجتہد کے سامنے بیان کرے مگر وہ اس کو قابل التفات بھی نہ سمجھے تو یہ سمجھ سکتا ہے کہ میری دلیل اگر واقعی قابل توجہ ہوتی تو ضرور اس کا جواب دیا جاتا مگر یہ دلیل بے محل ہے اور اس کے پاس جو دلیل ہو گی وہ ضرور اس سے اقویٰ اور اعلیٰ ہو گی اس بنا پر ایک مجتہد دوسرے مجتہد کا قول مان سکتا ہے اور اطمینان نہ ہو۔ تو رد بھی کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجتہدین صحابہؓ وغیرہم ایک وقت دوسرے مجتہد کے قول کو قبول فرماتے تھے۔ اور دوسرے وقت رد۔ حدیث کے تتبع کرنیوالوں پر یہ امر پوشیدہ نہیں۔ الحاصل یہ غلط ہے کہ مقلد جس کی تقلید کرے اس سے نہ دلیل طلب کر سکتا ہے نہ حجت نہ مناظرہ۔ بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقلد اپنے امام کے قول کو بے دلیل واجب التسلیم سمجھ کر پھر بھی مزید اطمینان کے لئے قبل تسلیم یا بعد تسلیم دلیل طلب کرتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام خداوند عالم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنے کے معتقد تھے۔ اور خداوند عالم کو محی الموتیٰ جانتے تھے۔ مگر پھر بھی مزید اطمینان کے لئے یہ سوال عرض کیا۔ کہ اے رب مجھے دکھلا دے کہ مردوں کو

کس طرح زندہ کرتا ہے ہاں یہ امر بالکل حق ہے کہ عوام مقلدین کو چون وچرا کی بالکل گنجائش نہیں اور اس کو تو شاید مجتہد صاحب بھی ضرور تسلیم فرماتے ہوں گے اور اگر اصل مضمون کو پورا کرنے کی توفیق ہوئی۔ تو خدا چاہے ہم اس مسئلہ کو اور زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ مجتہد صاحب تکلیف فرما کر معروضات سابقہ کو بغور ملاحظہ فرما کر یا تو قبول فرمائیں یا اس کا رد کریں حق امر کے تسلیم کرنے میں خدا اچھا ہے ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر ہاں بات ٹھکانے کی ہونی چاہیے۔ مسلم الثبوت اور توضیح کی عبارات بے محل نقل کرنا مفید نہیں مسلم الثبوت اور توضیح میں جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے مگر ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

تقلید کے معنی صرف ایک ہی نہیں جس کو جناب نے یاد کر رکھا ہے بلکہ اور بھی معنی ہیں جن کو تمہید التنقید میں دریافت کر چکا ہوں۔ اس کا جواب بارگاہ اجتہاد سے ملے گا تو پھر اور عرض کروں گا۔ اس وقت تو آپ کا ہی شعر بہ تغییر یسیر عرض خدمت کرتا ہوں۔ ؎

نہ رکھ علم و ہنر بے دیر وہ دنیا سے ہیں
تماشا ہے شناد اسد بے ہتیار لڑتے ہیں

امید ہے کہ آپ اب مجھے کسی دوسرے درس میں جانے کا مشورہ نہ دیں گے کیونکہ بندہ نے آپ کا یہ درس دیکھ لیا۔ اور وہ بھی بخاری کا۔ میں یہاں تک بدظن ہوں کہ اگر مقلدین کی شرح اور حواشی نہ ہوں تو غیر مقلدین تو شاید بخاری شریف کا صحیح ترجمہ بھی نہ کر سکیں نہ معلوم ان کو کس چیز پر ناز ہے۔ سب کچھ مقلدین سے لیا اور پھر انہیں سے مقابلہ ؎

اپنی تصویر پہ نازاں ہو تمہارا کیا ہے
آنکھ نرگس کی دہن غنچہ کا حیرت میری

حواشی و شرح دیکھ کر وہ بھی اپنے کو محدث سمجھنے لگے خدا کی قدرت ہے ؎

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

فرمائیے اس شعر کا یہ موقع ہے یا جہاں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ آپ اساتذہ کے کلام کو بے محل پڑھکر ان کی روح کو صدمہ پہنچاتے ہیں جب ہمیں درد معلوم ہوتا ہے۔ تو ان کو اس اسراف سے تکلیف کیوں نہ ہوتی ہوگی۔ میں نے واقعی کسی غیر مقلد کو بخاری کا درس دیتے ہوئے نہیں دیکھا اپنے سوا کیا آپ کسی غیر مقلد کا پتہ دے سکتے ہیں بشرطیکہ مقلدوں کا نمک حرام نہ ہو۔ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہو غیر مقلدوں سے ہی حاصل کیا ہو۔ وہ بھی غیر مقلدانہ رنگ میں۔ فقہ وغیرہ نہ پڑھا ہو۔ بخاری شریف بھی مصری معرا ہو آپ فرماتے ہیں مولانا کیا اچھا ہوتا کہ مدرسہ دیوبند کے حدیث خواں طلبہ سے بطور امتحان آپ یہ سوال کرتے کہ اس حدیث میں شرح صدر سے کیا مراد ہے کم از کم ان کا جواب تو آپ کو معلوم ہو جاتا۔"

اب بھی بندہ کو جواب دیوبند کا طالب علم ہی دے رہا ہے مگر افسوس کہ جواب قابل انعام نہ دیا مفر کے

قابل دے کر دیوبند کے طلبہ کو بھی بدنام کیا

پھر آپ فرماتے ہیں ساری تقریر کے خاتمہ پر میرے دوست نے ایک سوال کیا ہی لطیف کیا ہے۔ آپ حضرات (اہلحدیث) کہیں بدعتی تھوڑا ہی ہو سکتے ہیں۔ یقیناً سچ فرمایا۔ صدق ان مفترقان ابی تفرق واقعی مجھے بھی یہی خیال تھا۔ مگر کیا کہوں۔ اربعین نے اس خیال کو بالکل غلط کر دیا۔ غیر مقلدین کسی کی جان کو روتے ہیں کہ اس نے ہمیں بھی بدنام کیا اسی وجہ سے وہ برادری سے بھی خارج کر رہے ہیں دیکھئے کس کل اونٹ بیٹھے۔ وقت کی بات ہے ؎

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے   لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ ھؤلاء

حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں یہ فقرہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ غرض یہ ہے کہ جب تمام صحابہ نے فاروق اعظم کے قول کو بلا دلیل تسلیم کر کے جمع قرآن کیا اور کوئی حدیث و قرآن کی آیت بیان نہ فرمائی۔ تو یہ فاروقی قرآن شریف غیر مقلدوں کے نزدیک بدعت عمری ہوا تو جیسے بیس تراویح بدعت عمری کہکر ترک کرتے ہیں اس قرآن شریف کو بھی بدعت عمری کہہ کر اس میں پڑھنا ترک کر دینا چاہئے تھا اس کا جواب اگر کوئی غیر مقلد یہ دے کہ یہ اعتراض تو جب صحیح ہوتا جب ہم اس قرآن شریف میں اس وجہ سے پڑھتے کہ فاروقی قرآن ہے۔ بلکہ ہمارے پاس تو جمع قرآن کی فلاں دلیل ہے۔ جیسے ابھی آپ نے سنا ہوگا کہ ایک غیر مقلد نے الدین النصیحۃ کے ماتحت اس کو مسنون کہا ہے تو اب ہم اس قرآن شریف میں اس وجہ سے پڑھتے ہیں کہ فلاں دلیل سے جمع قرآن ثابت ہے بدعتی اگر ہوئے تو معاذ اللہ فاروق اعظم اور جملہ صحابہ ہوئے ہم پر کوئی اعتراض نہیں تو اس کا جواب عرض کیا تھا کہ ہمیں آپ سے غرض نہیں ہمیں تو صحابہ کا مقلد ہونا ثابت کرنا ہے۔ تاکہ ہم ان کی تقلید کر کے ما انا علیہ واصحابی میں داخل ہو کر نجات پائیں بندہ نے تو ایک احتمال کے طور پر عرض کیا تھا۔ مگر آپ نے اسے صحیح کر کے بتا دیا کہ اگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ تجویز عمری الدین النصیحۃ کے ماتحت ہے تو آپ اس کو بدعت ہی فرماتے۔ اور کوئی اور ہی قرآن بنا کر پڑھتے اور یہ شعر فرماتے ؎

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے   ہاں طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

اچھا ہوا کہ یہ حدیث سمجھ میں آگئی ورنہ آج قرآن شریف سے ہاتھ دھونا پڑتا یا مجبوری بیاض عثمانی کی جگہ بیاض فاروقی کو ہی پڑھئے۔ تعجب ہے کہ اس انوکھے استدلال کو صدیق اکبر اور زید بن ثابتؓ نے کہیں بھی بیان نہیں فرمایا۔

کیا یہ عرض کرنا بے محل تو نہ ہوگا کہ جیسے جمع قرآن حفاظت الفاظ کتاب ہے۔ فقہ حفاظت

معانی قرآن ہے تو جیسے وہ معمول بہ ہے یہ بھی ہونا چاہئے ورنہ کوئی اور تفسیر القرآن لکھ کر نہ معلوم کیا کیا لکھ دیگا اور اہلحدیث کو پھر دقت اٹھانی پڑے گی اور ظاہر ہے کہ جیسے تصحیح الفاظ صحابہ نے فرمائی اس سے زیادہ اور کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ اسی طرح تصحیح معانی جیسے فقہا نے فرمائی ویسی ان کے بعد اور کوئی نہیں کرسکتا تو جیسے وہ حدیث الدین النصیحۃ کے ماتحت ہے فقہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ ورنہ تو پھر بابی بہائی مرزائی ثنائی وغیرہ وغیرہ نہ معلوم کیا کیا کرتے۔

ہاں یہ فرق ضرور ہے۔ اور ہونا چاہئے تھا کہ وہاں چونکہ جمع صرف الفاظ کا تھا وہاں اختلاف کی گنجائش نہیں اور فقہ میں چونکہ معانی کو جمع کیا گیا ہے یہاں اختلاف کی گنجائش تھی اختلاف ہوا جیسے جمع احادیث کر وہاں الفاظ میں بھی اختلاف ہے اور معانی میں بھی ۔ اور ہونا چاہئے تھا۔ اگر محدثین اور فقہا نہ ہوتے تو نہ معلوم یہ غیر مقلدین مسلمانوں کو کہاں تباہ کرتے اور کس جنگل میں فنا اور کس دریائے جہالت میں غرق کرتے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ۔ آخر میں آپ اطلاع کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔

"مولانا کو معلوم ہونا چاہئے کہ اہلحدیث دفتر القاسم دیوبند میں برابر جاتا ہے۔ گمان بلکہ یقین ہے کہ آپ دیکھتے ہوں گے بلکہ ہمیشہ سے دیکھا کرتے ہیں۔"

مولوی صاحب سخت حیرت ہے کہ آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے کی عادت کب سے اور کیوں ہوگئی کیا غیر مقلدی میں یہ بھی شرط ہے نہ میں نے اہلحدیث کو ہمیشہ دیکھا نہ مجھے اس کا علم تھا کہ القاسم میں آتا ہے نہ میں اہلحدیث کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ اپنا وقت اس میں ضائع کروں اب بھی صرف اپنے متعلق مضمون دیکھ لیتا ہوں بلکہ میرے ہی متعلق بھی جو بعض بعض اور غیر مقلدوں نے اہلحدیث میں مضامین لکھے تھے۔ ان کو بھی نہیں دیکھا بعض احباب نے فرمایا۔ تو ان کے فرمانے پر دیکھا بعض وقت کوئی سرخی یا مضمون دیکھ لیا ورنہ مجھے غیر مقلد ہونا تھوڑا ہے جو اس کو دیکھوں نہ غیر مقلدوں کا معتقد پھر کیوں دیکھوں اور مجھے تو افسوس ہے کہ لاہور میں آپ سے عرض بھی کیا۔ کہ جب تک میرے متعلق مضمون ہو۔ اس وقت تک اخبار میرے نام بھیج دیا کیجئے۔ مگر باوجود وعدہ فرمایا پھر بھی ایک ہی دفعہ آیا۔ اور دفتر القاسم میں بھی التزام سے نہیں آتا اسی وجہ سے مجھ کو بعض پرچوں کے حاصل کرنے میں بہت دقت ہوئی پھر باوجود معلوم نہ ہونے کے آپ قطعی طور پر کیسے تحریر فرما دیتے ہیں۔ مگر جب آپ نے صدیق اکبرؓ اور زید بن ثابتؓ کی نسبت جو جی میں آیا۔ لکھ دیا۔ تو بیچارے مرتضیٰ کی کیا حقیقت ہے ان بعض الظن اثم سے بچنا چاہئے۔

یکم محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کے اہلحدیث میں جو تنقید التنقید کا نمبر ۹ ہے اس کے جواب میں سطور ذیل عرض ہیں

اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نافع بنائے آمین

نمبر ۴۹۔ یہ نمبر گویا مجتہد صاحب نے نہایت ہی سنجیدگی اور تحقیق سے لکھا ہے اور غالباً یہ خیال ہوگا کہ اس نمبر پر مرتضیٰ ایک حرف بھی نہ لکھ سکے گا۔ اسی وجہ سے اس میں اس عاجز ہیچمدان کا مذاق بھی بہت اڑایا اور تمسخر بھی اور میرے بڑھاپے اور ضعف جسمانی پر رحم بھی کھایا اور مشورہ یہ دیا ہے۔ کہ میں اس حدیث کے مطلب کو دیوبند کے مدرسہ یا دہلی کے مدرسہ رحمانیہ یا دربھنگہ کے مدرسہ احمدیہ کے طلبا سے پوچھ لیتا بارگاہِ اجتہاد کو ادنیٰ؛ در دور از کار بات کی کیوں تکلیف دی۔ مگر میری خاطر سے جواب کی تکلیف گوارا فرمائی گو جواب کا حاصل غلط ہے مگر میں شکر گذار ہوں۔ اسوجہ سے کہ اگر ایسی تنقید نہ ہوتی تو بندہ کا مضمون فیصلہ کُن بلکہ فیصلہ کن سے بھی زیادہ کیسے ثابت ہوتا۔ مجتہد العصر نے اس نمبر کو چار سطر کم ایک صفحہ میں تحریر فرمایا ہے مذاق اور تمسخر کے بعد حاصل کل چار امر ہیں۔ ناظرین توجہ اور غور سے ملاحظہ فرمائیں

(۱) فرقوں میں تعدد آتا ہے اصولی اختلاف سے جیسے شیعہ۔ مقلد۔ قادیانی۔ غیر مقلد

(۲) کچھ شک نہیں کہ حدیث موصوف میں امتی کے لفظ سے امت اجابت مراد ہے یعنی کلمہ گو۔

(۳) مطلب حدیث یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اصول وہ رکھیں گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصول ہیں اور صحابہ نے بالاتفاق اس کو مضبوطی سے پکڑا ہے۔ وہ تو ناجی فرقہ ہے

(۴) اور جو لوگ سوائے اس اصول کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور صحابہ نے بالاتفاق اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ کوئی نیا اصول دین مقرر کریں گے وہ اس فعل کی وجہ سے سزایاب ہوں گے۔ لیکن اگر وہ شرک کی حد تک نہیں پہنچے ہوں گے تو انجام کار ان کی نجات ہوگی ورنہ ابدالآباد تک جہنم میں رہیں گے

اس مضمون کے بعد جناب مجتہد (مولوی ثناء اللہ صاحب) فرماتے ہیں "فرمائیے کیا سوال ہے" بہت اچھا سنئے

حدیث ما انا علیہ و اصحابی پر ایک نظر | نمبر اوّل۔ اب قابل گذارش یہ امر ہے کہ وہ فرقہ امت اجابت کا جس کو ناجی کہا گیا۔ اس کا نام اگر آپ کے یہاں بھی اہل السنت والجماعت ہی ہے۔ تو اس میں تعدد جائز ہے۔ یا وہ صرف ایک ہی فرقہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ تعدد جائز نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ فرقہ وہ ہے کہ جس کے اصول رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور جملہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اصول کے مطابق ہوں اگر ہر صحابی کے اصول کے موافق عقائد رکھنے والا بھی اہل السنت والجماعت ہوتا تو یہ ممکن تھا۔ کہ کوئی کسی صحابی کی پیروی کرتا اور کوئی کسی صحابی کی اور صحابہ کے اصول مختلف ہوتے۔ تو اہل السنت والجماعت کے فرقے بھی بہت ہو سکتے مگر جب مجموعے کا اعتبار ہے۔ تو وہ تو ایک ہی ہوگا۔ وہ لیک آپ کے نزدیک غیر مقلد ہے یا مقلد بہت غور سے جواب دیجئے۔ مگر دونوں کو آپ نے اہل السنت

والجماعت کہا ہے تو آپ کا قول غلط ہے۔ حدیث کا مطلب

اگر آپ کا قول صحیح ہے تو جب غیر مقلدین کی طرح مقلدین بھی اہل السنت والجماعت اور ناجی ہوئے
تو اب جھگڑا کیا ہے یہ اعلان کر دیجئے۔ اور حدیث کا مطلب صحیح بیان فرمایئے فرقہ ناجی ایک نہ رہا بلکہ متعدد ہو گئے
اور اگر آپ کا قول غلط ہے تو اس کو صاف کہہ کر یہ فرما دیجئے کہ وہ قول کس آیت قرآنیہ یا حدیث
کے ماتحت فرمایا تھا اور اب اس آیت یا حدیث کا کیا مطلب ہوگا اور رات دن اگر آپ کے اجتہاد کا یہی حال
رہے گا۔ تو آپ کے مقلدین کیا کریں گے اگر آپ کے مقلدین بہر صورت ناجی ہیں چاہے آپ کا فتویٰ
اور اجتہاد صحیح ہو یا غلط تو ائمہ مجتہدین کا بھی یہی حال بطریق اولیٰ ہونا چاہئے وہ بھی ہر حال ناجی ہوں گے
چاہے مجتہد نے فتویٰ صحیح دیا ہو یا غلط۔ اس صورت میں تقلید شخصی بلا تردد جائز ہوگی اور اگر فرق
ہے کہ آپ کے مقلدین تو بہر صورت ناجی ہوں اور ائمہ مجتہدین کے مقلدین اور قاضی ہر صورت ناری
یا صرف صحت کی صورت میں ناجی تو وجہ فرق کیا ہے اور جو ان کو ناری کہے اسے آپ کیا فرماتے ہیں
اور اگر اہل السنت والجماعت کے فرقے میں تعدد جائز ہے تو اول تو آپ نے جو معنی بیان فرمائے ہیں
اس کے خلاف ہے کیونکہ جملہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ اصول میں تعدد محال ہے دوسرے
حدیث میں فرقہ ناجیہ صرف ایک بیان کیا گیا ہے اور اس تقدیر پر متعدد ہو سکتے ہیں

غرض اگر تعدد ناجائز ہے تو آپ نے باوجودیکہ مقلدین اور غیر مقلدین کو دو فرقے تسلیم کرتے پھر
بھی دونوں کے اہلسنت والجماعت ہونے کا قول کیوں کیا اور اگر تعدد جائز ہے تو آپ نے جو معنی بیان
فرمائے ہیں۔ وہ غلط ہوتے ہیں اور نیز حدیث کا مصداق بھی صحیح نہیں رہتا۔ کیونکہ حدیث سے فرقہ ناجیہ
ایک ثابت ہوتا ہے اور آپ تعدد کے قائل ہو گئے

نمبر دوم۔ دوسری بات قابل گذارش یہ ہے کہ آپ نے جو معنی بیان فرمائے ہیں ان سے تمام صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ناجی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ جس صحابی کے اصول رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم اور جملہ صحابہ کے متفقہ اصول کے موافق اصول ہوں گے۔ وہ تو ناجی ہوگا ورنہ معاذ اللہ العظیم
اس ایک مختلف اور کل صحابہ کا ناری ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ متفقہ اصول نہ اس ایک کے ہیں نہ ان
بقیہ کے تو اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہو کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اختلاف
اصول نہ تھا۔ تب تو یہ آپ کی متفقہ کی قید لغو اور بے کار ہے بلکہ مضر ہوئی اور معنی حدیث کے
یہ ہوئے کہ آپ کا ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناجی ہے اور اس کا ہر عقیدہ اور اصل دین اصول نبوی
اور اصول صحابہ کے ساتھ متحد ہے۔ اور شان صحابیت اسی کی مقتضی ہے ورنہ .... اگر صحابہ

میں بھی کوئی معاذاللہ بہتر فرقے میں داخل ہو۔ تو ان کی روایت مطلقاً قابل اعتبار نہ رہے گی اور الصحابۃ کلھم عدول غلط ہوجائے گا اور یا یہ کہا جائے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اختلاف اصول تو تھا۔ مگر وہ ناجی ہونے کو منافی نہ تھا۔ تو حدیث کے مفہوم کے خلاف ہے کہ ناجی فرقہ ایک نہ ہوا۔ بلکہ متعدد ہو گئے یا یہ کہو کہ خلاف اصولی تھا۔ اور جو متفرد تھے۔ وہ معاذاللہ ناجی نہ تھے تو پھر وہی خرابی مذکور لازم آتی ہے کہ روایت حدیث میں مطلقاً صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اعتبار نہ رہے گا۔ اور الصحابۃ کلھم عدول غلط ہوجائے گا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ جب اختلاف ہوا تو متفقہ اصول اور عقیدہ کسی کا بھی نہ رہا۔ تو معاذاللہ ایک صحابی بھی اہلسنت والجماعت میں نہ رہے اور جب وہی ناجی نہ رہے۔ تو پھر تمام امت ناجی نہ رہے گی غیر مقلد ہو کے بھی سیدھے جہنم ہی میں جائیں گے کیونکہ نجات تو اس پر موقوف تھی کہ صحابہ کے متفقہ اصول پر ہوتے اور صحابہ کا متفقہ اصول کوئی بھی نہیں اذا فات الشرط فات المشروط کیا معنی بیان فرمائے قربان جائے اس معنے کے ایسے معنی تو اہل غیر مقلدین کو بھی نہ سوجھے ہوں گے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

ایسا اجتہاد ائمہ مجتہدین کب کر سکتے تھے۔

نمبر سوم تیسری بات قابل گذارش یہ ہے۔ کہ اس معنی کی بنا پر تو اہل السنت والجماعت کا وجود ہی محال ہوجائے گا۔ کیونکہ اس کا تو حاصل یہ ہوا کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جس کے عقاید و اصول تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ طور اجماعی اصول کے موافق ہوں اور اجماع کے اول تو غیر مقلدین کے اصول کی بنا پر امکان میں کلام ہے پھر وقوع میں۔ پھر ثبوت میں۔ پھر حجیت میں۔ لیجئے مردن موقوف مقبرہ مسمار۔ اچھی متفقہ کی قید بڑھائی۔ کہ تمام گھر ہی گر گیا۔ سوکن کے لئے ناک کٹانا اسی کو کہتے ہیں ؎

ہم نہ پہنچے اپنے مطلب کو نہ پہنچے پر خدا — یہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا پورا ہوا

دنیا جہنم میں جائے اور سب سے پہلے غیر مقلدین مگر تقاید نہ ثابت ہو ؎

ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے

نمبر چہارم۔ چوتھی بات قابل گذارش یہ ہے۔ کہ امت اجابت سے مراد نرکلمہ گو ہوئے بس نرکلمہ لا الٰہ الا اللہ کا زبان سے اقرار کرے۔ چاہے تمام ضروریات دین نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ وغیرہ کا اقرار بھی نہ کرے اور کافر کا کافر ہی رہے۔ یا اقرار کرکے پھر مرتد یا مشرک وغیرہ ہوجائے (کیا امت اجابت ہے) مگر باوجود ان تمام کفریات کے کلمہ پڑھتا رہے۔ اور اسلام کا دعویٰ کرتے رہے۔ تو باوجود

کفر وارتداد کے مجتہد پنجاب کے یہاں تو وہ امام بھی بن سکتا ہے قادیانی ۔ بابی ۔ بہائی وغیرہ گو کتنا ہی قطعیات قرآنیہ کا انکار کریں ۔ مگر چونکہ مدعی اسلام ہیں اس لئے ان کے امام ہو سکتے ہیں ۔ لیکن نہ معلوم بے نصیب " مقلدین بھی غیر مقلدین کے امام ہو سکتے ہیں یا نہیں غرض جب امت اجابت اس قدر وسیع ہوئی کہ کافر و مشرکین و مرتدین کو بھی شامل ہے تو اب بہتر فرقوں میں مسلمانوں ہی کی تخصیص نہ رہی ۔ بلکہ کفار بھی شامل ہیں ۔ تو اب مجتہد پنجاب اگر کسی کو امت اجابت یا بہتر فرقوں میں شمار فرمائیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ۔ کہ وہ اس کے نزدیک مسلمان بھی ہے تو اب بہتر فرقوں کی دو قسمیں ہوئیں ایک مسلمان اور ایک کافر ۔ کفار تو اہل السنت والجماعت سے متمیز ہو گئے ۔ کہ وہ ابد الآباد تک جہنم میں رہیں گے اب سوال یہ ہے کہ اہل السنت والجماعت کو جنت میں دخول اولی ہو گا یا یہ بھی جہنم میں جائیں گے اگر یہ بھی جہنم میں جائیں گے ۔ اور آخر کار ابد الآباد کے لئے جنت میں داخل ہوں گے تو دوسرے فرق اسلامیہ کا بھی یہی حال ہو گا ۔ پھر ان میں اور دوسرے فرقوں میں کیا فرق ہوا ۔ غیر مقلد ہونے میں کیا نفع ہوا جہاں مقلدین ہوں گے ۔ وہیں یہ بھی ہوں گے ہاں اگر یہ کہا جائے کہ مقلدین چونکہ بوجہ تقلید ائمہ کے مشرک و کافر ہو گئے ہیں تو یہ ابد الآباد کے لئے جہنم میں جائیں گے اور غیر مقلدین چندروز بسر کر کے واپس آجائیں گے ۔ تو یہ جواب ہو سکتا ہے مگر جب کہ یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ مقلدین باوجود مشرک و کافر ہونے کے غیر مقلدین کی طرح اہلسنت والجماعت بھی ہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ کہ ایک شخص کافر اور مشرک بھی ہو اور اہلسنت والجماعت بھی ۔ اگر یہ اجتماع جائز ہے تو اہلسنت والجماعت بجائے ناجی ہونے کے ابدی جہنمی بھی ہو سکتا ہے پھر اس کو ناجی کیسے کہہ سکتے ہیں ۔ اور اگر اہل السنت والجماعت کو جنت میں دخول اولی ہو گا تو اس کی سند حدیث یا قرآن یا کم از کم پنجاب کے اجتہاد ہی سے ہونی چاہئے ۔ کہ غیر مقلدین خدائی سانڈھ ہیں ان کو اختیار ہے کہ جو چاہیں سو کریں جنت ان کی میراث ہے ان کے مقلدین ہی جہنم میں جائیں گے باوجودیکہ ہیں دونوں اہلسنت والجماعت لیکن اس پر تو شاید کیا یقیناً آپ راضی نہ ہوں گے کہ مقلدین کو بھی اس کی اجازت دی جائے کہ جو چاہو کرو ۔ مگر جنت میں دخول اولی ہو گا ۔ پھر یہ بھی فرمایئے ۔ کہ اس تقدیر پر بہتر کی تخصیص کے کیا معنے جبکہ کفار و مسلمان کل بہتر ہی فرقے ہیں ۔

نمبر پنجم پھر کیا یہ بھی دریافت کر سکتا ہوں ۔ کہ جب خدام والا کے نزدیک امت اجابت سے مراد مطلقاً کلمہ گو مدعیان اسلام ہیں چاہے وہ کافر کے کافر رہیں یا اسلام کے بعد ارتداد اختیار کریں تو پھر اگر ما انا علیہ واصحابی سے وہ مراد لئے جائیں کہ جو مسلمان ہوں ۔ اور مطلب یہ ہو کہ جس قدر

کافر ہوں گے وہ ابد الآباد کے لئے ناری اور جو مسلمان ہیں وہ ابد الآباد کے لئے جنتی۔ تو تقابل اس معنی میں اچھا ہوگا۔ یا جو جناب نے لئے۔ اس معنی کا تو یہ حاصل ہوگا۔ کہ امت اجابت کے بہتر فرقے کفار کے ہوں گے اور ایک فرقہ اہل السنت والجماعت یعنی مسلمانوں کا۔ پہلے ابد الآباد کے لئے ناری اور یہ ابد الآباد کے لئے جنتی۔ اس معنی میں تقابل تو بالکل صحیح ہوجائے گا۔ مگر مقلدین اور غیر مقلدین اب ما انا علیہ واصحابی کے فرد ہو کر جنتی ہوجائیں گے۔ غیر مقلدوں کو مقلدوں پر تفوق کوئی نہ رہے گا۔ مگر جب آپ بھی دونوں کو اہلسنت والجماعت کہہ چکے ہیں۔ تو اس میں کیا ہرج گیا ہے۔ اور جو معنی مجتہد جناب نے بیان فرمائے ہیں ان میں تقابل نہیں بنتا۔ کیونکہ بہتر فرقوں میں بعض یعنی کفار تو ابدی ناری ہوں گے اور بعض میعادی مثل اہل سنت والجماعت کے مگر بہتر اور تہتر کی تخصیص پھر بھی غلط رہے گی گو تقابل صحیح ہوجائے گا خرابی امت اجابت کے معنی غلط لینے کی وجہ سے ہوئی۔

نمبر ششم۔ اب میں یہ بھی پوچھتا ہوں۔ کہ امت اجابت کے یہ معنی کسی پہلے محدث نے بھی لئے ہیں یا تازہ تازہ اجتہاد ہے۔ اور بنی اسرائیل میں جو بہتر فرقے ہوئے تھے۔ وہ بھی اسی ہی امت اجابت کے ہوئے تھے یا وہ فرقے سب مسلمان ہی تھے بات تو شان اجتہاد کے لائق نہ تھی مگر آپ کی عنایات نے جری کر دیا ہے ؎

حوصلے بڑھ گئے جب یار کو تنہا دیکھا

نمبر ہفتم۔ ہاں یہ بھی مجھے عرض کرنا ہے۔ کہ امت اجابت سے صرف مسلمان ہی مراد لے سکتے ہیں یا نہیں اور یہ بہتر کے بہتر فرقے مسلمانوں ہی کے ہوں۔ اور سب کے سب مسلمان ابدی ناجی اور پھر بھی ایک فرقہ ناجی رہے اور باقی سب ناری خوف ہے کہ زیادہ سوالوں سے کہیں غصہ ہو کر جس دوستی کے مدعی ہیں اس کو بھی نہ توڑ دیں اس وجہ سے معافی چاہتا ہوں ؎

فریاد زیں دو رشتہ کہ بسیار نازک است	نے تارِ عشق محکم و نے تار دوستی
گل را بیار کن کہ لب یار نازک است	ساقی تو نے بجام بلوری چہ میدہی

مگر چونکہ آپ نے اب تو کرم کیا ہے اسی وجہ سے دل چاہتا ہے کہ کچھ اور بھی عرض کر دوں۔ اگر غصہ ہو کر جواب بھی نہ دیں گے تو شاید مسلمانوں ہی کے لئے کچھ مفید ہوجائے

نمبر ہشتم آٹھویں گذارش یہ ہے۔ کہ سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو امت اجابت سے مراد صرف کلمہ گوئی ہے جو کفار مرتدین اور مشرکین کو بھی شامل ہے محض غلط ہے کیونکہ حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ کے منافی ہے۔ یہ تین زمانے آپ کے امت اجابت کے خیریت مطلقہ کے ہیں۔ کہ ان میں جھوٹی گواہی خیانت عدم امانت نذور کا

پورا نہ کرنا جھوٹ بولنا بھی شائع اور ظاہر اور بکثرت ہو گا۔ اگر یہ امور ہوں گے بھی تو بہ ندرت الشاذ کالمعدوم کے حکم میں ہوں گے حالانکہ جو معنے امت اجابت کے آپ نے بیان فرمائے ہیں ان سے تابعین و تبع تابعین زمانہ صحابہ میں بلکہ خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی خیریت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی کیونکہ منافق بکثرت موجود تھے۔

اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ میں کس قدر لوگ مرتد ہوئے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں اور اصول کی قید سے تو صحابہ میں سے بھی کسی ایک کا بھی اہل السنت والجماعت میں داخل ہونا دشوار کر دیا ہے پھر خیریت قرون ثلاثہ کے کیا معنی۔ فتدبر فیہ۔ بغور جواب دیا جائے۔

نمبر ۱۰ نہم۔ یہ بات بھی قابل عرض ہے کہ امتی کا لفظ کسی حدیث میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بایں معنی استعمال فرمایا ہے جو آپ نے صرف کلمہ گو کے لئے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہے تو وہ موقع کیا ہے اور جو قرینہ وہاں موجود ہے۔ یہاں بھی ہے یا نہیں

نمبر دہم۔ خدام والا کی خدمت میں یہ بھی قابل گذارش ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے۔ کہ بعض لوگ حوض پر وارد ہوں گے۔ آپ ان کو جانتے ہوں گے وہ آپ کے پھر وہ روک لئے جائیں گے تو آپ صلعم ان کو انہم منی وکما قال فرمائیں گے تو فرشتے جواب دیں گے کہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک یعنی انہوں نے جو آپ کے بعد احداث فی الدین کیا ہے۔ اس کی آپ کو خبر نہیں۔ یہ لوگ اگر کافر نہیں تھے۔ تو معاذ اللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر بھی اختلاف اصول ثابت ہو گیا تو پھر جو معنی آپ نے بیان فرمائے ہیں کہ سب صحابہ رضوان اللہ علیہم ان اصول پر متفق ہوں اس کا تحقق محال ہو گیا۔ تو پھر فرقہ ناجیہ کون ہو گا اور اگر یہ لوگ کافر تھے تو صحابہ کا اعتبار بالکل ہی نہ رہا۔ اور دوسرے بڑے تبرائی غیر مقلد یعنی روافض بغلیں بجائیں گے اس کا جواب کیا ہو گا۔ بظاہر یہ کفار نہ تھے کیونکہ اگر ان میں آثار وضو وغیرہ علامات اسلام نہ ہوتیں۔ تو آپ ان کی طرف توجہ بھی نہ فرماتے اور انہم امتی بھی نہ کہتے صلے اللہ علیہ وسلم

نمبر یازدہم گیارہویں بات۔ تو بہت ہی غضب کی ہے کہ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے یہ معنی فرماتے ہیں "و دلیل بر این ست کہ مراد از کلمہ ما در حدیث ما انا علیہ واصحابی اخلاق و سیر صحابہ بحکم آنچہ از ابن عباس روایت کردہ"۔ فرمائیے آپ تو صرف اصول مراد لیتے تھے جس سے فرقوں میں تعدد آنکلے اور رہیاں آپ کے مسلم بزرگ آپ کے خلاف فرماتے ہیں فرمائیے آپ جانتے ہیں کہ اسمٰعیل شہید کون ہیں پکے مقلد غیر مقلدوں کے دشمن ہیں۔ فرمائیے اب بھی مضمون فیصلہ کن ہوا یا نہیں

الحمد للہ علی الحمد و علیٰ رسولہ الصلوٰۃ والسلام و آلہ واصحابہ اجمعین

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں "اگر نفس حدیث کبھی زیر بحث آ جائے تو تب در خیالات کی صورت میں ایک بھائی کا فرض ہے کہ جو معنی اس کے ذہن میں ہو وہ بیان کر دے۔" الخ

بھائی کی تو ایک ہی کہی اب تک تو ہم کو اپنا بھائی کہہ کہہ کر وہابی گلابی غیر مقلد نجدی مشہور کر کے ہندوستان میں بدنام کیا پھر وہی چال اختیار فرمایے ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی ۔ بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر پائیں

آپ جس کو اپنا بھائی بنائیں پھر اس کی خیر کہاں ؎

زہر چپکے ہے نگاہ یار سے ۔ مر گیا وہ جس کو دیکھا پیار سے

معاف فرمائیے ویسے ہی زندہ رہنے دیجئے بس آدمی کی بدنامی کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ آپ کا بھائی ہو جائے اور خیریت سے آپ بار بار مجھے آپ اپنا دوست بھی لکھتے ہیں خدا بچائے ؎

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

یہ تو آپ کا حال دوستی شفقت عنایت کرم بھائی چارہ میں ہے اگر دشمن ہوتے تو نہ معلوم کیا کرتے ؎

وہ لطف میں کرتا ہے ستم اور زیادہ

فرمائیے آپ اخوان الصفا ہوئے یا اخوان یوسف۔ بس رحم فرمائیے۔ باز آئیے دوستی سے۔ ہاں تنقید ضرور لکھے جاؤ۔ مگر ایسی ہی جس سے مضمون کا فیصلہ کن بلکہ فیصلہ کن ہونے سے بھی زیادہ ثابت ہو گیا کہوں شرم آتی ہے کہ آپ دیوبند کے پڑھے ہوئے ہیں ورنہ جو عرض کرتا۔ آپ کو بھی یاد تھا۔ اور دوسرے یہ نقصان ہے کہ مقلد با حیا باوفا ہوتے ہیں ؎

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں

نمبر دوازدہم در برکات العدل

بارہویں اور آخری گذارش یہ ہے۔ جسے گفتگو کا خاتمہ اور فیصلہ ہی سمجھنا چاہئے مقلدوں کو خداوند عالم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کہ مخالف کی زبان سے اقرار کرا دیا گیا۔ اب کوئی نزاع ہی باقی نہ رہنا چاہئے۔ العدل کے جاری ہونے کے اور منافع تو دور طرف رہے مقلدین غیر مقلدین کا اتنا بڑا نزاع طے ہو گیا جسے برسوں میں بھی امید نہ تھی۔ یہ کس قدر عظیم نفع ہے مولوی صاحب کو معلوم ہے کہ مقلدین بالخصوص احناف جو بکثرت ہندوستان میں موجود ہیں۔ تقلید شخصی کو فرض و واجب کہتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اہلسنت والجماعت وہ فرقہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفق اصول کا پابند ہو اس کے ساتھ ہی مقلدین بالخصوص

علمائے احناف کو اہلسنت والجماعت میں داخل کرتے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ مولوی صاحب کے نزدیک تقلید شخصی کو واجب اور فرض کہنا بھی منجملہ ان اصلاح اور عقاید کے ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجملہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ اصول میں سے ہیں ورنہ پھر مقلدین اہل سنت والجماعت سے کیسے ہو سکتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ مولوی صاحب نے یہ کہاں فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب اس کا انکار فرمائیں گے۔ تو حوالہ بندہ کے ذمہ ہے۔ ورنہ فضول ذکر کرنے کی کیا حاجت ہے۔ مولوی صاحب کا سکوت ہی اقرار ہے۔ فرمائیے اب بھی مضمون بفضلہ تعالیٰ فیصلہ کن بلکہ فیصلہ کن سے زیادہ ثابت ہوا یا نہیں۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ ہوا اور بفضلہ تعالیٰ ضرور ہوا ورنہ مولوی صاحب جواب مرحمت فرمائیں

آپ ہی نے فرمایا تھا "العدل اسٹاف کے ممبرو! اسی العدل کے پھیلانے کا تہیہ کر چکے ہو۔ اسی ہتھیار سے خادمان قرآن اور حدیث پر فتح پاؤ گے"۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ العدل کے ممبر خادمان قرآن وحدیث ہیں یا غیر مقلدین اور فتح العدل کی ہوئی اور بفضلہ تعالیٰ ہوئی۔ ؎ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔

اس کے بعد فاضل مدیر اہلحدیث جنہیں ہم مجتہد کہنا ہی مصلحت سمجھتے ہیں کہ باہمی اختلاف کو ذکر فرما کر یہ فرماتے ہیں۔ "سو یہ اصولی اختلاف نہیں لہٰذا اہلحدیث دو فرقے نہیں"۔

کیا اچھا ہو کہ جب آپ خود تقریروں میں اور دوسرے غیر مقلدین اہلحدیث اور دوسرے پرچوں میں یہ شائع کرتے ہیں۔ کہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ فرقوں میں سے کون حق پر ہے حق پر تو ایک ہی ہو گا باقی تین باطل اور صراط مستقیم پر نہ ہوں گے آپ اس وقت بھی فرما دیا کریں۔ کہ یہ اصولی اختلاف نہیں لہٰذا مقلدین ائمہ اربعہ چار فرقے نہیں بلکہ ایک ہی فرقہ ہے اور اہلسنت والجماعت سے ہے اور ناجی بھی ہے اور صراط مستقیم پر بھی اور ما انا علیہ واصحابی کا فرد بھی ہے۔ تو قصہ ہی ختم ہو جائے۔ خدا کرے کہ بیچارے ستم رسیدہ مقلدین کو بھی یہ مبارک دن نصیب ہو۔

نمبر ۵ نہ معلوم طلسم ہوش ربا ہے یا کوئی معمہ یا کوئی پہیلی ہے ہم سخت حیران ہیں الٰہی معاملہ کیا ہے ناظرین بھی حیران ہوں گے کہ مجتہد صاحب بھی آخر مولوی فاضل تو ہیں۔ پھر یہ معاملہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرائیت سے بچائے واقعی یہ خدائے ذوالجلال کے ساتھ لڑائی ہے۔ ناظرین نے ابھی نمبر ۴ کو ملاحظہ فرمایا ہے کہ وہ بھی اس حدیث کے متعلق ہے آپ فرماتے ہیں۔ اب سنئے حدیث موصوف کے معنی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں امتی کے لفظ سے امت اجابت مراد ہے یعنی کلمہ گو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ

سوائے اس اصول کے جو میں نے سکھلایا اور صحابہ نے بالاتفاق اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا کوئی نیا اصول دین مقرر کریں گے وہ اس فعل کی وجہ سے سزایاب ہوں گے

اور اس سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ فرقوں میں۔ تعدد آتا ہے اصولی اختلاف ہے

ان دونوں عبارتوں کا مطلب صاف یہ ہے کہ ما انا علیہ واصحابی سے مراد اصولی و اعتقادی اتباع ہے کہ جن لوگوں کے اعتقادات واصول دین وہ ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضوان علیہم اجمعین کے متفقہ اصول دین تھے وہ فرقہ تو ناجی ہے ورنہ ناری۔ اس حدیث کا مطلب اس صفحہ کے اگلے صفحہ پر سنئے فرماتے ہیں ص۳ کالم ۱ بس معنی حدیث کے یہ ہوئے کہ بغیر مواخذہ کے ناجی وہ فرقہ ہوگا جس کا نکتہ نظر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ثابتہ اور صحابہ کرام کے زمانہ کی رسم جاریہ ہو جس کی مثال سننا چاہیں۔ تو میرے مسلک کے موافق جمعہ کی پہلی اذان ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں سب کے سامنے جاری ہوئی۔

مجتہد پنجاب کے کلام میں منبطیر تعارض

پہلے اسی حدیث کا مطلب عقاید واصول متفقہ صحابہ کا معتقد ہونا تھا۔ اعمال خارج تھے کیونکہ فرقوں میں اعمال سے تعدد نہیں آتا بلکہ اصول سے اور یہاں حدیث کا مطلب اعمال نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام کے زمانہ کی رسم جاریہ پر عمل کرنے کا نام ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں مطلبوں میں زمین آسمان کا فرق ہے یا نہیں اس کھلے ہوئے تعارض کو دیکھنا ہے۔ کہ مجتہد صاحب کیسے دفع فرمائیں گے یہ ہے غیر مقلدوں کی حدیث دانی اس پر لوگوں کو اپنے درس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے ؎

یا حیا خود نہ بود در سالم — یا مگر کس دریں زمانہ نکرد

مولوی صاحب آپ کو غیر معتاد ہوتا تو شاید اب غیر مقلدوں کے نزدیک بھی حرام ہو اہل حدیث نے تو پہلے ہی سے خارج کیا تھا۔ مگر اب یہ بھی خارج کر دیں۔ تو عجب نہیں غیر مقلد کے یہ معنی تو عجب ہیں کہ اپنے قول کی بھی تقلید نہ کرے۔ ابھی ایک صفحہ میں ایک حدیث کے کیا معنی بیان فرمائے اور دوسرے میں کیا

کشتگانِ خنجرِ تحقیق را — ہر زماں از غیب قولے دیگر ست

رات دن میں اگر کم سے کم چوبیس قول بھی ایک مسئلہ میں نہ ہوئے تو پھر غیر مقلدی ہی کیا ہوا اگر اپنے قول کے بھی پابند ہوئے۔ تو یہ بھی تو تقلید حرام ہی ہوگی اس کو بھی ترک کر دیا جائے پہلے نمبر میں اصولی اختلاف کی مثالیں دی جا رہی تھیں یہاں مثال میں اذان جمعہ کی اتباع کرنی ہے یہ ہوئے ما انا علیہ واصحابی کے معنی۔ تبرائی غیر مقلدو۔ کیا اب بھی مقلد نہ ہوگے۔

معنی حدیث کے اگر غلط بیان ہوئے تو یہ تو کوئی نئی بات نہیں اسی واسطے تو غیر مقلد ہوئے تھے
کسی نے کہا تھا۔ کہ حافظ جی حافظ جی دعوت کھاؤ گے۔ کہا دعوت نہ کھائیں گے تو حافظ جی کاہے کے
لئے ہوئے تھے۔ بوڑھا باپ مرگیا۔ تو اس کا کیا غم ہے فکر تو یہ ہے کہ ملک الموت نے گھر دیکھ لیا غضب
تو یہ ہے کہ اس معنی سے تقلید شخصی بھی ثابت ہوگئی جو بندہ نے اصل مضمون میں عرض کیا تھا۔ جب
ہر صحابی کا قول اور فعل موجب نجات ہوا تو اگر تمام عمر میں ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ کی اتباع اور
تقلید شخصی کرے تو بھی ما انا علیہ و اصحابی کا ذکر ہے۔ تو تمام مقلدین ناجی ہوں گے۔ اور
مصیبت آئی تو غیر مقلدین کی کیونکہ وہ کسی صحابی کی بھی پیرو نہیں۔ وہاں تو ہر مسئلہ میں اپنا ہی اجتہاد
ہے۔ حدیث اور قرآن شریف کی آیت ہے۔ تو معنی وہ ئے جائیں گے جو اپنی سمجھ میں آئیں شاید ناظرین
میں سے کسی صاحب کو یہ دھوکہ ہو۔ کہ تقلید شخصی تو جب ثابت ہوتی کہ جب یہ مراد ہوتی کہ جس صحابی کی
بھی کوئی اتباع کرے تو وہ ناجی ہے، اور مجتہد صاحب نے یہ قید پہلے لگائی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے متفقہ اصول ہوں

تو جواباً عرض ہے کہ یہاں باوتفاق کی قید حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے
مولوی صاحب کے کلام میں بیان قید نہیں۔ ہاں مثال اتفاق جمعہ کی ایسی دی ہے۔ جس میں سب
صحابہ متفق تھے اور پہلے۔ نقط ضرور فرمایا ہے اور صحابہ کرام کی متفقہ سیرت پر چلنا ہوگا اس وجہ سے
جواب کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔

مجتہد صاحب کے اعتراض کا جواب

مجتہد صاحب! حضرت شہید مرحوم کے چونکہ مقلد نہیں اس وجہ سے انہوں نے
ان کا جو کلام بھی نقل فرمایا ہے وہ مقلدانہ رنگ میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس
کی صحت کے وہ خود ذمہ دار ہیں ہم تو شہید مرحوم کی ادا پر ایک زمانہ سے شہید ہو چکے ہیں اور
اہل بدعت کے مقابلہ میں ان کی طرف سے وکالت نامہ داخل کر چکے ہیں مگر تعجب تو اس میں ہے
کہ یہ غیر مقلد ہر کے نہ فقیر کے ان کو ان کے کلام پیش کرنے کا کیا حق حاصل ہے پھر میں جب مکرر عرض
کر چکا ہوں۔ کہ گفتگو مقلدانہ رنگ میں نہ ہو۔ ہم کسی کا کلام پیش کریں نہ آپ۔ تو پھر بار بار بے مجھے
دوسروں کا کلام کیوں پیش کیا جاتا ہے۔ اس وقت صرف اس وجہ سے گفتگو ہے کہ یہ کلام مجتہد
پنجاب کا ہے اور وہ اس کی صحت کے خود ذمہ دار ہیں، ہماری جو کچھ جرح و تنقید ہے۔ وہ اس
حیثیت سے ہے ورنہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر میں لب کشائی کروں۔ میری کیا مجال ہے مجھے
تو اس کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں ؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔

پس اگر مجتہد صاحب کی مراد یہ ہے کہ جو جمع مکسر معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ وہ مفید استغراق مجموعی ہے اور اس جمع کے مجموعہ افراد پر مجموع من حیث المجموع حکم ہوگا تو میں اس کلیہ کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اگر یوں کہوں کہ یہ کلیہ غلط ہے تو صحیح ہوگا ملاحظہ ہو حدیث "اصحابی کالنجوم" مجتہد صاحب کے معنی کے موافق حاصل یہ ہوگا کہ جس حدیث کو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان فرمائیں اس طرح کہ ان میں سے ایک فرد بھی باقی نہ رہے تب تو مثل نجوم ہیں اور ان کی بیان کی ہوئی حدیث پر عمل کرو۔ ورنہ ایک ایک دو دو صحابی مثل نجوم نہیں۔ اور نہ ان کی روایت قابل عمل ہے حالانکہ یہ غلط ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ مضمون بایہم اقتدیتم اھتدیتم سے ثابت ہوا۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اتباع کا وجوب تو باعتبار نجوم ہونے کے تھا اور نجوم ہوئے مجموع من حیث المجموع تو واجب الاتباع بھی مجموع من حیث المجموع ہی ہونا چاہئیے اور جب کالنجوم ہونا مجموع من حیث المجموع ہی کے ساتھ خاص ہوگیا۔ تو ایک صحابی کو کالنجم بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ تشبیہ مجموع من حیث المجموع کو دی گئی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ دس پہلوان مل کر شیروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ان دس پہلوانوں میں سے ہر شخص ایک شیر کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون بالکل غلط اور صحابہ کی اس میں کوئی اچھی منقبت نہیں نکلتی۔ بلکہ مذمت ثابت ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ العظیم

دوسری حدیث لا تسبوا اصحابی اس کا مطلب مجتہد صاحب کے قاعدہ کیموافق یہ ہوگا۔ کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجموعہ من حیث المجموع کو گالیاں مت دو۔ اور ایک ایک دو دو غرض مجموعہ میں سے ایک بھی کم ہو۔ تو گالیاں دینی منع نہیں علیٰ ہذا القیاس تیسری حدیث اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ سے ڈرو اور میرے بعد ان سب کو نشانہ مت بناؤ۔ ہاں ایک دو بلکہ کل سے جب تک ایک بھی کم ہو۔ تو گالیاں دو خوف کی جگہ نہیں اسی طرح جہاں آپ نے فرمایا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا تھا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انتم اصحابی یہاں بھی وہی جمع مکسر معرفہ کی طرف مضاف ہے۔ تو معنی یہ ہوئے۔ کہ جس قدر مخاطب ہیں یہی تمام صحابہ کرام کا حقیقی مجموعہ ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے غرض تلاش سے بہت مثالیں مجتہد صاحب کے اس قاعدہ کو غلط ثابت کریں گی۔ اس کے علاوہ ان تمام امور سے قطع نظر کر کے اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کیا جاتے تو معنی حدیث کے بالکل غلط ہوتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ یہ نکلا کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجموع من حیث المجموع کے متفقہ سیر و عادات پر جو کوئی کاربند

ہوگا۔ وہ ناجی ہوگا۔ تو اول تو اس کا تحقق بھی محال ہے۔ کیونکہ تمام فرق اسلامیہ بلکہ تمام افراد اسلامیہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں نکل سکتا کہ جس کو یوں کہا جائے کہ اس کے تمام افعال و اقوال متفقہ سیر و عادات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے موافق ہیں غیروں میں تو کیا خود صحابہ میں بھی ایسا کوئی صحابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہیں نکل سکتا جس کے جمیع افعال و اقوال جملہ صحابہ کے جملہ افعال و اقوال کے مطابق ہوں تو اب اس معنی کر پہلے تو جملہ صحابہ بھی معاذ اللہ العظیم ناجی ہونے سے نکلے پھر جب وہ خود ناجی نہ ہوئے۔ تو ان کا تابع کیسے ناجی ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی صورت نکالی بھی جائے۔ تو کوئی فرد تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ جس کے جملہ افعال و اقوال سیر و عادات جملہ صحابہ کے موافق ہوں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیونکہ بعض صحابہ مثلاً رفع کرتے تھے اور بعض عدم رفع اور بعض قراءت فاتحہ خلف الامام اور بعض ترک تو اب متفقہ سیر پر وہ عمل کرے جو ہمیشہ رفع عدم رفع قراءت فاتحہ خلف الامام و ترک فاتحہ کرے جو عقلاً محال ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جن افعال وغیرہ پر صحابہ متفق تھے۔ ان کو کرے تو وہ ناجی ہے۔ تو اول تو ایسا فرقہ کوئی ہے نہیں دوسرے کوئی اور ہو۔ تو ہو۔ خود صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو نہ ایسے تھے۔ نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے اندر باہمی اختلاف تھا۔ اس کے علاوہ پہلے نمبر میں جو بارہ سوال مذکور ہوئے ہیں۔ بعض وہ اعتراض بھی وارد ہوتے ہیں جن کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ قطعاً ناممکن ہے اس وجہ سے یہ معنی حدیث کے جو مجتہد صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ قطعاً و عقلاً محال ہیں۔ اور اکثر افراد کا مراد لینا یہ اس سے زیادہ غلط ہے اکثر افراد میں جہاں استغراق ہوتا ہے اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ کیف ما اتفق چند افراد سے ہے۔ اور اس کو استغراق عرفی کہہ دیا۔ استغراق عرفی میں بھی استغراق ہوتا ہے مگر کسی جنس یا عرض عام یا نوع یا صنف کے افراد کا استغراق ضروری ہے جمع الامیر الصاغۃ یعنی بادشاہ نے تمام زرگروں کو جمع کیا تو وہاں اپنے شہر یا اپنے ملک کو کل افراد کو جمع کرنا ضروری ہے کیف ما اتفق اگر دس بیس افراد کو جمع کر لیا۔ تو اس کو استغراق عرفی نہیں کہہ سکتے۔ اگر کیف ما اتفق چند افراد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کوئی فعل کر لیا۔ تو وہ استغراق عرفی کی مثال نہیں ہو سکتی۔ مجتہد صاحب نے یہ سمجھا ہوگا۔ کہ حضرت شہید مرحوم کی عبارت نقل کرکے جان چھوٹ جائے گی۔ اور یہ خبر نہ تھی کہ ؎

مفت کی پیتے تھے مے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یہ خرابی تو دنیا میں ہے اور آخرت میں جب سوال ہوگا۔ کہ تم اجتہاد کے قابل نہ تھے تو کیوں تقلید نہ کی اور دوسروں کو کیوں تباہ کیا۔ تو اس کا جواب اور بھی مشکل ہوگا۔

بروز حشر گر پرسند امت را چرا کشتی ۔ چہ خواہی گفت قربانت شوم من نیز مستا قم

اور اگر مراد استغراق سے استغراق افرادی ہے۔ یعنی جمع کے ہر ہر فرد کے لئے وہ حکم ثابت ہو جیسے کہ عباد اللہ میں ہر ہر فرد کو شامل ہے تو مسلم ہے۔ مگر مجتہد صاحب کو مفید نہیں۔ بندہ کو مفید ہے۔ مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہر ہر صحابی کے قول و فعل و اعتقاد کی جو کوئی پیروی کرے گا۔ وہ ناجی اور ما انا علیہ و اصحابی میں داخل ہے اور یہی ہماری مراد ہے۔

ہاں اس سے وہ قول و فعل صحابی کا مستثنیٰ ہے جو قطعاً غلط ہو۔ جس کی غلطی قطعاً ثابت ہوگئی ہو کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین معصوم نہ تھے اس کے علاوہ جس عقیدہ یا قول و فعل صحابہ کا غلط و خطا ہونا یقیناً ثابت نہ ہو۔ اس کی جو کوئی اتباع کرے گا۔ وہ ناجی ہے اور یہی معنی شان صحابیت کے لائق ہیں ورنہ اگر بقول مجتہد صاحب صحابہ کی یہی شان ہو کہ اگر وہ کوئی حدیث بیان کریں تو قابل عمل ہو ورنہ ان کا فعل و قول موجب نجات نہ ہو تو اس بات کا تو ہر تبرائی غیر مقلد بھی مدعی ہے کہ ہم بھی جو بات تم کو صحیحین سے نقل کر دیں وہ موجب نجات ہے پھر وصف صحابیت کا بحیثیت مقتدا ہونے کے کیا امتیاز ہوا۔

غرض اگر استغراق سے مراد مجموعی ہے۔ تو کلام کے معنی ہی غلط اور اگر استغراق سے افرادی مراد ہے تو بجائے ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے ہر ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید شخصی ثابت ہوتی ہے۔ اور چونکہ امور اجتہادیہ میں ہر شخص سے خطا ہو سکتی ہے اور بجز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غلطی و خطا پر بقا بھی جائز ہے اسوجہ سے اگر کسی اجتہادی امر میں غلطی ہو جائے اور غلطی کا علم بھی قطعی ہو جائے۔ تو اس کا تو ترک لازم ہے اس کے علاوہ حضرات صحابہ کا ہر قول و فعل موجب نجات ہے یہ امر آخر ہے۔ کہ کوئی مجتہد ان کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم نہ سمجھے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی صحابی کے متبع کو اس اتباع کی وجہ سے ناری اور اہل السنت والجماعت سے خارج کہے

یہ امر بدیہی ہے کہ اتباع امور دینیہ اور ماموراتمیں ہوتی ہے اگر کسی صحابی اور مجتہد سے بمقتضائے بشریت کوئی امر خلاف شرع ہو جائے تو اس کا فاعل نہ اس فعل کو اپنے لئے محمود سمجھتا ہے۔ نہ دوسرے کے لئے اب حدیث کے معنے واضح ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں سے ہر صحابی کا عقیدہ اور قول و فعل موجب نجات ہے یہ فرقہ ناجی ہے۔ اس فرقہ سے ان عقائد و اعمال کی وجہ سے مواخذہ نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس فرقے سے کوئی امر خلاف شرع ہوگا۔ تو اس میں اختیار ہے۔ کہ چاہے مواخذہ فرمائیں یا شفاعت سے یا رحمت سے درگذر ہو۔ یا بدلہ کے بعد ابد الآباد کے لئے دخول جنان ہو۔

ان لوگوں کے عقائد اور اعمال ماموراتِ ومنہیات مذہبی پر مواخذہ نہ ہوگا۔ مذہب کیخلاف میں اختیار ہے کہ اس پر مواخذہ ہو یا نہ ہو اور یہ امور ما انا علیہ واصحابی میں داخل بھی نہیں۔

بخلاف دیگر فرق اسلامیہ کے کہ ان کے عقائد اور اعمال ماموراتِ اور منہیات پر جن کو وہ حق سمجھتے ہیں چونکہ وہ خلاف ما انا علیہ واصحابی کے ہیں قابل مواخذہ وموجب دخول نار ہیں اگرچہ یہاں بھی معانی بطرق مذکورہ ہو سکتی ہے ناری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا نار میں داخل ہونا ضروری ہے بلکہ یہ بیان فرمانا منظور ہے واللہ اعلم بالصواب کہ وہ عقائد و اعمال قابل مواخذہ ہیں اور اہلسنت والجماعت کے عقائد و اعمال ماموره ومنہیہ قابل مواخذہ نہیں وہاں مذہب میں غلطی ہے اور یہاں مذہب میں غلطی نہیں ہے وہاں خلاف مذہب بھی ہو سکتا ہے اور یہاں نہیں ہو سکتا یعنی ثبوت میں ایک فرد بھی کافی ہے اور نفی میں استغراق۔ چاہے مطلب یہ ہو کہ اہلسنت والجماعت ہونے کیلئے تو ایک صحابی کی اتباع بھی کافی ہے مگر اہلسنت والجماعت سے خارج ہونے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ایک صحابی سے بھی متفق نہ ہو تو جو مذہب ایسا ہوگا وہ قابل مواخذہ ہے غیر اہلسنت والجماعت میں خلاف مذہب حق ہو سکتا ہے اور یہاں افراد اہلسنت میں باہم ایکدوسرے میں خلاف ہو۔ تو خلاف حق بایں معنی ہو سکتا ہے کہ ایک حق پر ہو دوسرا حق پر نہ ہو۔ مگر قابل مواخذہ بوجہ قطعی علم نہ ہونے کے کوئی بھی نہ ہوگا۔ اور ناجی دونوں ہوں گے لیکن جمیع افراد اہلسنت والجماعت سے جو خارج ہوگا وہ خلاف حق بھی قطعاً ہوگا اور قابل مواخذہ بھی۔ مجتہد صاحب کے نزدیک اگر یہ عرض صحیح ہو تو قبول فرمائیں ورنہ پھر اجتہاد کا تھیلا کھولیں وہ کس دن کے لئے ہے

یہ بھی واضح ہو گیا کہ امت اجابت سے مراد صرف مسلمان ہیں محض کلمہ گو مراد نہیں یہ بہتر کے بہتر فرقے اسلامی فرقے ہیں اور ان کے عقائد میں وہ اختلاف ہے جس کو اسلام برداشت کر سکتا ہے اور ان فرقوں کی بھی آخرکار نجات ابدی ہوگی جیسے کہ اہل سنت والجماعت کی۔ یہاں کسی جنت میں دخول اولی بیان کرنا منظور نہیں۔ بلکہ استحقاق ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ فرقہ حق پر ہے اور یہ باطل پر اور اس کے اعمال واصول قابل مواخذہ ہیں اور اس کے نہیں

اور جو فرقہ اگرچہ کلمہ گو ہے مگر وہ ضروریات دین سے بتاویل یا بلا تاویل منکر ہے وہ ان بہتر فرقوں اور امت اجابت سے قطعاً خارج اور ابدالآباد کیلئے جہنمی ہے اس کی بخشائش کی کوئی صورت نہیں ان فرقوں کا ذکر اس حدیث میں منظور نہیں ہے یہ بات بھی بھولنے کے قابل نہیں ہے کہ جیسے اسلام میں تہتر فرقے داخل ہیں اور باوجود تعداد کے تہتر کے تہتر مسلمان ہیں اسی طرح سے اصول اہلسنت والجماعت

کی حدود میں رہ کر جو اختلاف اقوال و اعمال قابل برداشت ہے یا کسی عقیدہ جزئیہ ظنیہ میں اختلاف اس قدر ہے کہ اصول کے ماتحت رہ سکتا ہے تو یہ اختلاف ہی اہل السنت و الجماعت ہونے کے لئے مضر نہیں جیسا کہ مقلدین ائمہ اربعہ اور واقعی اہلحدیث میں ہے بندہ کی سمجھ کے مطابق حدیث کے یہ معنی بالکل صاف ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اگر صحیح ہیں تو من اللہ العلام ہیں ورنہ بندہ کی غلطی ہے اگر مجتہد صاحب کے نزدیک یہ معنی غلط ہوں تو وہ اپنے اجتہاد سے ہمیں بھی مشرف فرمائیں مگر ایسے معنی نہ ہوں۔ جیسے اب بیان فرمائے کہ ایک نمبر میں ایک معنی اور دوسرے نمبر میں دوسرے اگر اہل علم انصاف سے غور فرمائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو معنی نادان مقلد نے بیان کئے ہیں وہ صاف اور صحیح اور الفاظ حدیث کے مناسب ہیں اور جناب مجتہد صاحب کا جو کلدار اجتہاد ہے وہ حدیث کے موافق نہیں ہے مجتہد صاحب آپ مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ مدرسہ رحمانیہ یا مدرسہ احمدیہ کے کسی طالب علم سے اس حدیث کے معنی دریافت کروں اور میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اس خیال سے توبہ کریں کہ تبرائی غیر مقلدوں کو علم حدیث و تفسیر سے مس بھی ہے آپ سیدھی طرح سے توبہ کر کے چپ چاپ مقلد ہو جائیں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ ھو الھادی

آپ نے حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر بھی کیا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی وہ قابل عزت نہیں کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے اور دیگر تبرائیوں نے حضرت شہید مرحوم کو غیر مقلد کہہ کر گالیاں دلوائی ہوں اور کیا عزت کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو حضرت شہید مرحوم کو کافر کہا ان کے رسائل کا رد کیا۔ کہ آج بھی تمام اہل بدعت اسی رد کو بار بار طبع کرتے ہیں۔ اور شہید مرحوم کو جو کہا وہ دنیا جانتی ہے۔ آپ نے ان کے رد اور جواب میں کچھ رسائل تحریر فرمائے ہیں یا جیسے اپنے دوست کی کلام کی تنقید میں وقت صرف کر کے اس کا لاجواب ہونا ثابت کیا۔ اہل حدیث ہی میں کوئی سلسلہ خاں صاحب کے رد میں نکلا ہو۔ اہل حدیث کی اشاعت بھی ہوتی اور عزت بھی ہوتی غیر مقلد اور اس کے قلب میں کسی کی عزت پھر وہ بھی مقلد کی۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت شہید مرحوم کے سامنے کمالات اور اتباع سنت اور محو بدعت اور سرفروشی ایک طرف مگر مقلد ہونا یہ ایک نقصان تھا کہ آپ کی بارگاہ میں غلبہ اسی کو ہوگا ورنہ اگر آپ ان کو غیر مقلد واقعی جانتے تو شاید اس قدر صبر نہ ہو سکتا واللہ تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہٖ شہید مرحوم کی غلطی سے کوئی عبارت پیش نہ کر دینا ورنہ اور ندامت ہوگی

پھر ایک فقرہ اخیر میں یہ تحریر فرمایا ہے اور یہ فرقہ صرف ایک ہے آمیں اگر اختلاف ہو۔ تو

صرف ثبوت شئی میں ہوتا ہے۔ بعد ثبوت جواز اور عدم جواز میں نہیں

اول تو یہ فرمائیے کہ جب یہ فرقہ صرف ایک ہے تو پھر مقلدین باوجودیکہ دوسرے فرقہ میں داخل ہیں وہ اہلسنت والجماعت میں کیسے داخل ہو گئے

دوسرے اس فرقہ کا مطلب کیا ہے اگر یہ مطلب ہے کہ مقلدوں میں منتہائے بحث قول امام ہے اور ائمہ مختلف ہیں۔ تو ہر گروہ ایک جدید فرقہ ہوگا بخلاف غیر مقلدین کے کہ ان کے یہاں منتہائے بحث صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہاں اختلاف صرف ثبوت اور عدم ثبوت میں ہے منتہائے بحث میں نہیں۔ اس وجہ سے غیر مقلدین ہی ناجی ہوں گے مقلدین نہیں ہو سکتے تو یہ مطلب آپ کا بالکل غلط ہے۔ خوب غور اور توجہ سے سننا چاہئے۔ حکم حقیقت میں صرف خدا کا ہے ان الحکم الا للہ یعنی سوائے خداوند عالم کے کسی کا حکم نہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی واسطہ تبلیغ احکام خداوندی ہیں پھر اس کے بعد اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وغیرہ آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بعینہ حکم خداوندی ہے اور آپ کی صلے اللہ علیہ وسلم اطاعت بعینہ اطاعت خداوندی ہے مگر ما انا علیہ و اصحابی سے جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع ضروری معلوم ہونی چاہئے ہر ہر واحد کی ہو یا مجموع من حیث المجموع کی اور استغراق بھی حقیقی ہو یا عرفی بہر صورت غیر مقلدین کے مذاق کیموافق تو بالکل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کیخلاف ہو کر شرک فی النبوت ہونا چاہئے مگر اتباع کا حکم کیوں ہے۔ تبرائی تو کیا جواب دیں گے مگر خیر ہم مسلمانوں کے نفع کے لئے عرض کئے دیتے ہیں

کہ یہ اتباع حقیقت میں جداگانہ چیز نہیں کیونکہ قرآن وحدیث سے صرف الفاظ معلوم ہوتے ہیں اور تعیین مراد آیات و احادیث میں مذکور نہیں اور یہ بات کہ اس آیت یا حدیث کا کیا مطلب ہے یہ وہ ہے جس میں اختلاف ضرور ہوتا ہے اور قرآن وحدیث کا مطلب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ایک تو فیضان صحبت جو سب میں بڑی چیز ہے دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور طرز عمل اور قرائن حالیہ و مقالیہ سے جسقدر وہ واقف ہیں۔ دوسرا نہیں ہو سکتا اسی واسطے اپنے ساتھ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھی بیان فرمایا جس طرح قرآن شریف پر عمل اور اتباع صحابہ ناممکن ہے تو درحقیقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و عادات و رسوم کو دیکھنا نہیں بلکہ معانی قرآن وحدیث کو متعین کرنا ہے جس طرح یہاں درحقیقت مذہب صحابہ معلوم کرنا نہیں ہے بلکہ مراد شارع علیہ السلام متعین کرنا ہے ایسی طرح حضرات ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذاہب معلوم

کرنے سے ان کا مذہب معلوم کرنا مقصود نہیں بلکہ یہاں بھی قرآن وحدیث ہی کی مراد کو متعین کرنا ہے
حضرت ابوبکر وعمر و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب سے یہ غرض نہیں کہ ان کا حکم کیا ہے
بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مسئلہ میں کیا حکم سمجھے اسیطرح کسی مسلمان کی یہ
غرض نہیں ہوتی کہ مذاہب ائمہ اور ان کے حکم کو معلوم کرے بلکہ غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اس مسئلہ میں حکم
نبوی کو کیا سمجھے تو یہ کہنا کہ مقلدین کے یہاں منتہائے بحث امام ہے بالکل غلطی ہے منتہائے بحث یہاں بھی
حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ مگر چونکہ ہم اس حکم کو ویسا نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ وہ اس وجہ سے دریافت
کرتے ہیں کہ ان کا مذہب کیا ہے یعنی مراد نبوی وہ کیا سمجھے نہ یہ کہ وہ اس مسئلہ میں اپنا کیا حکم دیتے ہیں
مجتہد پنجاب کا یہ سمجھنا کہ مقلدین کے یہاں منتہائے بحث واقعہ میں امام کا کلام ہے حقیقت سے
ناواقفیت ہے اگر خدا کو منظور ہے تو اس کی تفصیل کا موقعہ پھر آئیگا۔ اسوقت تو اسی پر بس کرتا ہوں کہ
مجتہد صاحب کا یہ کہنا کہ فرقہ ناجیہ ایک ہے اور مقلدین ائمہ اربعہ ایک نہیں بلکہ چار ہیں تو وہ اہلسنت
نہیں ہو سکتے یہ ان کی ناسمجھی پر مبنی ہے یا دیدہ دانستہ غلط بات کہہ کر دنیا کو تقلید سے
برگشتہ کرنا ہے۔ بلکہ خود اپنے کلام کے بھی خلاف ہے۔

ہم ابھی بدلائل یہ امر عرض کر چکے ہیں کہ ما انا علیہ واصحابی کا یہ مطلب (یعنی متفقہ اصول یا
متفقہ سیر وعادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قابل اتباع ہیں نہ کہ منفرداً جو مجتہد پنجاب نے بیان کیا ہے)
غلط ہے جن دلائل سے ہم نے اس مطلب کی غلطی ظاہر کی ہے اسکو تو دیکھئے کہ مجتہد صاحب سمجھتے بھی ہیں۔
یا نہیں مگر حدیث اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم جس کا صاف مطلب یہ ہے
کہ صحابی کی اتباع اور اقتدا موجب ہدایت ہے اسکو مجتہد صاحب نے بھی اپنے غلط مطلب کیخلاف سمجھا۔ تو
اس وجہ سے اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث روایۃً تو قابل حجت نہیں۔ مگر میں
اس کو معنی کے لحاظ سے صحیح جانتا ہوں۔ جواب یہ ہے کہ میرے صحابہ نے مجھ سے نور حاصل کیا ہے۔ جو یہ
لوگوں کو میرے نور سے پہچانیں اور لوگ اس نور پر چلیں۔ راہ پا جائیں گے اگر اس سے کچھ ثابت ہوا
تو یہ کہ جونسا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت بیان کرے اس روایت کو قبول کرنا اور
اس پر عمل کرنا راہ ہدایت ہے۔

مجتہد صاحب غیر مقلد ہے یا کیا بلا ہے گرگٹ کو بھی مات کر دیا ابھی کچھ اور ادر ابھی کچھ اور۔ آخر
کس بات کا اعتبار کیا جائے اول تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ اصول کی اتباع موجب ہدایت تھی
تھوڑی ہی دیر میں بجائے اصول کے متفقہ سیرت پر چلنا موجب نجات تھا۔ اب یہ سب کچھ

بالائے طاق صرف جو روایت صحابہ رسول اللہ صلعم سے فرمائیں۔ وہی موجب نجات ہے۔ اگر کچھ اور
حیات باقی ہے تو معلوم نہیں کیا معنی بیان ہوں گے آخر یہ معنی اخبار میں چھاپے ہیں۔ تبرائی
بھی تو انہیں دیکھیں گے اور لوگ کیا کہیں گے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اقتدا کے معنی صرف روایت کو قبول کرنے کے ہیں اس کے اقوال و
افعال میں اتباع کے نہیں اگر صحابہ کی صرف روایت ہی معتبر ہے تو جمع مکسر مضاف الی المعرفۃ مفید استغراق
ہے یہ سب بحث غلط اور لغو اور بیکار ہوئے یا نہیں اب تو مراد اتباع سے صرف روایت کا قبول کرنا
ہوا اور یہ بات ہر صحابی کو حاصل ہے تو پھر استغراق لینا غلط اور لغو ہوا یا نہیں وہ متفقہ کا لفظ باتفاق
مضر ہوا یا نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا بھی بایں معنی ہی ضروری ہے۔ کہ آپ جس امر کی
روایت من اللہ فرمائیں وہ تو قابل اقتدا اور موجب ہدایت ہے اور آپ کا فعل اور قول بغیر نسبت
الی اللہ واجب الاتباع نہیں کیا عاشق ہیں اور کیا متبع سنت ہے

ھذا لعمری فی القیاس بدیع

جہاں جہاں کہیں اقتدا کا حکم ہے۔ وہاں سب جگہ یہی معنی لئے جاویں گے کہ اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نور پایا ہے تو جو کچھ روایت من اللہ فرمائیں وہ تو قبول کرو۔ ورنہ اتباع افعال
واقوال میں بے نسبت الی اللہ غیر ضروری۔ بلکہ ناجائز ہو۔ کیا دین ہے اصل غیر مقلدیت یہی ہے اور
اگر وہ قاعدہ جاری کیا جائے کہ جمع مکسر مضاف الی المعرفہ مفید استغراق کو ہوتا ہے۔ تو لازم آئے گا
کہ کل مجموعہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کالنجوم ہو اور تمام صحابہ ہی کسی امر کو متفق ہو کر روایت
فرمائیں تو قابل عمل ہو ورنہ ہرگز قابل قبول نہ ہو اور پھر بایہم اقتدیتم کسی طرح بھی صحیح نہ ہو کیونکہ
کالنجوم ہونے کا حکم تو مجموع من حیث المجموع کے لئے ثابت ہوا ہے تو ایک صحابی کا نہ کالنجم ہونا
ثابت ہوتا ہے۔ نہ اس کی روایت کا قابل عمل ہونا۔

یہ سنت کی عداوت کھول یا نفس کی شقاوت صحابہ سے نفرت کھول یا عداوت رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین۔ مطلب تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ جب ستارے شمس سے نور حاصل کر چکے اور منور بنور شمس ہو
گئے تو ان میں اب ظلمت نہیں رشد و ہدایت ہی ہدایت ہے اور چونکہ انہوں نے استفادہ نور شمس نبوت
سے کیا ہے تو ان کا کل نور شمس نبوت ہی کا نور سمجھنا چاہئے نہ غیر کا تو جب صحابہ رضوان اللہ علیہم
منور بنور نبوت اور شمس ہدایت سے استفادہ نور کر چکے تو ان کے جملہ افعال واقوال روایت و درایت
ہی نور شمس کا نور ہے اس سے بلا تامل عاشقان نبوت کو نور حاصل کرنا چاہئے۔ بجز ان امور کے جہاں

[illegible] بشریت قطعاً اور یقیناً غلطی کا ثبوت ہو تو وہ واجب الاطاعت نہیں ورنہ سب دین کا نور ہے
جب [illegible] ہدایت تھا۔ یہی ہدایت ہی ہوگا یہی مطلب ما انا علیہ واصحابی کا ہے اور یہی اصحابی کالنجوم
[illegible] یہ تسلیم ہے تو فبہا ورنہ کسی دلیل سے مجتہدانہ رنگ میں اپنا بیان کیا ہوا مطلب
ثابت کرنا چاہئے۔

جس کو صحابہ کے نور سے حصہ نہیں ملا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ نور الانوار اور کشف الاسرار سے
بھی وہ محروم ہے تاروں کا نور عالم کو منور کرتا ہے دنیا اس سے ہدایت پاتی ہے۔ مگر ہاں بعض وقت جیسے
ایک بڑا تارا دوسرے چھوٹے تارے کے لئے کاشف ہو کر گہن کا باعث ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر
کوئی روایت غیر فقیہ روایت کی اس قیاس کی معارض ہو۔ جو قرآن شریف یا دوسرے احادیث صحیحہ
سے ثابت ہو چکا ہے اور وہ حقیقۃً قیاس نہیں بلکہ اس حدیث مرویہ سے وہ احادیث اور قرآن شریف
کی آیت معارض ہے جس سے وہ قیاس مستفاد ہے ایسی صورت میں بظاہر قیاس اور درحقیقت اس آیت
اور دوسری احادیث کی وجہ سے جو درحقیقت بڑی تاریکی کے مانند ہیں۔ اس حدیث میں تاویل وغیرہ
کی جاتی ہے یاد رہے جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نعلین مبارک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دے
کر بھیجا تھا کہ جو بھی تم کو ایسا شخص ملے کہ توحید اور رسالت کی شہادت دیتا ہو اس کو جنت کی بشارت
دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کیا کیا دیکھا بڑا تارا چھوٹے تارے کو یوں چھپا لیتا ہے
اور مجتہدین صحابہ دوسرے صحابہ کے ساتھ کبھی ایسا عمل بھی فرماتے ہیں۔ بے دقت کا اجتہاد آدمی کو
یونہی رسوا کیا کرتا ہے ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔

نور الانوار وغیرہ کتب حنفیہ سمجھنے کے لئے دماغ چاہئے مقلدین کو اللہ تعالیٰ نے الفاظ کے ساتھ معانی
قرآن شریف سے بھی معزز فرمایا ہے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا کہ وہ مجتہد نہ تھے۔ یہ تو کوئی توہین
نہیں ہے قرآن میں تو تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض فرمایا گیا ہے اور ظاہر ہے۔ کہ یہ
فرق مراتب ضروری ہے جب ہی تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے جب کہ حدیث الوضوء مما مست النار بیان فرماتے ہیں تو معارضہ مقابلین سے کیا تھا۔
فرمائیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہو گے۔ ہاں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کی شان رفیع میں جو تبرائی غیر مقلدین گستاخیاں کر کے اپنے ظاہری دین کو بھی
برباد کرتے ہیں یہ بے شک قابل اعتراض ہے نور الانوار پڑھنے سے کیا ہوتا ہے جب مطلب ہی نہ سمجھا

جب کفر دل ٹوٹا نہیں کلمہ پڑھا تو کیا ہوا ‏ ‏ جنگی محبت جانا نہیں کپڑا رنگا تو کیا ہوا

کتابوں کے لادلینے سے کہیں عالم تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ بے علم تو ... توجیہ ہی میں مرتا ہے اور علم تو اسی کو ملتا ہے جس کو خدا دے۔ اللہم اجعلنا منہم آمین ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ نور

۸ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ کے اہلحدیث میں جو تنقید کا نمبر ۹ ہے۔ اس کے جواب میں یہ سطور ذیل میں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور قبول فرما کر مسلمانوں کیلئے مفید بنائیں۔ آمین

مجتہد صاحب کیخدمت میں معذرت

مجتہد صاحب فرماتے ہیں: "ناظرین اہلحدیث مولا مرتضیٰ کی سخت کلامی سے گھبرا کر سخت مضامین بھیج رہے ہیں ان کو صبر کرنا چاہئے ایسے سخت مضامین کا درج ہونا ان کے نزدیک جزاء سیئۃ مثلہا کے ماتحت جائز ہے لیکن اہلحدیث کی روش کیخلاف ہے"

ناظرین میری سخت کلامی سے گھبرا کر سخت مضامین بھیجتے ہیں جن کو چھاپنا آپ اہلحدیث کی روش کے خلاف سمجھ کر نہیں چھاپتے مگر آپ نے کبھی اس پر بھی غور فرمایا کہ ناظرین العدل آپ کی سخت کلامی پر کیوں نہیں غصہ ہوتے بات یہ ہے کہ چونکہ آپ کوئی معقول جواب نہیں دیتے تو اسوجہ سے ان کو غصہ حقیقۃً آپ پر آتا ہے مگر نام میرا لکھتے ہیں کہ آپ متنبہ ہو کر بجائے سخت کلامی کے کوئی کام کی بات تحریر فرمائیں لیکن آپ کی سادگی نہ معلوم کس درجہ پہنچی ہوئی ہے کہ آپ سمجھے ہی نہیں یا سمجھ کر بھولے بنتے ہیں مقلدین خدا کے فضل و کرم سے خوش ہیں۔ کہ ان کا مضمون فیصلہ کن ثابت ہو گیا مخالف جس قدر بھی سخت کلامی کرے گا۔ اسی کا عجز اور مضمون کا فیصلہ کن ہونا ثابت ہوگا

دوسرے بندہ بارگاہ اجتہاد میں پھر عرض کرتا ہے کہ مجھے اگر اس سخت کلامی پر مطلع فرمالیا جائے جو خدام والا کی شان کیخلاف ہے تو خدا چاہے وہ الفاظ پھر نہ لکھوں گا ہاں اگر میرا وجود ہی ناظرین اہلحدیث کیلئے گھبراہٹ کا باعث ہے تو انہیں صبر فرمانا چاہئے میں تو بقول آپ کے اس درجہ کو پہنچ گیا جس کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں پھر گھبراہٹ کیوں ہے رہی یہ بات کہ مضمون کا لاجواب اور فیصلہ کن ہونا ثابت ہو گیا۔ اس میں انصافاً آپ کا قصور نہیں اگر مضمون ہی ایسا ہو تو پھر مجتہد صاحب بھی معذور ہیں ورنہ پھر جو بھی کوتاہی ہوگی وہ اسی طرف سے ہوگی غیر مقلدیت سے بہرحال توبہ کرنی چاہئے۔

نمبر ۱۵ میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا جواب نمبر ۱ میں آچکا ہے جس میں دونوں حدیثوں کے معنی بتائے ہیں ناظرین تکلیف کر کے اس نمبر کو ملاحظہ فرمائیں

ہم نے تو اس نمبر کو خوب دیکھا مگر جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ سب غلط ہے۔ جس کی غلطی ہم بفضلہ تعالیٰ اچھی طرح عرض کر چکے ہیں ناظرین اس کو بھی ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائیں بلکہ اس کو ضرور بغور ملاحظہ فرمائیں کیونکہ تمام تقریر میں دو ہی حدیثوں کا ذکر آیا ہے۔ جو خاص مجتہد صاحب کا حصہ ہونا

چاہئے تھا لیکن افسوس ہے یہی کہنا پڑا سے بہت شور سنتے تے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

اُنچی دُکان اور پھیکا پکوان" اُن مدعیان اجتہاد سے تو اب بھی بفضلہ تعالیٰ مقلدین حدیث کا مطلب اچھا سمجھتے ہیں بلکہ یہ عرض کرنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مقلدین ہی سمجھتے ہیں

اس کے بعد فرماتے ہیں ہاں اس نمبر کے متعلق ایک دو باتیں خاص قابل ذکر ہیں

(۱) مولانا آپ تو سابقہ نمبروں میں سائل تھے چنانچہ سابقہ فقرات آپ کے سوالات ہی کی صورت میں جواب طلب ہیں مگر یہاں گیارہویں نمبر میں آپ مدعی نظر آتے ہیں کیونکہ سارے جملے آپ کے خبریہ ہیں۔ استفہامیہ (سوالیہ) کوئی فقرہ نہیں مولانا یہ انقلاب ماہیت کیوں ہوا۔

مجتہد پنجاب کے اعتراض کے پانچ جواب

اب میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا تو آپ کے ناظرین کو بلکہ خود آپ کو غصہ آئے گا اور نہ عرض کروں۔ تو جوبات خدام والا کے خاص توجہ کے قابل ہے۔ وہ بے جواب رہجائیگی۔ اس وجہ سے مجبور ہوں اور جواب عرض کرتا ہوں

بندہ نمبر ۹ سے برابر ایک خاص حدیث کے معنی کے متعلق سوال کر رہا ہے اور احتمالات عرض کرکے دریافت کر رہا ہے کہ اگر یہ معنی ہیں۔ تو اس سے یہ لازم آئے گا۔ اور یہ مطلب ہے۔ تو اس کا حاصل یہ ہوگا پھر ان خبریہ جملوں سے میں سائل ہونے سے کیسے نکل گیا جب اول عرض کرچکا ہوں کہ میں سوالات عرض کرتا ہوں۔ تو اگر استفہام نہ ہو تب بھی مراد یہی ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں آپ سے چند باتیں دریافت کرتا ہوں۔ اس کا جواب دیجئے۔ زید آیا ہے وہ آپ کے یہاں ٹھیرا ہے آپ نے اس سے کہا ہے کہ تقلید حرام ہے آپ نے اس سے کہا ہے تقلید چھوڑ دو۔ ورنہ جہنم میں جاؤگے۔ وغیرہ وغیرہ جملے خبریہ ہی بولے تو آپ فرمائیں گے کہ تو سائل تھا۔ جملے خبریہ کیوں بولتا ہے استفہام تو تیرے کلام میں کہیں بھی نہیں جو شخص سائل اور مدعی میں فرق نہ کرے کیا وہ بھی مجتہد ہوسکتا ہے فرمائیے میں نے کیا بیجا کہا اگر اس پر کسی غیر مقلد کو غصہ آئے تو میرا کیا قصور اپنے مجتہد سے لڑئیے کہ ایسا کلام کیوں کرتے ہو۔

دوسرے اس نمبر میں یہ عبارت موجود ہے ص۲ کالم ۱ سطر ۱۵۔ "اور اگر حضرات غیر مقلدین کے نزدیک یہ احتمال قوی نہیں تو جو احتمال صحیح ہو اس کا بیان فرمائیں"۔ فرمائیے یہ جملہ خبریہ ہے یا استفہامیہ ص۲ کالم ۲ سطر ۱۹ "ہمیں دیکھنا ہے کہ آپ تقلید کو قبول فرمائیں گے یا جواب میں مجتہدانہ طرز اختیار کریں گے"۔ فرمائیے یہ جملہ بھی خبریہ ہے۔ یا اس میں سوال ہے پھر آخر میں ہے۔ اور اگر یہ جواب پسند خاطر نہ ہو۔ تو اس سے علیحدہ کوئی عمدہ جواب حضرات مجتہدین زمانہ عنایت فرمائیں ہمیں قبول ہے کیا عذر ہے

فرمائیے اب بھی معلوم ہوا۔ کہ یہ سوال ہے یا دعویٰ۔ بیچارے غیر مقلدوں کا غصہ بالکل حق بجانب ہے۔ اس میں کیا کریں اور وہ کیا کریں کاندھا بالکل ہی آپ نے ڈال دیا ہے۔

تیسرا غضب یہ ہے۔ کہ اگر میں سائل تھا اور پھر مدعی ہو گیا۔ تو اس میں انقلاب ماہیت کیسے لازم آیا۔ آدمی جب سائل ہوتا ہے۔ اس کی اور ماہیت ہوتی ہے۔ اور جب مدعی ہوتا ہے تو اور۔ اس بنا پر تو نہ معلوم آپ کی کتنی دفعہ ماہیت بدلی ہو گی۔

چوتھے اگر کوئی مدعی بھی ہو اور سائل بھی ہو تو اس میں قباحت کیا ہے۔ وہ جیتوں کہاں سے ایک شخص ایک ہی مسئلہ میں بھی ہو اور سائل بھی ہو۔ تو کس حدیث اور کس آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ کوئی شخص مدعی ہو اور یہ کہے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ فلاں   وجہ سے اور اگر آپ کے نزدیک یہ وجوہ غلط ہیں تو پھر آپ ہی بتائیں کہ حدیث کے صحیح معنی کیا ہیں تو پھر اس میں اجتہاد میں اس سے زلزلہ اور معتقدین کو غصہ کیوں آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آپ کو جواب نہیں آتا۔ یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہے۔

پانچویں بات اور عرض کرتا ہوں۔ مگر ناظرین اہلحدیث مجتہد صاحب پر غصہ نہ فرمائیں۔ ملاحظہ ہو العدل، ۷ اپریل ۱۹۳۷ء صفحہ ۹ کالم نمبر ۳ سطر نمبر ۲ "میں مدعی ہوں یا سائل؟ ..... اور اگر کسی امر کا دعویٰ ہے تو اس کا بار ثبوت بندہ کے ذمہ ہو گا" فرمائیے بندہ نے کب قسم کھائی تھی کہ میں کسی امر کا مدعی نہ ہوں گا۔ میں نے صاف عرض کر دیا تھا۔ کہ اگر مدعی ہوں گا تو بار ثبوت میرے ذمہ ہو گا اور اگر میں اس کلام میں آپ کے نزدیک مدعی ہوں۔ تو آپ کو یہ مطالبہ فرمانا چاہئے کہ یہ تیرا دعویٰ ہے اس کی دلیل کیا ہے بس اب میں کچھ نہیں عرض کرتا۔ ناظرین خود آپ سے نمٹ لیں گے

فرمائیے آپ مجھے لکھتے ہیں۔ کہ براہین احمدیہ کی طرح کلام کو طول دیتا چلا جاتا ہے۔ آپ کی ایک بات کے پانچ جواب دئے کوئی جواب غیر معقول یا ایسا ہے کہ جس کا جواب آپ دے سکیں۔ پھر یہ طول ہوا یا مکمل جواب۔ گستاخی معاف اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہوتا۔ تو آپ اس سے زیادہ تحریر فرماتے۔ مگر کیا انہیں اخبار کی ایڈیٹری تھوڑا ہی ہے۔ یہ تو مناظرہ ہے دار العلوم کے خلاف سنی سنائی باتوں کی بنا پر مضمون لکھنا سہل ہے۔ مگر دار العلوم کے طالب علم سے نمٹنا بہت مشکل ہے آپ کو قلق تو اسی کا ہے۔ کہ بندہ کا مضمون براہین احمدیہ کی طرح نہیں اگر ایسا ہوتا تو مضامین لکھنے کے لئے دیوبند کبھی کے تشریف لے آتے مگر اب تو امرتسر بھی قیام دشوار ہو رہا ہے۔۔

دوسرا امر قابل ذکر یہ ہے۔ فرماتے ہیں (۲) بھلا یہ تو بتائیے کہ جب ساری امت بقول آپ کے

نبی کریم اور صحابہ کرام علیہ السلام کی مقلد تھی۔ تو آپ لوگوں نے اسی تقلید پر کفایت کیوں نہیں کی ائمہ اربعہ کی تقلید کیوں ایجاد کی جس سے خواہ مخواہ امت میں تفرقہ پیدا ہوا اور ہمدردوں کو کہنے کا موقع ملا ہے

دین حق را چار مذہب ساختند　　　رخنہ در دین نبی انداختند

مجتہد صاحب پر معارضہ بالتعقیب جو خدا جانے لاجواب ہے یہ

یہ ہے۔ وہ بات جو واقعی قابل ذکر ہے۔ غیر مقلدیت کا تیلی گھر اسی پرزہ پر چلتا ہے۔ ارتداد کی کوئی مشین بے اس پرزہ کے چل ہی نہیں سکتی۔ اور جب یہ چلتا پرزہ لگ گیا تو پھر جہنم کے لئے رکتی ہی نہیں غور سے سنئے اور جواب دیجئے۔

غیر مقلدی کے بانی اول سے یہ سوال شروع ہوا ہے۔ مگر چونکہ وہ ملعون بڑا ہی غیر مقلد تھا تمام دنیا کی غیر مقلدیت کا سرچشمہ انہی کی ذات شریف ہے اور تمام نہریں وہیں سے نکلتی اور وہیں جا ملتی ہیں۔ اسی وجہ سے وہاں تو سوال کی نوعیت درحقیقت یہ ہے۔ کہ عبادت کے لئے صرف خدا کی ذات ہے۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے معاذ اللہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے سجدہ کر کے شرک کیا۔ پورا موحد ابلیس ہے۔ کہ اس نے سب کچھ قبول کیا۔ دنیا غیر مقلد کہے یا جو کچھ عبادت صرف خدا کی ہی ہوگی۔ سجدہ غیر اللہ تعالیٰ کے لئے کفر ہے۔ اس توحید پر کیا کوئی لب ہلا سکتا ہے۔ غیر مقلد قربان ہوں :-

جو تقریر مجتہد پنجاب نے مقلدوں سے مقابلہ میں کی ہے۔ وہی اہل قرآن کی طرف سے ان کے مقابلہ میں

اول درجہ کے شاگرد اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد اہل قرآن فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حاکم ہے ان الحکم الا للہ حکم سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کا نہیں (چلتا) انبیاء علیہم السلام واسطہ ہیں درمیان میں جیسے معاذ اللہ خط پہنچانے والے آخری پیغام قرآن شریف ہے جو قطعی یقینی ہونے کے علاوہ آسان اس قدر ہے کہ دنیا میں گلستاں بوستاں پڑھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہو۔ مگر قرآن شریف کی شان ہے انا یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ہم نے قرآن شریف کو ذکر کے لئے آسان کر دیا۔ کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا جس کی نسبت ارشاد ہے تفصیل لکل شئی تبیانا لکل شئی ما فرطنا فی الکتب من شئی وغیرہ وغیرہ یعنی قرآن شریف میں ہر امر مفصل بیان ہے اور بیان بھی صاف اور ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی جن کی کتاب کا کسی اور کی محتاج ہو اسکے کیا معنی

آخری خدا کی کتاب جس کے یہ اوصاف ہوں۔ وہ تو ایسی ہونی چاہئے۔ کہ ایک افریقہ کا بدوی ریگستان میں اسے لے کر نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ تمام احکام اسلام کر سکے معاذ اللہ یہ کیا کتاب ہوئی کہ جب تک اس کے ساتھ چھ گاڑی حدیث کی کتابیں اور ان کے حواشی و شروح نہ ہوں۔ تو آدمی عمل ہی نہ کر سکے اگر نہ ہوتے محدثین یا نہ لکھتے کتابیں اور نہ ہوتے بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ یہ سب لغو باتیں ہیں پہلے جس قدر کافر ہوئے وہ سب اہلحدیث ہی تھے فرعون بھی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں یوسف علیہ السلام کی احادیث ہی کو پیش کرتا تھا۔ خدا کی کتاب کے ہوتے ہوئے آدمی کے کلام کی کیا حقیقت وہ بھی زبانی نہ لکھا ہوا نہ پیغمبر کا مصدقہ پھر اختلاف ایسا کہ خدا کی پناہ کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں متعدد طرق نہ ہوں متعدد الفاظ نہ ہوں۔ جو واقعہ مدت العمر میں مثلاً سورج گہن کا ایک ہی دفعہ پیش آیا اس میں بھی اس قدر اختلاف کہ رکوع تک کا پتہ نہیں کہ کے ہیں علیٰ ہذا القیاس بخاری و مسلم میں وہ احادیث موجود ہیں۔ جو قطعاً غلط معلوم ہوتی ہیں اور پھر ان کو کھینچ تان کے تاویلیں کر کے بنایا جاتا ہے نہیں نہیں بس بات وہی ہے جس کو مجتہد پنجاب نے ڈرتے ڈرتے دبے لفظوں میں فرما دیا ہے۔ کہ جو بات بغیر اینچ پیچ کے قرآن شریف سے ثابت ہو۔ اس کو شاہراہ بنا دیا جائے۔ باقی سب حذف۔ قرآن کے ساتھ تو حدیث کا لفظ ابھی اس واسطے کہہ دیا ہے۔ کہ لوگ اس کے قابل نہیں ہوئے۔ جو حدیث کو بالکل چھوڑ دیں یا دل سے کہا ہے تو محض غلط جس قدر دین میں اختلاف ہوا ہے۔ اس کی اصل وجہ احادیث مرویہ ہیں جن میں ہزاروں کی تعداد تو موضوع ہیں اور ضعاف کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں پھر اس پر ایک غضب یہ ہوا کہ رسول علیہ السلام تو تھے۔ صحابہ کرام کو ساتھ میں لگا دیا۔ ما انا علیہ کے ساتھ و اصحابی کو بڑھا دیا اور پھر اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور اضافہ ہو گیا۔ پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ اب تو اختلاف کے دروازے نہیں پھاٹک کھل گئے ؎

دین حق را مذہب خود ساختند ۔۔۔ رخنہ در دین خدا انداختند

جیسے مقلدین نے اپنے ائمہ کے مناقب گھڑ لئے ہیں اہلحدیث نے اپنے محدثین کے بیشمار دور از عقل اوصاف تراش لئے ہیں۔ غرض جب خدا کی قطعی کتاب موجود ہے تو امیں انبار حدیث کو دیکھنا بھی نہ چاہئے۔ جیسے ہدایہ گمراہی کی کتاب ہے۔ ویسے ہی بخاری مسلم بلکہ اس سے بھی زیادہ سمجھنا چاہئے

الحاصل اہل قرآن غیر مقلدین کے بڑے بھائیوں کی طرف سے ایک بہت مفصل اور

طویل دلفریب مضمون کی جو توجیہ سے لبریز ہو۔ تقریر ہو سکتی ہے۔ یہ جو کچھ میں نے بطور نقل کفر کفر نباشد
عرض کیا ہے مجتہد پنجاب بغور ملاحظہ فرماویں۔ کہ یہ بالکل ہوبہو وہی تقریر ہے کہ نہیں۔ جو چھوٹے غیر
مقلدین تقلید ائمہ اور فقہ اور ائمہ مجتہدین کی مذمت میں بیان کرتے ہیں۔ اور جس کا لب لباب
آپ نے بھی ابھی فرمایا ہے۔ جس طرح آج ہم سے تقلید اور فقہ اور ائمہ مجتہدین کو چھڑوایا جاتا ہے
اگر اس کے بعد آپ نے یا آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن نے یہی تقریر کر کے احادیث اور احادیث
کی کتابیں اور جملہ محدثین اور کل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چھڑوانے کی درخواست کی تو۔

چہ خواہی گفت قربانت شوم من نیز آن گویم

جس طرح ائمہ محدثین کی ضرورت ہے ویسے ہی ائمہ مجتہدین کی بھی

اگر یہ فرمایا جائے۔ کہ بے حدیث اور مطلب کے قرآن شریف پر عمل نہیں ہو سکتا تو پھر
بے ائمہ مجتہدین اور فقہ کے بھی حدیث اور قرآن شریف پر عمل نہیں ہو سکتا تو پھر بے ائمہ مجتہدین اور
فقہ کے بھی حدیث اور قرآن شریف پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ورنہ بہت سنبھل کر وجہ فرق بیان کیجئے

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اگر یہ کہا جائے کہ اگر فقہ اور ائمہ مجتہدین نہ ہوتے تو کیا ہوتا تو فرمایئے کہ اگر محدثین اور کتب
احادیث نہ ہوتیں تو کیا ہوتا۔ جس طرح محدثین اور کتب احادیث کا ہونا ضروری تھا اسی طرح
فقہ اور کتب فقہ اور ائمہ مجتہدین کا ہونا بھی ضروری ہوا۔

اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام ائمۃ الحدیث باوجود کسی حدیث نہ ہونے کے جو اس مدعی کو
ثابت کرے۔ علی ہذا القیاس امام مسلم امام ابو داؤد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو امام حدیث
تسلیم کرنا اور ان کی تصحیح کردہ احادیث کو صحیح تسلیم کرنا ضروری واجب فرض ہے۔ علی ہذا القیاس
دوسرے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نسبت۔ حالانکہ حدیث شریف اور قرآن شریف
کی آیت سے نہ ان کا محدث ہونا ثابت ہے۔ نہ ان کی کتابوں اور ان کی تصحیح کردہ حدیثوں کو صحیح
تسلیم کرنا ضروری مگر باوجود اس کے دین میں یہ ضروری اور واجب اور فرض ہے بالذات نہیں
بالعرض ہی سہی۔ گر واقع وہی ہو گیا۔ کہ ان کو امام حدیث اور ان کی کتابوں کو صحاح اور ان کی تصحیح
کردہ احادیث کو صحیح ماننا فرض اور واجب ہو گیا اسی طرح باوجود کسی حدیث اور آیت قرآنی نہ
ہونے کے واقعی ائمہ مجتہدین کو امام اور ان کے فقہ پر عمل کرنے کو واجب اور فرض بنا دیا بالذات
نہ سہی بالعرض ہی سہی۔ غرض دونوں صورتوں میں ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں اگر فرق ہے تو مجتہد

پنجاب بیان فرمائیں۔ ہم نہایت شکر گذاری سے اس کو سنیں گے۔ دیکھیں آپ ہم سے تقلید چھڑاتے ہیں یا خداوند عالم آپ سے غیر مقلدی کو۔

مجتہد صاحب کی تقریر ارتداد کا پیش خیمہ ہے

الغرض مجتہد صاحب نے جو تقریر نمبر ۲ میں فرمائی ہے وہ مسلمان کے مرتداد۔ کافر بنانے کا پہلا قدم اور بے ایمانی کے زینہ کی پہلی سیڑہی ہے۔ اول قرآن وحدیث وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سامنے رکھ کر ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کتب فقہ کو چھڑایا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حنفی شافعی حنبلی مالکی ہونے کا حکم نہیں دیا۔ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی کی تقلید کیسی! پھر جب آدمی نے اس کو تسلیم کر لیا تو پھر آیت قرآنیہ اور حدیث نبوی کے معنی میں کسی کی اتباع کیسی ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء کو تو پہلے ہی صاف کر دیا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم باقی تھے ان کی نسبت یہ کہا گیا کہ ان کی اقتدا کے صرف یہ معنی ہیں کہ وہ جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائیں۔ وہ تو قابل قبول ہے۔ ورنہ اور باتوں میں ان کی تقلید کیسی۔ ہاں اگر متفقہ طور سے کوئی بات کہیں تو اسے مان لو۔ ورنہ ان چند امور کے سوا جس آیت اور حدیث کے جو معنی سمجھ میں آویں وہ معنی کہو۔ پھر کیا تھا نیچریت وہابیت بابیت بہائیت مرزائیت غرض غیر مقلدی کے پھاٹک میں داخل کر دیا۔ اب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متفقہ معنی کے بھی خلاف ہے تو کون پوچھتا ہے۔ جب اس مرتبہ کو بھی انسان طے کر لیتا ہے۔ تو پھر دلیل مذکور سے احادیث کو بھی ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور اسے اہلحدیث کے بعد اہل قرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جب اس سے بھی ترقی ہوتی ہے۔ تو شیطانی غیر مقلدیت کا رتبہ ملتا ہے۔ کہ خداوند عالم کی بھی وہی بات تسلیم کی جاتی ہے۔ جو مدلل ہو۔ بے دلیل خداوند عالم کا قول بھی قابل تسلیم نہیں ہوتا۔ نعوذ باللہ العظیم من هذا الکفر و الکفریات۔ تب وہ قرآن شریف کو بھی اپنی ہی عقل کے تابع کرتے ہیں اور وہی معنی لیتے ہیں۔ جو ان کی شیطانی عقل باور کرے۔ ورنہ کسی کا قول باتفاق وغیرہ ان پر کیا حجت ہو سکتا ہے۔ مجتہد صاحب بغور فرمائیے۔ اس تفرقہ کا آپ کچھ جواب دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو تقلید ائمہ کے ساتھ اسلام بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور اگر کوئی جواب ہے تو خدا چاہے وہی تقریر بلکہ اس سے اچھی ہم تقلید ائمہ میں ادا کریں گے۔

تقلید کی وجہ سے امت میں تفرقہ نہیں بلکہ غیر مقلدیت کیوجہ سے

یہ آپ کا فرمانا کہ تقلید کیوں ایجاد کی کہ جس سے خواہ مخواہ امت میں تفرقہ پیدا ہوا بالکل ہی غلط اور

بے جا ہے تقلید کی وجہ سے نہ تفرقہ ہے ۔ ورنہ اختلاف ۔ جملہ مقلدین باہم شیر وشکر ہیں ۔ ایک دوسرے سے نکاح بیاہ شادی کرتے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ۔ ایک دوسرے کی سلطنت میں برضا و رغبت رعایا بن کر بستے ہیں ۔ اور اس اختلاف کو ویسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ شیخین اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اختلاف تھا ۔ نہ وہ باعث تفرقہ امت تھا اور نہ یہ ہے یہ اختلاف رحمت ہے جو ہونا چاہئے تھا ۔ ہاں اگر تفرقہ اور امت میں نزاع ہے ۔ تو غیر مقلدین ہی نزاع کرتے ہیں ۔ بجز اپنے کسی کو ناجی نہیں سمجھتے ۔ ساری امت ان کے نزدیک معاذ اللہ گمراہ ہے صرف یہ چار پانچ آدمی اتنی بڑی جنت میں کودتے پھریں گے ۔ اور باقی سب ناری معاذ اللہ العظیم ۔ ہم جملہ مقلدین خدا کے فضل وکرم سے جس طرح خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقلد ہیں ۔ اسی طرح ہم کو تقلید ائمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی چارہ نہیں گو نوعیت میں فرق ہے ۔ پھر ائمہ کا مقلد کیوں کہتے ہیں ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے ۔ کہ جب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بھی مسائل ، جتہادیہ کا اختلاف ہوا ۔ تو جیسے تنقید احادیث کر کے کتب احادیث مدون ہوگئیں ۔ اور احادیث کی صحت اور علت میں اختلاف ہوا ۔ اسی طرح مذاہب صحابہ علم اور اختیار وترجیح میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا ۔ جیسے الفاظ حدیث کو ائمہ محدثین کی تحقیق سے اختیار کیا ۔ اسی طرح معنی احادیث کو ائمہ مجتہدین کی ترجیح سے الفاظ حدیث میں تو مثلاً صحیحین وغیرہ پر اتفاق ہوگیا ہو سکتا تھا ۔ مگر باوجود تعین الفاظ نہ قرآن میں معنی متعین ہو سکتے تھے نہ حدیث میں ۔ اس وجہ سے اختلاف لازمی تھا ۔ ہوا اور ہونا چاہئے تھا ۔

حنفی مالکی شافعی حنبلی سب ایک فرقہ ہے

خداوند عالم کی مشیت یونہی ہوتی ۔ کہ چار ہی مذہب مدون ہوئے کہ ایسے اور نہ مدون ہوئے ۔ اس امتیاز کی وجہ سے حنفی شافعی مالکی حنبلی نام ہو گئے ورنہ درحقیقت جیسے زمانہ صحابہ میں یہ سب ایک ہی تھے ۔ اب بھی ایک ہی ہیں جیسے اسلام میں سب شریک ہیں ۔ ایسے ہی اہل السنت والجماعت ہونے میں سب شریک ہیں جیسے الحدیث اپنے ۔ صرف مسلمان نہیں کہتے ۔ بلکہ صرف الحدیث کا لفظ باوجود مسلمان ہونے کے کہتے ہیں ۔ اسی طرح جملہ مقلدین باوجودیکہ خداوند عالم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقلد ہیں ۔ مگر چونکہ اس تقلید میں مسلمان سب مشترک ہیں ۔ لہٰذا اس تمیز کے لئے اپنے کو صرف مقلد کہتے ہیں اور باہم تمیز کے لئے حنفی شافعی حنبلی مالکی بنتے ہیں ۔ اس سے امت میں نہ تفرقہ ہے ۔ نہ اختلاف کیا ہم یہ آپ سے دریافت نہیں کر سکتے ۔ کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کیوں کہا ۔ حالانکہ یہ لفظ رسول اللہ صلے اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک میں نہ تھا۔ غیر مقلدین اپنے کو صرف مسلمان ہی کیوں نہیں کہتے۔ ایسے رکیک سوالات مجتہد زمانہ کی زبان کے لائق نہیں۔

اگر جناب کے یہاں الفاظ میں اس قدر تنگی ہے۔ تو پھر اگر کوئی یہ پوچھے۔ کہ احادیث تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی موجود تھیں۔ مگر یہ صدہا الفاظ اصطلاحیہ جو محدثین نے اصول حدیث میں وضع کر لئے ہیں۔ ان الفاظ کے بنانے اور وضع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ زمانہ مبارک کے خلاف کیا۔ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تفرقہ اور اختلاف ڈلوا دیا۔ اور کسی کو صحیح اور کسی کو ضعیف موضوع قابل عمل غیر قابل عمل وغیرہ بنا دیا گیا مجتہد العصر صاحب۔ یہ بیان فرمائیں گے۔ کہ قرآن مجید و احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معنی و مطلب لینے کے لئے کوئی معیار ہے۔ بلکہ سلف نے جو معنی سمجھے ہیں۔ ان کی پابندی ہے۔ یا نہیں۔ اور ہر شخص مختار ہے کہ جب اس کو قرآن حدیث کا ترجمہ معلوم ہو گیا۔ تو وہ جو چاہے معنی سمجھے۔ اس پر عمل کرے۔ یا کوئی قید ہے۔ اگر ہے۔ تو کیا اور کیوں! اور اگر کوئی قید نہیں ہے تو پھر مقلدین سے کیوں جھگڑا ہے وہ تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ تقلید شخصی ضروری ہے قصہ ختم ہو گیا۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ برادران احناف واللہ مصالحت کی بہت اچھی صورت نکل آئی بس آپ لوگ صاف لفظوں میں اعلان کر دیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے تابعدار ہیں ۔ اور بس۔ ادھر میں جماعت اہلحدیث کی طرف سے اس اعلان کی تصدیق شائع کرا دوں گا۔

پھر حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یہ لفظ اس لئے میں نے کہا ہے آپ مانتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں تقلید ائمہ کا لفظ نہ تھا۔ بلکہ بعد میں وضع ہوا۔ جب تقلید ائمہ کا ذکر ہی نہیں تھا۔ تو اس لفظ کی حاجت ہی نہیں (اہلحدیث)

مجتہد پنجاب کی دلیل پر معارضہ

پھر فرمائیے گا۔ کہ براہین احمدیہ یاد آئی ہے۔ کلام خود غلط بولتے ہیں۔ پھر ہوتا ہے۔ تو براہین احمدیہ یاد آتی ہے۔ جیسے لفظ تقلید پہلے زمانہ میں نہ تھا اس وجہ سے وہ لفظ قابل ترک ہے۔ تو جس قدر الفاظ مصطلحہ محدثین اور تمام کتب احادیث اور خود لفظ اہلحدیث یہ بھی سب قابل ترک ہیں۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں ان میں سے کوئی بھی مروج نہ تھا کیا اجتہاد ہے غیر مقلد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تابعدار نہ ہوں تو نہ ہوں۔ مگر برادران احناف تو خدا کے فضل سے سب ایسے ہی ہیں آپ جب چاہیں۔ اعلان کرائیں اعلان کیا ان کا تو یہ ایمان ہے۔ مگر آپ کے اس فرمانے سے یہ ضرور معلوم ہو گیا۔ کہ آپ مقلدین

بالخصوص احناف کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ جب ہی تو آپ ان سے یہ اعلان کرا کر مصالحت کر سکتے ہیں
مثلاً کوئی شخص کہے کہ ہماری غیر مقلدین سے جب مصالحت ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنے مسلمان ہونے
کا اعلان کر دیں، تو اس کے معنی صاف ہیں۔

مجتہد پنجاب کا نفاق

پھر ہمیں تعجب ہے کہ اس اعتقاد کے ساتھ آپ نے احناف کو شامل
اہل حدیث کے فرقہ اہل السنت والجماعت میں کیوں شمار کیا ہے۔ اگر وہ تحریر منافقانہ نہیں ہے تو
اس کے معنے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔

خدام والا پر واضح رہے۔ کہ ائمہ مجتہدین تو ائمہ ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ہم تو صحابہ رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی مقتدا صرف اس وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ بے ان کی اتباع کے سرورِ عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ناممکن ہے۔ چنانچہ پہلے اس کو عرض کیا گیا ہے۔ ہمیں آپ سخت کلام کہتے
ہیں۔ اور آپ ہمیں در پردہ کافر کہتے ہیں۔ مگر آپ پھر بھی نرم کلام ہیں۔

شیخ چپ ہوں تو توکل ٹھہرے ہم جو چپ ہوں تو سڑی کہلائیں

الانصاف۔ الانصاف الانصاف ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتا ہے غوغا وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مجتہد پنجاب کا تمسخر

پھر آپ فرماتے ہیں۔ العدل بی بی کے ممبرو۔ کہو کوئی ہم نے ناجائز
شرط پیش کی ہے اور کوئی ثقیل تقاضا کیا ہے۔ الخ

آپ حنفیوں سے اسلام کا مطالبہ کر کے اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہم نے
کوئی ناجائز شرط یا ثقیل تقاضا پیش کیا ہے۔ اسی کا نام عمل بالحدیث ہے۔ اس کا جواب تو بہت
سہل تھا۔ مگر آپ رنجیدہ ہو کر کہیں تنقید لکھنا نہ چھوڑ دیں۔ اس وجہ سے نہیں عرض کرتا۔

نمبر ۵۲ میں پھر وہی بڑے بھائی اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد مرزا صاحب کی براہین احمدیہ کا ذکر
کرتے ہیں۔ اگر کوئی خواہ مخواہ فضول بات عرض کروں۔ تو اس پر آپ بے شک فرما سکتے ہیں ورنہ جس
بات کا جواب نہ آوے اسے ویسے ہی ٹال دینا اس سے معتقدین بھی شاید خوش ہوں مسلم الثبوت
اور امام رازی کی عبارت آپ کو مفید نہیں آپ جو کچھ فرماتا ہے۔ وہ خود فرمائیے۔

نمبر ۵۳ میں تو آپ نے غضب ہی کر دیا۔ میں مقلد بے شک ہوں مگر کس کا۔ آپ کا تو نہیں
میں تو یہ عرض کر رہا ہوں۔ کہ مقلدین ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے مجتہدین غیر مقلدین سے
زیادہ مجتہد ہیں۔ پھر آپ کے سامنے قیاس کر بھی لیں کیا حرج ہے۔ ہاں یہ بات کہ میرا قیاس غلط ہے

اس کو ثابت فرمائیے۔

آپ فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ عام لوگ قومی روایات کی بناء پر خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ عام تواتر پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث ان کے اعتقاد کی تائید میں ہے بخلاف تقلید شخصی کے کہ وہ ایک خاص کی تقلید سے مانتے ہیں۔ کہاں تواتر قومی اور کہاں تقلید شخصی

مجتہد پنجاب کا کلام ہے یا بے سُرا راگ

آپ نے جب تنقید لکھنی شروع فرمائی تھی۔ تو بسم اللہ بھی کی تھی یا نہیں۔ اعوذ تو غالباً پڑھی ہی نہیں۔ کیا تواتر قومی بھی کوئی آیت یا حدیث ہے یہ پانچویں کتاب اہلحدیث کی یہاں کہاں سے نکل آئی۔ بہرحال اگر تواتر عام اور روایات قومی بھی کوئی حجت ہے۔ تو یہی عام رواج قومی روایات عام تواتر تقلید میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ مقلد بھی ہوتے ہیں۔ اگر ان کا ایمان معتبر ہے۔ تو تقلید بھی معتبر ہونی چاہئے۔ فرمائیے آپ نے موافق فرمایا یا مخالف تقلید ثابت ہوئی یا رد۔ رہا قرآن و حدیث کی موافقت یا عدم موافقت یہ تو نفس الامری بات ہے۔ ایمان لانے والے کو تو اس کی خبر بھی نہیں۔ کہ قرآن شریف و احادیث میں کیا لکھا ہوا ہے۔ وہ تو بے دلیل ایمان لاتا ہے۔ اور آپ کا یہ فرمانا بھی غلط ہے۔ کہ یہ لوگ روایات قومی وغیرہ کی بناء پر مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ روایات وغیرہ کو بھی نہیں جانتے وہ تو صرف اس قدر جانتے ہیں۔ کہ ماں باپ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ بھی مسلمان ہو گئے اگر معاذ اللہ ماں باپ مرتد ہو جائیں۔ تو اکثر اولاد بھی ساتھ ہی مرتد ہوتی ہے نہ وہ تواتر کو جانیں۔ نہ قومی روایات کو۔ نہ وہ امام صاحب کو جانیں نہ ان کے حالات کو۔ ماں باپ کو حنفی کہتے سنا۔ وہ بھی حنفی کہتے ہیں۔ ان کی حالت تو یہ ہے۔ کہ بوحنیفت امام کی وہ میری۔ اللہ اکبر۔ فرمائیے اب قیاس صحیح ہوا یا نہیں۔ جب ان لوگوں کا ایمان تقلیدی معتبر ہوا جو اصل عبادت ہے۔ تو اب اور فروع میں تقلید کیوں معتبر اور جائز نہ ہوگی۔

آپ فرماتے ہیں کہاں تواتر قومی کہاں تقلید شخصی۔ جس قوم سے ایمان کو سنا ہے۔ اسی سے تقلید شخصی کو بھی سنا ہے۔ پھر ایک تواتر قومی ہو اور دوسرا نہ ہو۔ کیا کہی ؎

قربان آں خدائے یک بام دو ہوائے

اب تو فرضیت اور وجوب تقلید شخصی کی ایسی مسلم دلیل مل گئی۔ کہ کوئی غیر مقلد زبان بھی نہ ہلا سکے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ تقلید کی چاروں قسموں سے متنازعہ فیہ صرف یہ ہے کہ امام معین

کی تقلید کا وجوب ہمیشہ کے لئے اپنے پر لینا اس کا ثبوت شرع میں نہیں الخ

اب بھی نہیں پہلے نہ تھا نہ ہوا۔ کیا قومی روایات عام تواتر یہاں نہیں ہے پھر اب وجوب اور فرضیت میں کیا کلام ہے۔ اب تو تواتر سے ثابت ہو گیا۔ شرق و غرب صدہا سال سے مقلدین ائمہ تقلید شخصی کو واجب فرض کہہ رہے ہیں جو آپ کے نزدیک بڑی دلیل ہے پھر بھی تامل باقی ہے

مجتہد صاحب کا نیا کلام

مجتہد صاحب اس قدر پریشانی اور گھبراہٹ کیوں ہے آپ کو تقلید شخصی کا شرعی ثبوت معلوم نہیں۔ عدم علم اور حکم تقلید شخصی سے جہالت ہے تقلید شخصی شرک و بدعت و حرام تو نہیں۔ جل جلالہ اے اللہ تیری قدرت کے قربان جائیے۔ ساری عمر تقلید کو شرک و کفر و حرام کہہ کر آج یوں فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حکم کا علم نہیں اگر یہ ہے تو سکوت فرمانا چاہئے تھا۔ اسی کا اعلان فرما دیجئے۔ آدمی کے لئے یہ بھی علم کی بات ہے۔ کہ جو نہ معلوم ہو اسے کہہ دے کہ مجھے علم نہیں۔

دو سطر پہلے اہلحدیث کو ملاحظہ فرمائیے پھر آپ کو عام تواتر اور روایات قوم کا انبار ملے گا۔

اب تو تقلید شخصی واجب فرض ہوئی ؎

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ بیداد   نگاہیں جھک گئیں ان سے نہ کچھ جواب بنا

مجتہد صاحب سے ایک سوال

صحیحین کی روایات کو صحیح جاننا اور یہ حکم ہمیشہ کے لئے تسلیم کرنا اس کے لئے آیات قرآنیہ یا احادیث ہیں۔ اگر ہیں تو فرمائیے ورنہ چھوڑئیے اگر یہاں بھی عام روایات اور تواتر قومی ہے۔ تو تقلید شخصی کے لئے بھی موجود ہے تقلید شخصی کیجئے۔ یا اسے بھی چھوڑئیے۔ حدیث کے معنے معلوم کرنے میں تو اپنا علم معتبر ہے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ مگر حدیث کے صحیح اور ضعیف جاننے میں جو مدار حکم ہے۔ اس میں تقلید شخصی جائز ہی نہیں۔ واجب فرض ہے۔ کہ جس حدیث کو امام بخاری رحمہم اللہ بخاری میں روایت فرما دیں۔ اس کا صحیح تسلیم کرنا صحیح اور واجب ہے تو جس مسئلہ کو امام صاحب بیان فرما دیں اس کو بھی بحسن ظن حق سمجھنا یہ بھی واجب اور فرض کیوں نہ ہو گا۔ اگر وہاں تواتر ہے تو یہاں بھی تواتر ہے۔ اگر رجحان پر اجماع نہیں۔ تو مطلق حقیقت پر تو ہے۔ ورنہ تقلید شخصی کے وجوب پر تو ویسا ہی ہے۔ اگر فرق بھی ہو۔ تو حد تواتر تو موجود ہے فتدبر فیہ و لا تعجل

تقلید شخصی کے وجوب پر مجتہد صاحب کو تنبیہ

حضرت مجتہد صاحب بندہ کی عرض سے تو غیر مقلدین کو غصہ آتا ہے۔ مگر بے عرض کئے بات بھی نہیں بنتی۔ آپ کو تقلید شخصی

کی فرضیت اور وجوب کی دلیل شرع میں معلوم نہیں ہوئی۔ اول تو جس معنی سے آپ تقلید شخصی فرما رہے ہیں۔ وہ اب دنیا میں کہیں ہے بھی نہیں۔ اگر ہوگی تو پہلے ہوگی۔ اب تو ہر امام کے مذہب کی کتابیں مع ہر مسئلہ کی دلیل کے موجود اور ہر مذہب کے عالم کو آپ سے زیادہ نہیں تو کم بھی دلائل معلوم نہیں پھر بھی وہ تمام عوام و خواص اپنے کو خاص ہی امام کا مقلد کہتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ہر فقہ کے مسائل کو ہزارہا محدثین و مفسرین و فقہاء علماء نے جانچ کر اپنا مختار قرار دیا۔ مگر پھر بھی اس کا نام تقلید شخصی ہی رکھتے ہیں۔ جو آپ کی اصطلاح میں پورا اجتہاد اور کامل غیر مقلدیت ہے۔ جیسے ہم آپ کو حقیقت میں کامل مقلد جانتے ہیں تو اب نزاع صرف نام میں باقی رہا۔ اور نام رکھنے میں آپ کے یہاں بھی توسیع اور اجازت ہے۔ کوئی سیاہ حبشی کا نام یوسف اور مفلس گداگر کا نام بادشاہ رکھ لے تو جائز ہے۔ پس اگر آپ کو للہیت منظور ہوتی۔ اور امت میں تفرق اندازی مدنظر نہ ہوتی۔ تو تقلید شخصی اور عدم تقلید کا ذکر ہی نہ ہوتا۔ اور تمام سلف کی تفسیق و تضلیل غیر مقلدین نہ کرتے فرمائیے یہ تقلید شخصی بھی حرام بدعت شرک ہے یا فرض واجب اس کا حکم بھی معلوم نہیں تو اب معلوم کر کے لکھیں

دوسرے یہ تو فرمائیے کہ جو قرآن شریف موجود اور تمام امت کے ہاتھوں میں ہے۔ اسی قرآن کی تلاوت اسی پر عمل کرنا یعنی نماز وغیرہ میں پڑھنا صرف اسی کو مامور بہ بنانا۔ یہ بھی فرض واجب آپ کے نزدیک ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کا وجوب اور فرضیت کس قرآن شریف کی آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ یا اس کی فرضیت اور وجوب بھی مثل وجوب تقلید شخصی کے عرفی ہے۔ تو اسی طرح تقلید شخصی کے وجوب شرعی کو بھی سمجھ لیجئے۔ جلدی نہ فرمائیے۔ غور سے سمجھ کر جواب دیجئے۔ جیسے پہلے تحریر فرمایا تھا۔ کہ مرتضیٰ اور العدل پارٹی قرآن شریف کی حجیت کو نہیں مانتے۔ اب کچھ بے سوچے سمجھے نہ لکھ دینا۔ ورنہ آخر کار نادم ہونا پڑے گا۔ اور آپ کے معتقدین پھر غریب مرتضیٰ پر غصہ ہوں گے اگر خداوند عالم کو منظور ہے۔ اور اصل مضمون پورا ہو گیا۔ تو وہاں اس کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل عرض کروں گا۔ مگر میرے اس ارادہ کو اپنے جواب نہ لکھنے کا حیلہ مت بنا لینا۔ آپ کو جو جواب دینا ہو۔ وہ دیجئے ممکن ہے کہ آپ کی وجہ سے کم از کم یہی دلیل مفصل عرض ہو جائے۔ ہو الموفق

مجتہد پنجاب سے ایک استفتار لگے ہاتھوں ایک اور مسئلہ دریافت کر لوں۔ ایک عالم نے ایک جماعت میں تبلیغ اسلام کی۔ اور اتفاق سے وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور وہاں اور کوئی مسلمان نہیں۔ تو ان نومسلموں پر اس عالم کی تقلید فرض اور واجب ہے یا نہیں۔ اور اسی کو نماز میں امام بنانا واجب اور فرض ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس خاص شخص معین کی ان خاص شخصوں کو

تقلید شخصی یا امامت شخصی کی نسبت کوئی آیت یا حدیث ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر یہ فرضیت اور وجوب
عارضی شرعی ہوگا یا نہیں

اگر جواب یہ ہو۔ کہ جب تک ان لوگوں میں علم نہ ہو۔ اس وقت تک ان پر تقلید شخصی اور امامت
شخصی فرض ہے۔ گو یہ وجوب ذاتی اور حقیقی نہیں۔ مگر باوجود عارضی فرضیت اور وجوب کے ہے یہ
بھی وجوب شرعی ہے۔ تو پھر مہربانی فرما کر اگر یہ بھی فرمادیا جائے۔ کہ جب تک امت میں کوئی اور ایسا
امام پیدا نہ ہو جس کا مذہب اسی طرح مدون نہ ہو جیسے ائمہ اربعہ کا اس وقت تک جیسے تقلید شخصی
تمام لوگ کر رہے ہیں جن کو اجتہاد کا رتبہ حاصل نہیں۔ اور نہ وہ اس قدر محقق ہیں کہ مذاہب اربعہ
میں سے کسی خاص دلیل کو ترجیح دے سکیں۔ وہ خود اپنے علم پر اس قدر وثوق نہیں رکھتے تو ان پر
تقلید شخصی فرض اور واجب ہے۔ گو یہ فرضیت بھی عارضی ہی ہے۔ مگر ہے شرعی۔ تو چاہے آپ غیر مقلد
ہی رہیں۔ مگر صلح ہو جائے گی۔ اگر واقعی صلح منظور ہے۔ تو اس مسئلہ کا فتویٰ شائع فرمادیجئے۔ اگر اور
غیر مقلد اور باتوں کی طرح آپ کی اس بات کو بھی تسلیم نہ کریں گے تو نہ سہی مگر ہم تو یہ کہدیں گے کہ عاقبة
الحمد میان من و او صلح فتاد۔ چاہے کوئی یہ بھی کہہ دے ؎

لائے اس بت کو التجا کر کے   کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ورنہ پھر یہ فرمایا جائے کہ عوام پر تو بقول آپ کے بھی علماء کی تقلید فرض ہے۔ اور علماء اپنے
علم پر اپنے نفس کے لئے بھی اس قدر وثوق نہیں رکھتے کہ خود اجتہاد کریں۔ یا دلائل میں ترجیح دیں
اور جو کچھ بھی ان کو اپنے علم سے ثابت ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم کو اور ان عوام کو بحالت موجودہ ائمہ
اربعہ میں سے بطرز مذکور تقلید شخصی فرض اور واجب ہے۔ تو ان علماء پر بوجہ اپنی رائے اور اجتہاد
کے اور عوام پر بوجہ ان کے فتوی کے تقلید شخصی فرض اور واجب ہوگی یا نہیں اگر ہے۔ تو تقلید
شخصی کی فرضیت اور وجوب شرعی ثابت ہو گیا۔ اور اگر نہیں تو فرمایا جائے۔ کہ یہ بیچارے غربا
کیا کریں اجتہاد اور ترجیح کے لائق نہیں جو خود اجتہاد یا تقلید دوامی امام غیر معین ہی کریں تقلید
شخصی کی بارگاہ اجتہاد سے اجازت نہ ہو۔ کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش فرمائیے۔ جو یہ بھی کسی
ٹھکانے لگیں۔ یہ بھی دائرہ صلح رہے۔ یہ لوگ نہ غیر مقلد ہوں گے نہ آپ کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ
باوجود اس اعترافی ناقابلیت کے غیر مقلدوں کو اپنے سے بھی کم علم سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے کیا
اکثر ایسے ہیں۔ کہ مجتہدین زمانہ کے اساتذہ یا ان کے ہمعصر ہیں۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ اور بحکم لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعہا کے ان کو آپ کا فتوی بھی غالباً اپنی تقلید اور اپنے (یعنی مجتہد صاحب کے)

فتوی پر عمل کرنے کا نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہ مجتہد ہیں اور ان کا اجتہاد یہی ہے۔ کہ آپ ناحق پر ہیں۔ آپ کو اس قدر علم ہے کہ آپ کی تقلید یا آپ سے فتوی لیا جائے تو گو وہ اپنے اس اجتہاد میں غلطی پر ہوں مگر ان کو تقلید شخصی لازم اور واجب ہوگی۔ اور اس میں ان کو اجر گا یا نہیں اور غالباً بارگاہ اجتہاد میں مجتہد کو دوسرے کی تقلید بھی جائز نہ ہو۔ اور جب اجتہادی فرضیت تقلید کا ہے۔ تو اس کے خلاف ان کو عمل بھی حرام ہوگا۔ عجیب مسئلہ ہے کہ تقلید مجتہد کو ناجائز مگر جب اجتہادی فرضیت تقلید کا ہو۔ تو تقلید فرض ہے یہ شخص ہے۔ کہ اس کو تقلید حرام چونکہ مجتہد ہے۔ اور ترک تقلید شخصی بھی حرام چونکہ آپ کا فتوی ہے اور تقلید شخصی فرض چونکہ اس کا اجتہاد یہی ہے۔

مجتہد صاحب آپ نے دار العلوم میں منطق بھی تو پڑھی تھی۔ اوروں کی سمجھ میں آوے یا نہ آوے مگر شاید آپ تو سمجھ ہی لینگے۔ فرمائیے تقلید شخصی کی فرضیت وجوب ثابت ہوا یا نہیں ہوا تو اقرار فرمائیے۔ اور صلح کا سامان کیجئے ورنہ فقد اذنتہ بالحرب سناہی ہوگا۔ فرمائیے۔ براہین مرزائیہ ہیں یا متعارضات تنائیہ یا معروضات مرتضویہ ع

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا ست

کاش اگر آپ سمجھتے تو قدر کرتے مگر اب بجز غصہ ہونے کے آپ سے اور کیا توقع کروں لیکن خیر ہم اس کو بھی ہزار سمجھتے ہیں مغتنم آتے ہیں ان کے خط جو شکایت بھرے ہوے کیا کہوں ع عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است۔ خدا آپ کی جوانی پر رحم فرماکر اب بھی تقلید شخصی کی توفیق دے آمین۔ غصہ ہونے کی بات نہیں مجھے جو دعا بہتر معلوم ہوتی۔ وہی کی آپ مجھے یہ دعا دیجئے۔ کہ اللہ تعالی مجھے واقع میں وہ علم صحیح قرآن عنایت فرمائے کہ جس سے میں مجتہد ہو جاؤں عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ مری داستاں تو بہت طویل ہے ع

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

مگر گھے نمبر کے متعلق کچھ عرض کرکے اس نمبر کو ختم کرتا ہوں۔ طول سے آپ ملول ہوں گے چونکہ مضمون اخبار میں جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس قدر کوشش کرتا ہوں۔ کہ سب لوگ سمجھ لیں ورنہ آپ سے تو یہ امید ہی نہیں۔ کہ آپ کیس گے اور کہیں گے بھی تب بھی یہی فرمائیں گے۔ کہ جو بات مرتضی کہتا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی۔

نمبر ۵ میں جو وعظ فرمایا ہے۔ وہ بہت ہی موثر ہے۔ مگر آپ کو خیال نہیں رہا۔ یہاں وعظ

نہیں ہے۔ یہ مناظرہ کی جگہ ہے۔

مجتہد جناب موضوع کو بھول گئے

مجتہد صاحب کیا آپ کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کا فرقہ ناجی ہے۔ یا ناری یہ ایک بے محل سے پڑھ دی۔ اگر ایسا ہے تو پھر لوگوں کو ناحق غیر مقلدی کی دعوت دی جا رہی ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں۔ آپ کو کونسے ایسے غیر مقلدوں سے معاملہ پڑ گیا۔ جن سے آپ ایسے کشیدہ ہیں۔

یہ تو آپ نے دل لگتی کہہ دی۔ جی حضور اگر ہو سکے۔ تو آپ ہی سفارش فرما دیجئے۔ آپ کو معلوم ہے ایک ایسے ظالم سے معاملہ پڑ گیا ہے ۔ جو پیار میں کرتا ہے ستم اور زیادہ غضب یہ ہے کہ نہ حق کہے نہ حق منے ع عدو لی یلقب بالحبیب

میں تو نہیں وہی ہم سے کشیدہ خاطر ہو کر غیر مقلدوں میں جا ملے ہیں۔ اسے راضی کر کے پھر ہمیں بھیج دو۔ تو پھر میں یہ شعر پڑھوں ؎ وہ آئیں گھر پہ ہمارے خدا کی قدرت

افسوس ہے کہ وہ ہم سے کشیدہ ہیں۔ غیر مقلدین انہیں قبول بھی نہیں کرتے۔ مگر وہ ان پر جان دیتے ہیں۔ اور جو ان پر مرتے ہیں۔ وہ ان کی پرواہ نہیں کرتے اور ہم سے جان چراتے ہیں ؎

اگر ان میں وفا ہوتی ، تو وہ ابن الوفا ہوتے

آپ تحریر میں بھی ہمارے ان کے انداز کو ملاحظہ فرماتے ہوں گے ہم نے تو یہ انداز اختیار کر لیا ہے

ستم کو ہم کرم سمجھیں جفا کو ہم وفا سمجھیں جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے

مگر مقلد منظور کر دے آمین۔

دوسرا فقرہ بے جوڑ اور تحریر فرما دیا۔ بھلا یہ بھی کوئی خفگی کی بات ہے کہ چند حدیث یاد کریں۔ اس پر کون غصہ ہوا ہے کیئے غصہ کیا ہے۔ کیا فرماتے ہو ؎

کس سوچ میں ہو نسیم بولو آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

ان دلربائی کی باتوں میں اصل مدعی کو رولانا چاہتے ہو۔ بے محل بات کرنا اہل علم کے لئے عار کی بات ہے۔ سنئے بندہ نے یہ عرض کیا تھا۔ علاوہ جاہلوں کے اکثر غیر مقلد علماء بھی بجز چند مسائل کے دلائل نہیں جانتے۔ تو پھر وہ تقلید ہی رہی۔ اور مقلدوں کی بقول غیر مقلدوں کے جو اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں نجات نہ ہو گی۔ تو دخول جنت کے لئے صرف زبان سے غیر مقلد کہہ دیا۔ تو کافی نہیں تو پھر نجات کیسے ہو گی۔ یا نجات کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ آدمی اپنے کو غیر مقلد کہہ دے۔ اور رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ کی چند حدیثیں یاد کر لے۔ اور باقی تمام یا اکثر اصول و

اصول و فروع کے دلائل سے بے خبر ہو کر مقلد ہو۔ اور نجات پا جائے۔ اس سنگین اعتراض کو جس کا جواب خدا جانے محال ہے۔ اٹھایا جائے۔

مجتہد صاحب نے اصلی اعتراض کا ذکر تک نہیں فرمایا جو قابل جواب تھا

بارگاہ اجتہاد نے ذکر تک نہیں فرمایا وعظ فرمانا شروع کر دیا بس غیر مقلد سے کشیدہ ہو۔ چند حدیثیں یاد کر لینا حفظی کی بات نہیں حضور یہ باتیں کس نے کہی ہیں جس نے ایسا کیا ہو اس سے فرمائیے۔ بندہ تو یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اکثر غیر مقلدین کا مقلد ہو کر بقول غیر مقلدین جہنمی ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا کوئی جواب ہو تو مرحمت فرمائیے۔ ورنہ ادھر ادھر کی باتوں میں آپ بات کو رلائیں۔ دوسرا کب رلنے دیتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہم ناظرین تک پہنچا چکے ہیں۔ اور جو فرمائیں گے وہ بھی پہنچا دیں گے۔

بندہ آپ کی اس نوازش و کرم کا شکر گزار ہے۔ اور اس سے زیادہ اس کا شکر گزار ہے کہ آپ نے اس طرح سے پہنچایا جس سے میرے مضمون کا بفضلہ تعالیٰ فیصلہ کن ہونا بھی ثابت فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حنفی بنا دے۔ آمین۔ اور ہمیں اور آپ کو حق کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اہلحدیث مجریہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ میں تنقید التقلید نمبر ۱ پر جو خامہ فرسائی محترم مجتہد یعنی مدیر اہلحدیث نے فرمائی ہے۔ اس کے جواب میں سطور ذیل عرض ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور قبول فرما کر مسلمانوں کو نفع پہنچائے آمین

اول تو حسب عادت مولوی صاحب نے بندہ کی شکایت فرمائی ہے۔ کہ العدل کے طویل مضمون میں عدم تقلید اور اہلحدیث پر طعن و تشنیع کی ہے۔ حالانکہ صاف لفظوں میں عرض کر دیا گیا تھا۔ کہ ہمارے مخاطب صرف تبرائی غیر مقلد ہیں۔ اب اگر اہلحدیث کے یہی معنی ہیں۔ تو اس کا کیا علاج ہے۔ اپنی اپنی اصطلاح ہے دوسرے یہ نہیں معلوم کہ وہ طعن و تشنیع کیا ہے چند سوالات کئے گئے ہیں۔ تاکہ تبرائی مقلدین کو کافر مشرک فاسق کہتے ہیں۔ ان کی حقیقت معلوم ہو جائے اس کا نام اگر طعن و تشنیع ہے تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ غیر مقلدوں کی گالیاں سن لیجائیں اور یہ بھی نہ کہیں کہ ہم ایسے نہیں ہیں۔

بندہ نے یہ عرض کیا تھا۔ کہ محض تقلید آبائی سے بدون اطلاع علی الدلیل جو لوگ ایمان

لاتے ہیں۔ اگر یہ ایمان معتبر ہے۔ تو جب اصل عبادات میں تقلید جائز ہے تو فروع وجزئیات مسائل میں کب ناجائز وکفر وشرک وحرام ہو سکتی ہے۔ مگر مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس واسطے کہ یہ معارضہ تو تبرائیوں کے مقابلہ میں تھا جو تقلید ائمہ وغیرہ کو کفر کہتے ہیں اور مولوی صاحب کے نزدیک جب تقلید عوام پر واجب اور تقلید شخصی مباح ہے تو پھر تو انصافاً تبرائیوں کے نزدیک مولوی صاحب بھی کافر ومشرک یا فاسق ہونے چاہئیں اور ان کو ہمارا جواب بھی نہ دینا چاہئے تھا۔ مگر نامعلوم کیا بات کہ مولوی صاحب ہم میں بھی شامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تبرائیوں کے امام ہونے کا بھی ان کو فخر حاصل ہے۔ اور اہلحدیث میں بھی خواہ مخواہ دخل درمعقولات دیتے ہیں۔ مجتہد صاحب کیا ہوئے مغالطہ عامۃ الورود ہو گئے اصل بحث سے بالکل اعراض فرما کر اہلحدیث کا مذہب نقل فرماتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تبرائیوں کا مذہب نقل فرما کر ان کے مذہب کے موافق جواب مرحمت فرماتے۔

معلوم ہو گیا کہ جو لوگ تقلید ائمہ کو کفر اور شرک و بدعت وحرام کہتے ہیں۔ وہ اس لاجواب اعتراض کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہی ہماری بھی غرض تھی جو بفضلہ تعالیٰ پوری ہو گئی۔
وللہ تعالیٰ علیٰ ذالک الحمد وعلیٰ رسولہ الصلوٰۃ والسلام وآلہ و اصحابہ اجمعین۔

مجتہد صاحب کا بیجا تمسخر

اس کے بعد بندہ کا تمسخر فرما کر معیار الحق کا مضمون نقل کر کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ہاں وجوب تقلید شخصی کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے جس سے آپ سبکدوش نہیں ہوتے۔ کیا خدام والا یہ فرما سکتے ہیں۔ کہ بندہ نے تقلید شخصی کی تعریف کر کے اس کے وجوب کا دعویٰ کیا ہے۔ تا کہ اس کا بار ثبوت بندہ کے ذمہ ہو۔ بندہ تو ابھی تبرائیوں سے سوال حل کر رہا ہے۔ کہ تقلید کی تعریف کیا ہے۔ اس کے اقسام کیا ہیں۔ ان کا حکم کیا ہے اس کی دلیل کیا ہے۔ فلاں حدیث سے مطلق تقلید یا تقلید شخصی کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو ان احادیث وآیات کے معنی کیا ہیں۔

ایک منصف مناظر سے جبکہ وہ اپنے کو اہلحدیث بھی کہے۔ نہایت مستبعد ہے کہ عوام کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایک غلط بات کا ذمہ دار بنا دے جب بندہ اس کا مدعی ہو گا۔ تو دلیل بھی عرض کر دے گا کہیں کہیں ضمناً کوئی بات تقلید شخصی کے متعلق آ گئی ہے۔ تو خدا کے فضل وکرم سے وہ بھی ایسی ہے۔ کہ مجتہد صاحب سے تو امید نہیں ہے۔ کہ جواب کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

مجتہد صاحب سے تقلید شخصی کی اباحت کی دلیل کا مطالبہ

بندہ تو تقلید شخصی کے وجوب کا جب دعوی کرے گا۔ اس وقت خدا چاہے مطالبہ سے پہلے دلیل عرض کریگا مگر جناب نے جو تقلید شخصی کو مباح کہا ہے۔ اس کی بھی تو کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی۔ اباحت کے تو آپ بھی مدعی ہو چکے ہیں۔ کوئی خط ناظرین اہلحدیث کا اس پر تو غصہ کا نہیں ہے آیا درحقیقت آپ نے ان کو بڑا صدمہ پہنچایا ہے۔ اس پر وہ جس قدر بھی شکایت فرمائیں بجا ہے۔ جس کو خدا چاہے بندہ عرض کرے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ "پنجاب میں ایسے سوالات کے جواب دینے کو ہر جگہ بفضلہ تعالیٰ لوگ موجود ہیں"۔ شاید کہیں ہوں گے مگر دفتر اہلحدیث میں تو نہیں

؎ وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آتی جس کی اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا

ناظرین نے خود فیصلہ فرمایا ہوگا۔ بندہ نے تبرائیوں کے معارضہ میں چند آیات پیش کیں تھیں کہ تقلید آبائی مطلقاً مذموم نہیں بلکہ بعض جگہ محبوب اور مطلوب ہے۔ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ اتباع آبا کا حکم کہیں بھی نہیں نہ اتباع آباء محمود۔ ہاں اتباع ملت آبار محمود ہے

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ میرا جواب ہوا یا تسلیم جب اتباع ملت آبار محمود ہے تو ثابت ہو گیا کہ بعض جگہ اتباع آبار محمود ہے۔ اور اتباع آبار مطلقاً مذموم نہیں۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ اتباع آبار کا حکم کہیں بھی نہیں نہ اتباع آبار محمود ہے اگر ماں باپ اچھے کام کریں۔ تو کیا وہاں اتباع آبار نہ کرے اور یہ اتباع محمود نہیں

آپ نے صـ۲ پر فرمایا ہے۔ اے جناب عالم الغیب خدا نے ملت کا لفظ رکھا ہے۔ جس کے معنی دین کے ہیں۔ پس ملت آبائی کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنے بزرگوں کے دین کا تابع ہوں

پھر صـ۳ میں یہ فرماتے ہیں "ہاں اتباع ملت آبار محمود ہے"۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہوا۔ کہ اپنے بزرگوں کے دین اور ملت آباء کا تابع ہونا محمود ہے

آپ کے اس قول کو سامنے رکھ کر پھر جس قدر انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں انہوں نے لوگوں کو ملت آبار کی تلقین فرمائی یا ترک کا حکم دیا۔ اگر اتباع ملت آبار محمود ہے۔ اور ملت کے معنی مطلق دین کے ہیں تو پھر آپ کے فرمانے کے مطابق تمام کفار کو بھی اپنے بزرگوں کی اتباع محمود ہوگی غور سے جواب مرحمت فرمائیے۔ اتباع ملت آبار کو محمود کہنا یہ آپ کی انوکھی تفسیر اور اپنا اجتہاد ہے فرمائیے آیات کے مطلب کی آپ پرواہ نہیں فرماتے۔ یا ہم آپ کی تنقید کی تصحیح خداوند عالم نے اپنے

فضل وکرم سے پوری فرما دی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر مسلمانوں کو نفع پہنچائے اور کہیں خطا ہوئی ہو تو معاف فرمائیے۔ اب آپ کے مضمون تنقید نمبر ۱۱ کا رحوالمجدیث مورخہ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ میں شائع ہو چکا ہے جواب عرض کرنا باقی رہ گیا ہے۔ اس کے لئے ذیل کی سطور ملاحظہ فرمائیے۔

الحمد للّٰہ الذی جعل الحق یعلو ولا یعلی وکلمۃ اللّٰہ ھی العلیا و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وخیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ الذین ھم کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

الٰہی وہ زبان کہاں سے لاؤں۔ جس سے تیرا شکر ادا ہو۔ ایک عاجز حقیر ذلیل نادان بےعلم مقلد کے مضمون کو اور وہ بھی مسئلہ تقلید کے متعلق جس پر تبرائیوں کو بڑا ناز اور فخر تھا۔ فیصلہ کن بلکہ فیصلہ کن سے بھی زیادہ عزت بخشی۔ پھر کس کے مقابلہ پر تبرائیوں کے عالم نہیں مجتہد۔ مجتہد ہی نہیں رئیس المجتہدین صرف یہی نہیں مناظر بھی۔ مناظر ہی نہیں راس المناظرین فخر پنجاب بلکہ شیر پنجاب جس کے نزدیک تقلید کا مسئلہ منجھا ہوا تھا۔ الٰہ العالمینا! مجھ عاجز سے تیری اور کس نعمت کا شکریہ ادا ہوا ہے جو اس کا ادا ہوتا بجز اس کے اور کیا عرض کروں۔ کہ میں عاجز ناتواں ہوں۔ تو مجھے قوت و نصرت دے نادان اور بےعلم ہوں۔ صحیح علم و عمل مقبول عندیت فرما نفس کی شرارت سے بچا۔ میرے دین و دنیا جان و ایمان کی حفاظت کر۔ ایمان پر خاتمہ نصیب کر اپنے مقبول بندوں کے ساتھ حشر کر۔ بےدینی نیچریت و ہابیت غیر مقلدیت بابیت۔ بہائیت۔ مرزائیت جملہ بدعات اور مخالفت سنت سے بچا آمین ثم آمین

مجتہد پنجاب نے تنقید کو ختم کر دیا

مجتہد صاحب کی اس دانشمندی کی ہم بھی داد دیتے ہیں اس سے بہتر تو یہی تھا۔ کہ وہ ابتدا ہی سے تنقید نہ فرماتے۔ تو بات بھی چھپی رہتی مگر اب کیا ہوتا ہے۔ التقلید و التنقید کا فیصلہ کن ثابت ہونا تھا ہو لیا وللّٰہ تعالیٰ الحمد جواب الجواب لکھو کر اور بھی بھرم کھو لیا۔ جب مضمون اجواب ملے اور خدا کے فضل سے اس کا جواب محال ہے تو جواب الجواب کی چند سطور لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بجز اس کے اور کچھ بھی نہیں اللہ تعالیٰ برکت دے

بندہ کا خیال تھا کہ اگر مولوی صاحب تمہید التنقید کا جواب لکھیں گے۔ تو پھر عرض کرونگا اور تبرائیوں کو خدا چاہے بتادوں گا کہ آپ کے مجتہد ہی کی نہیں جملہ غیر مقلدین کی قوت سے باہر ہے

کہ وہ جواب دے سکیں اور یہ شیخی اور تعلّی اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ مولوی صاحب کا ارادہ معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اب کچھ نہیں لکھیں گے۔ بلکہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ اور اب پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ ہندوستان ہی کے نہیں کہ باہر کے غیر مقلدین کو بھی جمع کر لو۔ اور جو ہمت ہو سکے ان مضامین سے مولوی ثناء اللہ کی مدد فرماؤ جس مضمون کو مولوی صاحب مناسب سمجھیں۔ اور وہ اپنی ذمہ داری پر شائع فرمائیں۔ پھر خدا کے فضل سے قدرت خدا کا تماشہ دیکھیں کہ فضل خداوندی کس کے ساتھ ہے مگر اب جدید مضمون لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی خدا کرے کہ اصل مضمون ہی پورا ہو جائے مگر بظاہر اب کوئی داعی قوی نہیں ہے۔

تنقید کا ۱۱ نومبر ۲۹ محرم کو شائع ہوا ہے۔ اگر دس محرم کو ہوتا۔ تو اور اچھا ہوتا۔ مگر خیر رہا محرم ہی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس میں کوئی بات بھی قابل جواب نہیں۔ ناظرین العدل کے نمبر ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کس قدر لاجواب اعتراضات مجتہد صاحب پر کئے گئے ہیں۔ مگر حق پسندی اسی کا نام ہے۔ کہ ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ نادان معتقد آدمی کو دلس کراکر چھوڑتے ہیں۔ نہ معلوم کس دباؤ پر یہ چند سطور لکھ کر جواب الجواب کا نام بزنام کیا یہ بھی ممکن ہے کہ شاید مجتہد صاحب نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم حکیم الامت کے کلام کو جلدی میں اپنے موافق سمجھ لیا ہو۔ اور ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کی بنا پر جو کچھ ہو سکا پیش فرما دیا۔

بہر حال ہم تو مجتہد صاحب کے شکر گزار ہی ہیں کہ آپ نے تنقید فرما کر مضمون کا لاجواب اور فیصلہ کن ہونا ثابت فرما دیا۔ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک اول تو مجتہد صاحب نے وہی پرانا سبق دہرایا ہے کہ میری تحریر سے انہیں براہین احمدیہ یاد آتی ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ میرے ہر مضمون پر براہین احمدیہ ضرور یاد آتی ہوگی۔ کہ ہائے مرتضیٰ کے مضامین بھی براہین احمدیہ کی طرح کیوں نہ ہوئے کہ ایک ایک بات کے متعدد جوابات ہوتے۔ مرزا صاحب کے مقابلہ میں تو قادیاں گئے اور بعد میں مناظرہ ہوا۔ تو تین سو روپیہ انعام کے ملے اور یہ مضمون تقلید کا کیسا دشوار ہے۔ سنگ آمد و سخت آمد کہ امرتسر میں بھی رہنا دشوار ہو گیا۔ یہاں تین سو روپے گھر سے دے کر بھی جان نہیں چھوٹتی۔ نظر آتی براہین احمدیہ نہ ہوتی اور مرزا صاحب کے ایسے غلط مضامین نہ ہوتے۔ تو آپ مناظر بھی نہ بنتے۔ آپ دنیا کو آریہ اور مرزائیوں پر قیاس کر کے یہاں بھی لنگر باندھ کر اکھاڑے میں کود پڑے۔ مگر نتیجہ کیا ہوا

نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن   کہ جاہا سپر باید انداختن

اہلحدیث کی تعریف تقلید پر نظر ثانی

میں نے جو تقلید کی تعریف پر منع پیش کیا تھا۔ کہ مجھے یہ تسلیم نہیں کہ تقلید کے معنی صرف یہی ہیں۔ کہ جس قول کے تسلیم کرنے کی دلیل نہ ہو اسے قبول کیا جاوے۔ بلکہ تقلید کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ غیر کا قول تسلیم کرنے میں دلیل کا محتاج نہ ہو۔ اور اس بحث کو العدل کے مذکورہ نمبروں میں خوب مدلل بیان کیا ہے۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ ؛ ور پھر ملاحظہ فرمائیں۔ مگر مولوی صاحب اس پر مجھے یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بات بنانے ہاں تقلید کا قلعہ مرمت کرنے کے لئے دوسرے معنی ایجاد کئے ہیں

مجتہد صاحب کی دلداری

چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت میں مجتہد صاحب کو اچھی طرح سے بتا دیتا۔ کہ تقلید کا قلعہ مرمت ہو رہا ہے یا غیر مقلدیت کی خانہ ویرانی ؎

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی   یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

تقلید کے آہنی قلعہ کی مرمت ہے۔ یا غیر مقلدیت کی جھونپڑیاں بہ رہی ہیں۔ مگر چونکہ مجتہد صاحب اس وقت بہت ہی شکستہ خاطر ہیں۔ گو مجتہد صاحب سے امید نہیں ورنہ اکثر باحیا لوگ تو زہر کھا کر مرجاتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمیں پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہاں ملیں گے اسوجہ سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ بندہ نے یہ معنی نئے ایجاد نہیں کئے۔ بلکہ میرے اصل مضمون میں موجود ہیں۔ صرف العدل ۷ مارچ ۲۷ء صہ ۹ کالم کی عبارت پر اکتفا کرتا ہوں۔ ناظرین دعا فرمائیں کہ مولوی صاحب جیتے رہیں۔ اگر وہ نہ ہوئے تو پھر ایسا مناظر ملنا دشوار ہوگا بلکہ

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

نمبر ہفتم۔ تقلید میں جو تسلیم القول بلا دلیل ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب ہے کہ جو قول نفس الامر میں بلا دلیل اور غلط ہے۔ اس کے تسلیم کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ تب تو واقعی تقلید کی جس قدر مذمت کی جائے تھوڑی ہے ؛ ور اگر یہ مراد ہے۔ کہ ایک قول کو جو واقع اور نفس الامر میں مدلل اور محقق ہے۔ چاہے اس کی دلیل قطعی اور یقینی یا ظنی مگر دلیل ضرور ہے۔ ایسے قول کو قائل کے اعتماد پر یا کسی مخفی مجمل دلیل کی بنا پر جو اس وقت اس کلام میں مذکور نہ ہو تسلیم کرنا تقلید ہے۔ تو پھر اس کی مذمت کی کیا دلیل ہے۔ کیا کسی صحیح بات کو بھی بلا ذکر دلیل تسلیم کرنا کفر و شرک حرام و گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث کو بلا سند بیان کئے ہوئے کوئی شخص

تسلیم کرے۔ تو یہ بھی تسلیم القول بلا دلیل ہو کر تقلید ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو یہ تقلید مذموم ہے یا بہتر۔ بغور بیان فرمایا جائے۔ اور اگر نہیں تو کیوں الخ

افسوس میرے کلام پر مجتہد صاحب نے اس قدر بھی غور نہیں کی جس قدر نیہ پڑھنے والا غور کرتا ہے۔ فرمایئے یہ معنی بندہ نے نئے ایجاد کئے ہیں یا پہلے سے ذکر کئے ہوئے ہیں مگر آپ سمجھے

مجتہد صاحب کا دخل در معقولات

پھر آپ نے منطق کی بھی ٹانگ توڑی ہے۔ کہ آپ کے فرمانے پر قضیہ مشروطہ عامہ ہے اور بندہ کے عرض کرنے پر ممکنہ عامہ بارگاہ اجتہاد اگر اس ذکر کی تکلیف گوارا نہ فرماتے اور بجائے اس کے عکس القضیہ جو دلیل میں بیان فرمایا تھا اس کے معنی ارشاد ہو جاتے۔ تو شاید ایسا نوجی اور کبرای پڑھنے والے بہت داد دیتے خدام وال نظر ہی نہیں فرماتے یا بابت ملاحظہ اور مطالعہ کرتے ہیں۔ مگر تبرائیت کی نحوست کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ آپ مشروطہ عامہ کو آج رو رہے ہیں۔ اور معتقدین بڑے خوش ہوں گے کہ حضرت جی مشروطہ عامہ اور ممکنہ عامہ کو بھی جانتے ہیں۔ اور یہ خبر نہیں۔ کہ مرتضیٰ نے بفضلہ تعالیٰ اس کو مشروطہ عامہ مان کر بھی جواب دے دیا ہے مگر

آنکھیں بندھی ہوئی ہیں تو پھر دن بھی رات ہے   اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

یہ ترک تقلید تھوڑا ہی ہے۔ کہ مقلدین کی کتابیں دیکھ کر جو ان میں لکھا ہے کہہ دیا اور مجتہدین کو فرما دیا۔ کہ قرآن شریف میں یوں آیا ہے اور حدیث میں یوں۔ جو شخص مرتضیٰ کے کلام کا مناظرہ کی حالت میں باوجود مطالعہ اور تمام ہندوستان کے غیر مقلدوں کی توجہ اور مدد کے مطلب نہ سمجھے وہ قرآن و حدیث کو جیسا سمجھے گا معلوم ہے۔ مـا قدروا الله حق قدره ملاحظہ ہو العدل، جون ۲۷ء ص ۶ کالم ۱ اور اگر آپ کے بیان کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی لازم نہیں آتا۔ کہ تقلید کی صورت میں علوم عقلیہ شرعیہ کا پڑھنا حرام ہو۔ کیونکہ جس مسئلہ کی دلیل پڑھتا جائے گا۔ اس مسئلہ میں بجائے مقلد کے مجتہد یا غیر مقلد ہوتا جائے گا۔ مقلد جب تک مقلد رہے گا اسے دلیل کا علم نہ ہوگا اور جب غیر مقلد یا مجتہد ہوگا۔ تو دلیل کا علم ہوتا جائے گا۔ زمانہ علم و عدم علم ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ فرمایئے آپ کی عبارت المقلد غیر عالم بالدلیل مادام مقلداً اس کا ترجمہ یہی ہے یا نہیں کہ مقلد جب تک مقلد رہے گا۔ اسے دلیل کا علم نہ ہوگا فرمایئے آپ کا مشروطہ عامہ تو آچکا۔ مگر پھر اس معنی کی جو دھجیاں اڑائی ہیں۔ ان کا کچھ جواب آپ نے دیا یا دے

سکتے ہیں۔ فرمائیے یہ آپ کا مشروطہ عامہ لکھنا لاحاصل فضول اور صرف معتقدوں کو خوش کرنا تھا یا کیا مگر اب معتقد خوش ہوں گے۔ یا مرتضیٰ کے نام غصے کے خطوط لکھیں گے کیا یہ عرض کردوں

ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

آپ نے جو مفت میں نزاع قائم کر کے حضرت حکیم الامت کو حکم اور قاضی قرار دیا ہے تو کیوں؟ بندہ تو آپ کے معنی کو تسلیم کر کے بھی آپ کو لاجواب کر چکا ہے۔ پھر حکیم الامت کے یہاں کس زخم کی دوا دریافت کرنے جاتے ہو؟ ابن شیر خدا کا پنجہ جہاں گڑا وہ بفضلہ تعالیٰ اکھڑ نہیں سکتا نہ اس زخم کی کوئی دوا ہے

تروح الی العطار تبغی شبابہا ولن یصلح العطار ما افسد الدہر

دوا تو آپ کو بعد موت کے سمجھ میں آئے مگر اب کیا ہوتا ہے جب چگ گئیں چڑیاں کھیت

مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر غصہ نہ ہوں

کلام الملوک ملوک الکلام بڑوں کا کلام بھی بڑا ہی ہوتا ہے جب آپ مرتضیٰ کا کلام باوجود اس صراحت کے نہیں سمجھ سکتے تو حکیم الامت کے کلام سمجھنے کے لئے تو عقلے باید۔ ہم تو حکیم الامت کے نسخہ کو شفا ہی جانتے ہیں۔ اور واقع میں بھی شفا ہی ہے۔ اور استعمال بھی کیا اور شفا بھی ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک مگر موت تو تبرائیوں کی ہے۔ کہ یہ نہ حکیم الامت کی مانیں نہ مجتہدین امت کی یہ تو نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملا خطرہ ایمان جان اور ایمان دونوں کو تباہ کر کے رہیں گے۔ اور خود ہی نہیں اپنے ساتھ نہ معلوم کتنوں کو لے کر ڈوبیں گے نعوذ باللہ العظیم

بہت اچھا جناب حکیم الامت ہی کے یہاں چلئے ہم تو آپ کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ ہر مرض کا نسخہ حکیم الامت ہی سے پوچھا کرو جس کو امت نے حکیم ہونے کی سند دے دی۔ مگر آپ ہمیں ہمیشہ یہی مشورہ دیتے ہیں۔ کہ چلو لعین الامت یعنی نفس امارہ سے نسخہ دریافت کر کے عمل کریں اللہ تعالیٰ بچائے غیر تجارت سے!

حکیم الامت کے نسخہ سے مقلدوں کو شفا ہو گئی

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔ تقلید کہتے ہیں۔ کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا۔ کہ یہ دلیل کے مطابق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔" فرمائیے جناب فیصلہ کس کے حق میں ہوا۔ حضرت مولانا تو فرماتے ہیں کہ حسن ظن کی بناپر کہ یہ حکم دلیل کے مطابق بتا دے گا۔ اس وجہ سے دلیل کی اس سے تحقیق نہ کرنا کہ تو کس دلیل کی بناپر یہ حکم دیتا ہے۔ اس کا حاصل تو صرف اس قدر ہوا کہ مقلد کی طرف سے طلب اور تحقیق دلیل نہ ہو۔ باقی یہ تو مطلب نہیں کہ دلیل کا نہ ہونا ضرور ہے اور اگر مجتہد مسئلہ

کی دلیل بتادے گا۔ تو یہ اپنے کانوں میں انگلیاں کرے گا کہ کہیں دلیل کی آواز کان کے اندر نہ آوے بقول جناب میرے کلام کا حاصل ممکنہ عامہ ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ المقلد غیر عالم بالدلیل بالامکان العام یعنی مقلد کے لئے علم بالدلیل ضروری نہیں ہے چاہے ہو یا نہ ہو۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی بھی یہی فرماتے ہیں۔ کہ مقلد تحقیق طلب نہیں کرتا چاہے عالم دلیل بیان کرے یا نہ کرے عدم طلب وعدم تحقیق الشئ توحصول شئ کے منافی نہیں۔ فرمایئے بے سمجھے کلام کو پیش کرنا ندامت کا باعث ہے یا نہیں

مجتہد صاحب کی مثال کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ چیل نے میلوں سے گوشت تو دیکھ لیا۔ مگر جال نہ دیکھا اور گوشت کی طمع میں پھنس گئی۔ آپ نے صرف تحقیق نہ کرنا دیکھ لیا۔ اور اس کے مفہوم کو خیال نہ فرمایا۔ اور یہ بھی نہ سوچا۔ کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی باوجود عالم بالدلیل ہونے کے پھر بھی اپنے کو مقلد ہی کہتے ہیں۔ تو ان کے کلام کا یہ مطلب کیسے ہو سکتا ہے یہ کلام کسی تبرائی مجتہد کا تو نہیں کہ اس نے اپنے اور غیر کے کلام کے نہ سمجھنے کی قسم کھائی ہو۔ یہ تو حکیم الامت اور محقق حنفی کا کلام ہے ؎

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

بس اب تو اور کچھ فرمانا نہیں۔ اگر اب بھی تسکین نہ ہوئی ہو۔ تو حضرت مولانا سے خط بھیج کر دریافت فرمالو کہ آپ کی عبارت کا مطلب کونسا ہے۔ وہ ہے جو مرتضیٰ کہتا ہے یا جو مجتہد صاحب فرماتے ہیں۔ بس تر کی تمام شد!

محض اس عبارت نے جواب الجواب پر مجبور کیا تھا۔ ورنہ آپ کو خدا کے فضل سے ایک ایک حرف لکھنے کی بھی گنجائش نہیں ہے اور حوصلہ ہو تو پورا کر دیکھئے دوسرے حصہ کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ آپ اپنے مقبول حکیم الامت سے استفادہ کریں الخ

استفادہ کیا اور ہمارے موافق جواب ملا۔ اب تو آپ کو مقلد ہو جانا چاہئے ہاں اگر آپ یہ فرمائیں کہ تبرائی غیر مقلد بے دلیل غیر مقلد ہوئے ہیں۔ تو اس کا جواب ہمارے پاس بھی نہیں۔ مبارک ہو مگر سب سے پھر بھی مقلد ہی!

مجتہد صاحب کی غفلت یا تغافل شاید مجتہد العصر کو یہ حسرت باقی رہجا دے کہ حکیم الامت کو حکم کیوں بنایا جو یہ ندامت اٹھانی پڑی۔ اگر مسلم الثبوت اور مولانا نذیر حسین صاحب (مصنف معیار الحق) کو حکم بنایا جاتا۔ تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ اس وجہ سے دل چاہتا ہے کہ مجتہد صاحب کی آخری تمنا کو بھی پورا کر دیا جاوے اور یہ بتا دیا جائے۔ کہ چاہے آپ کسی کو بھی حکم بنائیں فتح مرتضیٰ ہی

کو بھی کچھ۔ چونکہ بے سمجھے تقلید سے غیر مقلد ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے کوئی کتاب اور کوئی عبارت آپ کی موافق نہیں ہو سکتی۔ بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ کہ بندہ نے جو تقلید کے معنی بیان کئے ہیں وہ مسلم الثبوت اور معیار الحق میں مع شئی زائد موجود ہیں یا نہیں اگر ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ بات بنانے اور تقلید کے قلعہ کی مرمت کے لئے معنی ایجاد کئے ہیں۔ کہاں تک صحیح ہیں

تبرائیو! اپنے مجتہد صاحب سے دریافت فرماؤ۔ کہ جس مسلم الثبوت کی عبارت نقل کی ہے وہیں یہ معنی جو بندہ نے عرض کئے ہیں مذکور ہیں یا نہیں۔ مذکور ہیں مگر پھر بھی اس کو نقل نہ کیا اور یہ فرمایا کہ تقلید کا قلعہ مرمت کرنے کے لئے دوسرے معنی ایجاد کئے التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة۔ کاخذ العامی والمجتہد من مثله فالرجوع الی النبی علیه الصلوٰة والسلام او الی الاجماع لیس منه وکذالك العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذالك لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتهد قال الامام وعلیه معظم الاصولیین (مسلم الثبوت ۳۵۰)

لکن سے پہلی عبارت تو مجتہد صاحب نے نقل فرما دی اور لکن کے بعد جس کا مطلب یہ ہے کہ عرف اس پر ہے۔ کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے۔ گو عامی کو مجتہد کے قول قبول کرنے کی دلیل موجود ہے۔ اور عامی کا مجتہد کے قول کو قبول کرنا تسلیم القول بلا دلیل کا فرد نہیں ہے مگر عرف بھی ہے۔ کہ اس کو بھی تقلید ہی کہتے ہیں اور تقلید عرفی کے مفہوم میں یہ داخل نہیں کہ ایسے شخص کے قول کو قبول کرے۔ جس کے قول کے قبول کرنے کی دلیل نہ ہو۔ اور امام الحرمین نے یہ کہا ہے۔ کہ اسی پر معظم الاصولیین ہیں کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے۔ فتدبر فیه۔ صاحب مسلم کے کلام میں من غیر حجة کا تعلق عمل سے ہے۔ قول سے نہیں جس کا حاصل یہ ہوا کہ تقلید مذموم میں تسلیم بلا حجت ہوتا ہے۔ قول کی حجت چاہے مذکور ہو۔ یا نہ ہو۔ تو یہ معنی بھی علم دلیل کے منافی نہیں۔ ثم تدبر فیه فانه دقیق فرمائیے آپ نے جس معنی کو نو ایجاد بندہ فرمایا تھا۔ وہ تو وہ معنی ہیں جس پر معظم گروہ اصولیین کا ہے۔

مسلم الثبوت کی عبارت اگر سمجھ میں نہ آوے تو کیا بعید ہے مسلم الثبوت ایک استعداد کی کتاب ہے۔ اور اس کی عبارت بھی عربی ہے۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ جس معیار الحق	دوسرا غضب یہ کہ مجتہد پنجاب نے مولوی نذیر حسین صاحب کی عبارت کو بھی نہ سمجھا یا حق پوشی کی ہے

کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے۔ جو گویا پانچویں یا ساتویں کتاب کے قائمقام ہے۔ بخاری شریف سے بھی زیادہ جس کو کوٹا جاتا ہے۔ اس کی عبارت بھی سمجھ میں نہ آئی یا بالقصد نقل فرمائی ملاحظہ ہو حیا الحق اور فاضل قندہار مغتنم الاصول میں فرماتے ہیں

التقليد العمل بقول من ليس قوله من الحجج الشرعية بلا حجة فالرجوع الى النبى عليه الصلوٰة والسلام والى الاجماع ليس منه هكذا رجوع المفتى والقاضى الى العدول لوجوبه بالنص بل رجوع المجتهد والعامى الى مثله لكن العرف على ان العامى مقلد للمجتهد قال امام الحرمين فعليه معظم الاصوليين وقال الغزالى والآمدى وابن ابى الحاجب ان سمى الرجوع الى الرسول والى الاجماع والى المفتى والى الشهود تقليدا فلا مشاحة اھ۔

پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اور مجتہدین کے اتباع کو تقلید کہنا صحیح ہے فرمائیے جو معنے تقلید کے بندہ نے عرض کئے تھے وہ بندہ کے ایجاد ہوئے یا پہلے سے وہ معنی متعارف ہیں۔ تبرائی غیر مقلدین کو عامل بالحدیث کہا جائے۔ یا اہل حدیث النفس تبرائیو انصاف سے فرمانا ایسا متدین یا ایسا عالم مجتہد اور مقتدا بنانے کے قابل ہے۔ انہی مولانا ثناء اللہ صاحب کے علم وفضل مناظرہ وغیرہ وغیرہ کا شور تھا۔ یہی تقلید کو حرام کہہ کر خود امام ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے مولوی صاحب کا علم وفضل ملاحظہ فرمالیا۔

یہی وہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جنہوں نے دو ذوالحجہ ۱۳۴۵ھ کے اہلحدیث ص کالم ۲ ۳۳ میں یہ فرمایا ہے۔ بندہ نے عرض کیا تھا۔

غرض اول سے آخر تک دین ایمان مذہب تقلید ہی تقلید کا نام ہے الخ

اس پر آپ ۳۳ میں فرماتے ہیں

آپ کا اس سے جی خوش ہو سکتا ہے۔ تو ہمارا کیا ہرج ہے۔ ورنہ علماء اصول اور آپ خود فرما چکے ہیں۔ کہ تقلید کے معنی ہیں بے دلیل بات ماننا خدا اور رسول کی بات ماننا بے دلیل مانا نہیں پھر چند سطر کے بعد ص۳ کالم ۱ پر فرماتے ہیں اگر آپ اتباع رسل اور تقلید ائمہ میں فرق نہیں کرتے۔ اور اسی پہ ضد کرتے ہیں۔ تو آپ کا اختیار ہے۔ مگر مجھے خطرہ ہے کوئی اکھڑی مزاج تیز مزاج غیر مقلد آپ کو یہ نہ کہے۔ چندیں مدت خدا کی کردی ہنوز گاؤ خر را نشناختی

فرمائیے وہ تیز مزاج غیر مقلد آپ کے مولانا نذیر حسین صاحب کو بھی یہی فقرہ کہئے گا یا نہیں وہ بھی تو یہی فرماتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجوز ہے۔ ہائے غیر مقلدیت ہائے تبرائیت تیرا ناس ہو تو پیر کی نہ فقیر کی استاد کی نہ شاگرد کی جن مولانا نذیر حسین صاحب کو کیسے کیسے القاب دئے جاتے تھے نہ معلوم آج ان کو کیا کیا کہا جائے گا۔ افسوس انہیں بھی اتباع رسل اور تقلید ائمہ میں فرق معلوم نہ ہوا وہ بھی ایک نادان غیر مقلد کی طرح دونوں کو تقلید کہنا جائز سمجھتے ہیں اور وہی نہیں بلکہ غزالی اور آمدی اور ابن حاجب بھی۔

یہ بھی فرما دیجئے۔ کہ جب جناب کے نزدیک خدا و رسول کی بات تقلید اس وجہ سے نہ تھی کہ وہاں بات بے دلیل نہ تھی۔ بلکہ بادلیل تھی۔ اور تقلید میں بات کو بے دلیل ماننا چاہئے تھا مگر باوجود دلیل ہونے کے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو تسلیم کرنا تو تقلید ہو گیا۔ پھر خداوند عالم جل وعلاشانہ کے قول کو بھی تسلیم کرنا تقلید ہوا یا نہیں اگر ہوا اور ضرور ہوا۔ تو شیطان پہلا غیر مقلد ہوا۔ یا نہیں ہوا ضرور ہوا۔ تقلید کی تعریف (کسی کے قول کا تسلیم کرنا دلیل پر موقوف نہ ہو۔ چاہے دلیل ہو یا نہ ہو۔ دلیل کا ذکر یا دلیل کا علم تقلید کو باہی معنی منافی نہیں) یہ بھی ہوئی یا نہیں ہوئی اور ضرور ہوئی۔

یہ معنی تو بندہ نے ایجاد نہیں کئے تھے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ تقلید کا قلعہ مرمت کرنے کے لئے ایجاد کئے ہیں۔ غلط ہوا یا نہیں غلط ہوا اور ضرور ہوا

یہ بھی بتا دو کہ مضمون بھی فیصلہ کن ہوا یا نہیں ہوا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوا۔ آپ نے جو حرمت تقلید پر ایک مہمل دلیل بیان فرمائی تھی۔ جس کا ہر ایک مقدمہ ممنوع اور غلط ثابت کیا گیا تھا۔ وہ دلیل من اولہ الی آخرہ غلط ثابت ہوئی یا نہیں ہوئی اور ضرور ہوئی۔ یہ سب باتیں کیوں ہوئیں اس وجہ سے کہ خود آپ کے مولانا نذیر حسین صاحب نے بھی فرما دیا۔ نادان مقلد مناظرہ یوں کیا کرتے ہیں۔ دعوی یوں ثابت ہوتا ہے۔ خدا کا فضل اسے کہتے ہیں جلدی ہی سمجھ گئے۔ جو جواب الجواب کو ختم فرما دیا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔ اب بھی خدا چاہے برسوں تک تبرائیوں کے گھر ماتم رہے گا۔

لگے ہاتھوں ایک عبارت اور بھی الینبوع سے نقل کر دوں

وفی فتاوی الصوفیۃ فی لشرح المنار ان التقلید علی

اربعۃ انواع تقلید الامۃ صاحب الوحی و تقلید العالم صاحب الرای والنظر فی الفقہ لسبقہ علی اقرانہ من الفقہاء و تقلید العوام علماء عصرھم فھذہ الوجوہ الثلاثۃ صحیحۃ والباطل ھو الوجہ الرابع وھو تقلید الابناء الاٰباء والاصاغر الاکابر۔ اس عبارت سے بھی صاف ثابت ہو گیا۔ کہ امت نبی کی تقلید کرتی ہے اور جب انسان نبی کا مقلد ہے۔ تو خداوند عالم کا بدرجہ اولیٰ ہو گا۔ فافہم و تفکر۔ اور عالم اپنے سے بڑے صاحب الرائے والفقہ کی بھی تقلید کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ہمعصروں میں سابق ہے۔ اور عوام بھی علماء عصر کی تقلید کرتے ہیں۔ اور تقلید کی یہ تینوں قسمیں صحیح ہیں۔ باطل یہ ہے۔ کہ اولاد آباد کی اور چھوٹے بڑوں کی تقلید کریں۔ امید ہے کہ ناظرین کو اس میں کوئی تردد نہ رہا ہو گا۔ کہ بندہ نے جو عرض کیا تھا۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ یعنی دین اول سے آخر تک تقلید ہی تقلید ہے۔ ہر شخص پر خداوند عالم جل و علی شانہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تقلید واجب علماء اور مجتہدین پر اپنے سے بڑے علماء فقہاء و مجتہدین سابقین فی العلم والاجتہاد کے ان مسائل میں تقلید واجب ہے جن کو وہ نہ جانتے ہیں۔ اور عوام پر علماء عصر کی تقلید واجب

مجتہد پنجاب نے تقلید کی تعریف کو قطعاً نہیں سمجھا

اب یہ عرض کرنا بالکل بجا ہو گا۔ کہ مجتہد پنجاب نے تقلید کی تعریف کو قطعاً نہیں سمجھا۔ اور جب انہیں کا یہ حال ہے۔ جن کی تمام عمر مناظروں میں گذری۔ جن کے نزدیک تقلید کا مسئلہ منجھ چکا ہے۔ تو اور صاحبوں کا جو حال ہو گا وہ معلوم۔ افسوس کہ مجتہد صاحب نے غیر مقلدیت کی آخر عمر تک اعوذ کو بھی صحیح نہ فرمایا

کیا تیز یاں دکھائیگا اے نشتر جنوں　　　مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

خیال یہ تھا۔ کہ مولوی صاحب جواب الجواب تحریر فرمائیں گے۔ تو اس میں باصل مضمون کو اگر پورا ہو گیا تو بحول اللہ و قوتہ عرض کروں گا۔ مگر

جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی　　　دل ہی نہ رہا امید کیسی

اب کیا امید ہے۔ اس وجہ سے ایک کام کی بات مقلدین کے نفع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ کسی غیر مقلد کو بھی نفع پہنچائے۔ گو بظاہر امید نہیں کیونکہ بندگان دین کی تبرا بازی سے دل میں ہدایت کے قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ نعوذ باللہ العظیم من سوء الخاتمۃ۔

ایک شبہ اور اس کا جواب ممکن ہے کہ کسی صاحب کو یہ شبہ ہو۔ کہ جب تقلید کے معنی یہ بھی ہوئے۔ کہ کسی کے قول کا تسلیم کرنا دلیل پر موقوف نہ ہو۔ چاہے دلیل مذکور ہو۔ یا نہ اور دلیل کا ذکر کرنا یا تقلید کے بعد دلیل کا معلوم ہونا تقلید کے منافی نہیں۔ باوجود عالم فاضل محدث ومفسر ہونے کے بھی عالم۔ مقلد ہو سکتا ہے (یہ کہنا کہ مقلد جاہل ہی ہوتا ہے۔ یہ اس شخص کا کلام ہو سکتا ہے۔ جو صرف جاہل ہی ہو جس کو علم اور فہم سے مس بھی نہ ہو۔ جس نے تقلید کی تعریف کو بھی تقلیدا ہی یاد کر لیا ہو)

اور تقلید خداوند عالم و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تو یقینا وقطعًا فرض قطعی ہے علیٰ ہذا القیاس عالم ومجتہد جس مسئلہ کا اسے علم نہیں وہ دوسرے عالم ومجتہد کی تقلید یا عوام علمائے عصر کی تقلید کریں۔ یہ تقلید بھی فرض ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ پس اگر تم کو علم نہ ہو۔ تو اہل علم سے سوال کرو۔ اور جس شخص کو علم نہ ہو۔ اس کی شفا اس میں ہے کہ سوال کرے اس کے علاوہ شریعت پر عمل کرنا فرض اور خود عالم نہیں۔ تو پھر اگر دوسرے سے دریافت کر کے اس پر عمل فرض۔ ہوگا تو یا تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی۔ یا انسان شریعت پر عمل کرنے کا جب تک مکلف نہ ہوگا۔ کہ جب تک خود مجتہد اور عالم نہ ہو۔ اور یہ بداہتہ اور عقلاً نقلا باطل ہے۔ تو اب جو مقلد بھی خداوند عالم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجتہدین یا علماء کے قول کو تسلیم کرے گا۔ تو ہر جگہ تسلیم القول مع الدلیل ہی ہوگی۔ بلا دلیل تو کہیں بھی تسلیم القول نہ ہوئی تو پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ تقلید منافی دلیل نہیں چاہے دلیل ہو یا نہ ہو۔ اب تو ہر مقلد کا عالم بالدلیل ہونا لازم ہو گیا۔ کیونکہ جس قول کو بھی وہ تسلیم کرتا ہے تو وہ تسلیم بالدلیل ہے۔ بلا دلیل کہیں بھی نہیں مجتہد صاحب تو کسی کو رو رہے تھے۔ کہ دلیل کا علم منافی تقلید ہے۔ تقلید کی تعریف میں جہل داخل ہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ تقلید عرفی میں ہمیشہ تسلیم القول بالدلیل ہوتی ہے۔ اور کوئی بھی مقلد عرفی ایسا نہ نکلے گا جو جاہل بالدلیل ہو۔

اس شبہ کا ایک جواب تو یہ ہے کہ نفس الامر اور واقعہ میں خداوند عالم جل مجدہ اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور مجتہدین اور علماء کے قول کو تسلیم کرنے کی دلائل قاطعہ موجود ہیں۔ مگر یہ ضرور نہیں کہ ان دلائل کا علم مقلدین کو بھی تفصیلی ہو۔ گو اجمالی ہو کہ ان کے اقوال کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے۔ مگر ان کی تفاصیل کا علم ہونا ضرور نہیں اور نہ یہ ضرورت ہے کہ مقلدین کو

جب کوئی امر تسلیم کرایا جائے۔ تو اپنے قول کے واجب التسلیم ہونے کی دلیل بھی بیان کیجائے ہاں اگر کوئی دلیل بیان بھی کر دے۔ اور قبل یا بعد تقلید اس کے واجب التسلیم ہونے کی دلیل معلوم ہو جائے۔ تو یہ بھی منافی نہیں تو اب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تقلید میں تسلیم القول بالدلیل ہو۔ مگر مقلد کو دلیل کا علم نہ ہو۔ کیونکہ نفس الامر اور واقع میں اس کا تسلیم کرنا دلائل سے ثابت ہے مگر مقلد اس قول کے قبول کرنے کو دلیل پر موقوف نہیں سمجھتا۔ تو حاصل یہ ہوا۔ کہ تسلیم قول واقع میں تو مدلل ہے۔ مگر تسلیم کو مقلد دلیل پر موقوف نہیں سمجھتا پس اب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ نفس الامر میں دلیل بھی ہو۔ اور مقلد کو اس کا علم ہو۔ یا نہ ہو نفس الامر میں کسی قول کے تسلیم کا مدلل ہونا اور ہے اور اس دلیل کا علم ہونا اور ہے

اور اسی کی طرف بندہ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ نمبر ہفتم تقلید میں جو تسلیم القول بلا دلیل ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ مطلب ہے۔ کہ جو قول نفس الامر میں بلا دلیل اور غلط ہے اس کے تسلیم کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ تب تو واقعی تقلید کی جس قدر مذمت کی جائے تھوڑی ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے۔ کہ ایک قول کو جو واقع اور نفس الامر میں مدلل اور محقق ہے چاہے اس کی دلیل قطعی اور یقینی ہو یا ظنی مگر دلیل ضرور ہے۔ ایسے قول کو قائل کے اعتماد پر یا کسی مخفی مجمل دلیل کی بنا پر جو اس وقت اس کلام میں مذکور نہ ہو۔ تسلیم کرنا تقلید ہے تو پھر اس کی مذمت کی دلیل کیا ہے الخ (العدل ۷ مارچ ۱۹۲۷ء ص۹)

اور دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اس صورت میں بلا دلیل کا تعلق قول سے ہے تو حاصل یہ ہوا۔ کہ جو تقلید مذموم اور ناجائز ہے۔ وہاں تو تسلیم کی کوئی دلیل شرعی موجود نہیں اور تقلید عرفی میں تسلیم القول کی دلیل تو شرعی و عقلی ضرور موجود ہے۔ اور اس بنا پر مقلد کو تسلیم القول کی دلیل کا علم کہ وہ کس دلیل سے ثابت ہے ہونا ضروری نہیں۔ مقلد کو کہیں قول کی دلیل کا علم ہو گا۔ اور کہیں نہ ہو گا۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ مسئلہ کی دلیل کا علم ہونا تقلید کے منافی نہیں۔ مقلد عالم ہی نہیں بلکہ مجتہد صرف مجتہد ہی نہیں بلکہ رسول بھی صرف رسول ہی نہیں سید الانبیاء والرسل بھی۔ بلکہ خاتم الانبیاء علیہ علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا کیا معنی بلکہ خداوند عالم جل مجدہ کا مقلد ہونا ضرور ہے

مقلد کو جاہل کہنا محض جاہل کا کام ہے

تو جب تقلید عرفی میں علاوہ عوام کے علماء اور مجتہدین و فقہاء اور انبیاء علیہم السلام بھی بلکہ خود سرور انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہو

سکتے ہیں تو اب یہ کہنا کہ ہر مقلد کو جہل لازم ہے ، اور مقلد عالم ہو بھی نہیں سکتا۔ اس جاہل کا قول ہو سکتا ہے۔ جو علم سے بے نصیب ہو۔ نہ اس کو خود علم ہو۔ نہ کسی عالم کی تقلید کرے نہ خود تقلید کی تعریف کو سمجھے نہ دوسرے علماء نے جو یہ فرمایا ہے کہ مقلد عالم نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب سمجھنا کہ یہ حکم کس تقلید کا ہے علم بے تقلید نہیں آتا۔ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ عالم مقلد اور صرف مقلد ہی ہوتا ہے۔ مگر کس کا مقلد یہ سمجھنے کی بات ہے جس کو غیر مقلد سمجھ ہی نہیں سکتے اگر اصل مضمون پورا ہوا تو ممکن ہے کہ اس کی پوری تفصیل وہاں آجائے ورنہ ضرورت نہیں خوف ہے کہ مولوی صاحب کو پھر کہیں خواب میں براہین احمدیہ نظر آنے لگے

واضح رہے کہ تقلید کی تعریف تسلیم القول بلا دلیل میں تین لفظ ہیں (۱) تسلیم (۲) القول (۳) بلا دلیل آخر کلمہ کا تعلق اول سے ہو یا ثانیہ سے یا دونوں سے پھر دلیل میں بھی تین احتمال ہیں نفس الامر میں یا کلام میں یا دونوں میں پھر یہ دلیل قطعی ہو یا ظنی موافق ہو یا مخالف۔

ان امور کے لحاظ سے بظاہر (۴۸) احتمالات تفصیل ذیل ہیں

(۱) تسلیم القول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل قطعی ہو اور کلام میں مذکور ہو۔ حکم تقلید ۔ جائز

(۲) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل ظنی ہو اور کلام میں مذکور ہو۔ حکم تقلید ۔ جائز

(۳) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل قطعی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ حکم تقلید ۔ جائز

(۴) تسلیم القول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل ظنی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو حکم تقلید ۔ جائز

(۵) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو اور قول کے بطلان کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں مذکور ہو ۔ حکم تقلید۔ ناجائز

(۶) تسلیم القول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں بھی مذکور ہو اور قول کے بطلان کی دلیل ظنی ہو۔ اور کلام میں مذکور ہو۔ حکم تقلید ۔ ناجائز

(۷) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کے بطلان کی دلیل قطعی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ تقلید ناجائز

(۸) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو۔ نہ کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کے بطلان کی دلیل ظنی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ تقلید ناجائز

(۹) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو اور کلام میں بھی مذکور ہو۔ اور قول کے بطلان وصحت کی دلیل کا علم ہو۔ حکم تقلید جائز۔

(۱۸) تسلیم قول کی دلیل ظنی ہو۔ اور کلام میں مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل میں بھی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۹ صورتیں جائز باقی ناجائز

(۲۷) تسلیم قول کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے۔ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۹ جائز باقی ناجائز

(۳۶) تسلیم قول کی دلیل ظنی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے۔ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۹ میں تقلید جائز باقی میں تقلید ناجائز

(۴۵) تسلیم قول کے بطلان کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے۔ بہر صورت تقلید ناجائز

(۵۴) تسلیم قول کے بطلان کی دلیل قطعی ہو۔ اور کلام میں مذکور نہ ہو اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے۔ بہر صورت تقلید ناجائز

(۶۳) تسلیم قول کے بطلان کی دلیل ظنی ہو۔ اور کلام میں مذکور ہو۔ اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے بہر صورت تقلید ناجائز

(۷۲) تسلیم قول کے بطلان کی دلیل ظنی ہو اور کلام میں مذکور نہ ہو۔ اور قول کی دلیل میں نو احتمال جو ابھی مذکور ہوئے بہر صورت تقلید ناجائز

(۸۱) تسلیم قول کے بطلان وصحت کا حال معلوم نہ ہو۔ اور قول کی دلیل میں یہی ۹ احتمال جو ابھی مذکور ہوئے۔ بہر صورت تقلید ناجائز

یہ احتمالات اس بنا پر ہیں۔ کہ دلیل قطعی ہو یا ظنی اور کلام میں مذکور ہو یا نہ ہو۔ اور اگر اس کا بھی لحاظ کیا جائے۔ کہ مقلد کو بھی قبل التقلید یا بعد تقلید اس کا علم ہو یا نہیں اور جس وقت دلیل کلام میں مذکور ہے۔ اس وقت مقلد نے سمجھا یا نہیں اور سمجھا تو مطلب صحیح سمجھا یا غلط تو احتمالات اور زیادہ ہو جائیں گے۔ پوری تفصیل مجتہد العصر کو معلوم ہو گی۔ کیونکہ ترک تقلید مقلدانہ رنگ میں تھوڑا ہی ہوتی ہو گی اور پھر تقلید کا نشہ منجھ بھی چکا ہے۔

ان میں سے کونسا کونسا احتمال واقعی اور کون محض عقلی اور پھر ہر ایک صورت کا حکم قرآن وحدیث سے مجتہد صاحب بیان فرمائیں۔ یہ نہ کہیں کہ یہ تو چول چول کا مربہ ہے قرآن و حدیث میں کہاں سے ملیگا اس کو تو کسی اصول کے دکان میں تلاش کرنا چاہیئے

اس کے بعد یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ تسلیم القول کی دلیل کیا ہے۔ اور اضعف قول کی دلیل کیا۔ خداوند عالم جل وعلا شانہ اور جناب سرور عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اور مجتہدین ملت اور علماء امت کے قول کو قبول کرنے کے دلائل عقلیہ ونقلیہ قطعیہ موجود ہیں۔ مثلاً خداوند عالم خالق مالک علیم وحکیم ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول مطاع ہیں اور جو ایسے ہوں ان کی اطاعت عقلاً ونقلاً فرض ہے

علماء مجتہدین کے لئے فاسئلوا اھل الذکر نقلی۔ اور عقلی یہ ہے کہ شریعت پر عمل ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جس شخص کو کسی چیز کا علم نہ ہو۔ اس پر کرجاننے والے سے دریافت کرکے عمل کرنا فرض نہ ہو۔ تو تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی جو عقلاً ونقلاً محال ہے۔

قول کی دلیل کیا ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ قول وہی واجب التسلیم ہو سکتا ہے۔ جو حکم اللہ العظیم وحکم رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہو تو اللہ تعالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے تو ظاہر ہے۔ کہ ان کا فرمانا ہی اس کی دلیل ہے۔ کہ یہ حکم اللہ تعالی اور حکم الرسول علیہ الصلوۃ والتسلیم ہے وہاں کسی اور کلام کی ضرورت نہیں۔ حکم جیسے محکوم کو بتاتا ہے۔ حاکم کو بھی بتاتا ہے ہاں علماء اور مجتہدین کے قول کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ کہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قول حکم اللہ تعالی وحکم الرسول علیہ السلام ہے جبھی تو وہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی ضرورت ہے۔ کہ وہ حکم قرآن شریف وحدیث سے صراحتاً یا بطریقہ قیاس یا اجماع سے ثابت ہو یہ ادلہ اربعہ صرف یہ بتاتے ہیں کہ یہ حکم من اللہ تعالی ومن الرسول علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ احکام مذکورہ جیسے نفس حکم اور محکوم بہ کو بتاتے ہیں حاکم کو بھی بتاتے ہیں۔ تو قرآن شریف وحدیث شریف وغیرہ باوجود حکم ہونے کے بھی اس کی دلیل ہو گئے۔ کہ ان کا حاکم اللہ تعالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں علماء رسول رحمہم اللہ تعالی نے جو قرآن وحدیث شریف وقیاس واجماع کو حجت و دلائل احکام فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ احکام کے من اللہ تعالی ہونے کے دلائل ہیں۔ تو اب آیات قرآنیہ اور حدیث نبویہ و

قیاس و اجماع اس کے قائل ہوئے کہ یہ احکام من اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ واجب العمل کیوں ہیں اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ احکام من اللہ تعالیٰ ہیں اور جو احکام من اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں۔ وہ واجب العمل ہوتے ہیں۔

اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ حکم ہیں اور چونکہ قرآن شریف میں ہیں تو من اللہ تعالیٰ ہیں اور جو من اللہ تعالیٰ حکم ہو۔ وہ واجب العمل ہوتا ہے لہٰذا یہ اور بجملہ اسی طرح کے احکام جن کا من اللہ ہونا ثابت ہو جائے وہ واجب العمل ہوتے ہیں مجتہد صاحب ہمارا احسان تو کیا مانیں گے لیکن اگر غور فرمائیں گے۔ تو انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ علماء اصول اور محدثین نے جو قرآن و حدیث کو دلیل کہا ہے اس کے کیا معنی ہیں۔

.. یہی وہ اعتراض تھا جس کا جواب مجتہد صاحب بہت غور و فکر کے بعد بھی نہ دے سکے خدا کرے کہ اب بھی سمجھ جائیں۔ اور خدا نہ کرے تو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ تقلید منافی علم نہیں مقلدین کو جاہل کہنا یہ محض جہلا کا کام ہے جن کو تقلید کی تعریف بھی نہیں آتی۔ در حقیقت تقلید تو جہل ہی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی شئے کا جاہل ہوتا ہے۔ تو اس کا سوال کرتا ہے۔ جواب پانے پر اس کا جہل جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اگر بعد جواب معلوم ہونے کے بھی جاہل کا جاہل ہی رہا۔ تو سوال اور جواب معلوم کرنے کا حاصل کیا ہوا یہ امر آخر ہے کہ کبھی جواب کے ساتھ دلیل کا ذکر نہ ہو۔ تو دلیل کا علم نہ ہوا۔ تو کیا دلیل کے معلوم ہونے سے علام الغیوب ہو جائے گا۔ پہلے مثلاً حکم اور دلیل دونوں کا جاہل تھا۔ اب اگر بالفرض دلیل نہ معلوم ہوئی تو نصف علم تو حاصل ہو ہی گیا۔ اور اگر دلیل بھی معلوم ہوئی۔ تو حکم اور دلیل دونوں کا عالم ہو گیا تقلید کو جہل کہنا اس پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قائل تقلید کو سمجھا نہیں۔ ہاں بعض اکابر کے کلام میں جو ایسا آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تقلید کے بعض افراد مثلاً عوام میں دلیل کا علم نہیں۔ تو وہ کامل مدلل علم نہیں نہ کہ بالکل ہی علم کی نفی مقصود ہے یا تقلید مذموم مثلاً کفار جو اپنے بڑوں کی تقلید کرتے تھے وہ مستلزم جہل کو ہے اگرچہ وہاں سو دلائل بھی ساتھ ہوں۔ وہاں مطلقاً جہل ہے۔ نہ حکم صحیح نہ دلیل بلکہ جہل مرکب ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین کو جہل سے کیا تعلق ہمارے نزدیک جو کچھ صحیح تھا۔ وہ عرض کر دیا۔ اب ہمارا کہنا ہے کہ مجتہد النصر یہاں کیا اجتہاد کی داد دیتے ہیں۔ اور تسلیم فرماتے ہیں۔ یا رد کرتے ہیں:۔

قول کی دلیل کے معنی ایک تو یہ ہیں۔ جو ذکر کئے گئے اور کبھی دلیل بمعنی مصلحت و حکمت و علت حکم بھی آتی ہے۔ مثلاً نماز کی شکل و صورت ارکان و شرائط و تعداد رکعات وغیرہ کی حکمتیں کوئی بیان کرنے لگے تو قول بلا دلیل کے ایک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ اس قول اور حکم کی حکمت اور مصالح اور علت کا ذکر نہ ہو۔ تو اب یہ ہو سکتا ہے کہ کسی قول میں اس کے مصالح و حکم و علل تو مذکور ہوں۔ مگر یہ مذکور نہ ہو۔ کہ یہ حکم کس آیت یا حدیث میں ہے یا اس کا عکس ہو۔ تو باوجود دلیل مذکور ہونے کے پھر بھی ایک معنی کے لحاظ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قول بلا دلیل ہے اور اس کو تسلیم کرنا تقلید ہے۔ مگر یہاں حکم کے ساتھ ایک دلیل بھی ہے تو کیا اب بھی اس شخص کو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کو ایک دلیل معلوم نہیں تو جاہل ہے اس بنا پر تو تمام دنیا جاہل ہی ہو جائے گی۔ عالم کوئی بھی نہ رہے گا۔ معاذ اللہ العلیم من الجہل والجہلاء پھر آپ اظہار تعجب کے عنوان کے تحت میں بندہ کے اس کہنے پر کہ بڑے بڑے علماء محدث و مفسر مقلد تھے۔ اظہار تعجب فرما کر چیلنج دیتے ہیں کہ کسی ایک محدث و مفسر کا مقلد ہونا ثابت کریں تو ہم آپ کی محنت کی داد دیں

آپ میری محنت کی داد تو جب دیں گے۔ دیں گے۔ مگر میں تو آپ کی تبرئیت کی داد بھی دیتا ہوں۔ واقعی جب تک اسقدر بے انصافی انسان میں نہ ہوئے تو اس کو تبرائی غیر مقلد ہونا بھی سزاوار نہیں۔

فرمائیے کیسے محدث و مفسر چاہتے ہو۔ اگر ایسے چاہتے ہو۔ جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں تو خدا کے فضل و کرم سے جس قدر علمائے مقلدین موجود ہیں۔ سب آپ سے بہت زیادہ محدث و مفسر ہیں۔ فرمائیے کوئی اعتراض ہے اور اگر ایسے چاہتے ہو۔ جیسے آپ کے اساتذہ تھے تو حضرت شیخ الہند حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہو ایسے محدث و مفسر اور پکے حنفی تبائے۔ جو آپ کے استاد بھی ہیں۔ اور اساتذہ سے بھی اعلیٰ اور بالا۔ اور اگر ان سے اوپر چاہتے ہو۔ تو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مولینا مظہر حسن صاحب نانوتوی۔ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اور اساتذہ سے علاوہ تو مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی مولانا ظہیر احسن صاحب شوق نیموی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان سے کچھ پہلے منظور ہے۔ تو حضرت شاہ اسحٰق صاحب حضرت شاہ عبد العزیز صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حضرت شاہ عبد الغنی صاحب

محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان سے پہلے چاہتے ہو تو طبقات حنفیہ وشافعیہ مالکیہ
اور حنابلہ کو ملاحظہ فرمائیے جس قدر احادیث کے شراح اور مفسر گذرے ہیں سب مقلدین ہی تھے
جس کی تعداد شاید ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک ہو۔ تو بعید نہیں۔ یہ امر آخر ہے۔ کہ
بعض بعض محققین نے کہیں کہیں کسی مسئلہ میں اختلاف کیا ہو۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ چیلنج مرتضیٰ کو ہے۔ یا انصاف کو بہتر تو یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ یہ
چیلنج ہوتا کہ دنیا میں نہ ائمہ مجتہدین ہوتے نہ مقلدین نہ تقلید شخصی تو بس قصہ ہی ختم تھا۔ تقلید
کی ابتدا تو وہ تھی اور خاتمہ یہ برا ہوا۔ نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ

مجتہد صاحب نے تنگ آکر اب یہ طرز اختیار فرمایا ہے۔ کہ آپ سے کوئی انسان بات ہی
نہ کرے۔ مگر چونکہ تبرائیوں کا علم وفضل پورا ظاہر کرنا ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے۔ کہ محدث و
مفسر کی تعریف جو آپ کے نزدیک ہے وہ بتا دیجئے۔ اور یہ کہ کسی محدث ومفسر کے مقلد ہونے
کا طریقہ جناب کے ہاں کیا ہے اسے ظاہر فرمایا جائے تو پھر ہم عرض کریں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی
عرض ہے۔ کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد جس قدر محدث ومفسر غیر مقلد ہوئے
ہیں ان کے اسمائے گرامی بھی ظاہر فرما دئے جائیں تاکہ تقابل ونسبت بھی ساتھ کے ساتھ
معلوم ہو جائے۔ چونکہ جواب الجواب بھی آپ ختم فرما چکے۔ اور بظاہر امید نہیں کہ آپ جواب
کی پھر تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ اس وجہ سے عرض ہے۔ کہ واقعی اگر کوئی لفظ خلاف شان
لکھا گیا ہو۔ تو معاف فرمائیے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ہدایت انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے ہوتی ہوگی

اللہ تعالیٰ العدل کے نوجوانوں کی ہمت اور ارادہ اخلاص میں ترقی دے کر ان کی اور العدل
کی عمر اور قوت وشوکت میں قوت دے یہ تمام برکات العدل کی ہی ہیں ؎

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست العدل زندہ باد ؎

العدل ہو آباد کیوں کیسی کہی — ہوا عدو برباد کیوں کیسی کہی

مسلمانوں کو مولوی احمد علی صاحب مولوی منظور حسن صاحب مولوی ابراہیم صاحب کا شکر گذار
ہو کر ان کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ دعائے خیر سے بندہ کو بھی یاد فرما لیا کیجئے ؎

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر — پھر ملیں گے گر خدا لایا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ
وخیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مجتہد پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب کا تعلیبت کے متعلق آخری فیصلہ

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب قبلہ کا مضمون مندرجہ اوراق سابق جب العدل میں چھپ کر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ تو اسلامی ہندوستان میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور علمائے ہند سراپا چشم انتظار بن گئے کہ دیکھئے اب اہلحدیث جماعت کے پیشوا اب عدم تقلید کے لئے علمی مضامین کے کونسے انمول موتی بکھیرتے ہیں۔ ان نہ ختم ہونے والی انتظار کی گھڑیوں میں آخر مجتہد پنجاب یعنی اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب نے سکوت کی مہر کو توڑا۔ اور ماہ ذیقعد ۱۳۴۶ھ کے ایک پرچہ میں مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کو مخاطب فرما کر ایک مہمل تمہید کے بعد یہ گوہر افشانی فرمائی کہ حضرت مولانا قبلہ کے مضامین میں کوئی کام کی بات ہی نہیں جس کا جواب دیا جائے اس پر حضرت مولانا خیر محمد صاحب فاضل جالندہری نے نہایت تحقیق سے مضمون تنقیح التنقید سے مطالبات کی ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں ۱۶۱ مطالبات کا اعلان تھا۔ کہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب قبلہ مدظلہ نے اپنے معرکۃ الآرا مضمون میں ۱۶۱ مطالبات کئے ہیں لیکن مدیر اہلحدیث نے آج تک ایک مطالبہ کا جواب بھی نہیں دیا۔ ان مطالبات کی فہرست اخبار العدل مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۲۸ء سے قسطوار شائع ہونا شروع ہوئی اور متواتر کئی مہینوں تک چھپتی رہی۔ لیکن آج تک جبکہ اس واقعہ کو قریبًا تین سال گذر رہے ہیں جماعت اہلحدیث کے کسی ذمہ دار یا غیر ذمہ دار فرد نے جواب نہیں دیا۔ وہ فہرست مطالبات جب پہلے پہل العدل میں شائع ہوئی تو بطور تمہید حضرت قبلہ مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب موصوف نے چند سطور مدیر اہلحدیث کو مخاطب کر کے لکھی تھیں چونکہ تنقیح التنقید کے ساتھ ان سطور کی اشاعت سارے مضمون ماسبق کو زیادہ دلچسپ بنانے والی ہے اسلئے ان کو اخبار العدل کے ۲۹ر جولائی ۱۹۲۸ء کے ۲۳ سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ہذا

(نوٹ) اگر احباب نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد فہرست مطالبات کے علیحدہ چھپوانے کا شوق ظاہر فرمایا۔ تو بطور تتمہ وہ فہرست بھی چھپوا دی جائے گی۔ نیازمند (مدیر العدل)

اہلحدیث ۲۷ ر ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ کے ص۱ کالم ۲ پر محترم موصوف نے ناچیز کو طویل خاموشی کے بعد یاد فرما کر معزز فرمایا ہے ؎

ہم اس کو بھی ہزار سمجھتے ہیں مغتنم ... آتے ہیں ان کے خط جو شکایت بھرے ہوئے

میری حقیر تحریر کو مجتہد العصر نے جو عزت بخشی کہ اس کا فیصلہ کن اور لاجواب ہونا ثابت فرمایا اس کا تو مقتضی یہی تھا کہ میں شکریہ میں محض سکوت اختیار کرتا۔ مگر احباب کے تقاضوں اور مزید شکریہ نے چند سطور پر مجبور کیا۔ سنا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کسی متنبی کو دربار شاہی میں گفتگو کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔ تو چونکہ بعض مجتہدوں کی طرح وہ بھی بے بنائے خود بخود نبی بن گئے تھے۔ عربی عبارات بہت غلط بولی۔ لوگوں نے کہا جھوٹے نبوت کا دعوت کرتا ہے۔ اور صحیح کلام کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ تو فوراً یہ کہا کہ تمہیں معلوم نہیں عربی زبان نے دربار خداوندی میں ایک قصور کیا تھا اس کی وجہ سے اس کو صرف ونحو کے قواعد میں مقید کر دیا گیا تھا۔ میری سفارش سے وہ اس قید سے رہا ہو گئی اختیار ہے جو چاہے لفظ بولو۔ اور جو چاہے حرکات دو۔

اے مجتہد پنجاب ابتدائے دنیا سے گفتگو اور بحث ومباحثہ جو مناظرہ کے قواعد میں مقید تھا اس کو آپ کے غیر مقلدانہ اجتہاد نے تمام قواعد عقلیہ ونقلیہ سے رہائی اور آزادی فرما کر اس شعر کا مصداق بنا دیا ؎

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے ... اک طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

وما ھی باول برکتکم یا آل الوفا۔ آپ نے اجتہاد کو علم اور کورس سے آزاد کیا ہر کافر و مرتد جو فرضیت نماز کا قائل ہو وہ آپ کا امام ہو سکتا ہے۔ ہندوستانی آج سوراج کے لئے بے چین ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ اس موجد حریت کی خدمت میں ایسے لاینحل مسائل کو پیش کیوں نہیں کرتے۔ غرض آپ نے بہت سی قیدوں سے لوگوں کو آزاد کیا ہے۔ آج مناظرہ اور بحث کی گردن بھی آپ کے زیر بار شرمندہ حریت ہے

میری عرض سے تو آپ کو الجھن ہوئی ہوگی اور ایسی کہ جس سے نکلنا محال ہے مگر اس قدر عرض کرنے کی تو ضرور اجازت دیجئے۔ کہ یہ مناظرہ کا کونسا طریقہ ہے کہ اتنے مطالبات میں سے ایک بات کا بھی جواب نہ دینا اور یہ کہہ کر ٹال دینا کہ جب کوئی مطلب کی بات لکھیں گے تو جواب دیا جائے گا حاصل یہ ہوا۔ کہ جس بات کا آپ جواب نہ دے سکیں وہ آپ کے مطلب کی بات نہ ہوئی۔ اور جس کا آپ غلط سلط جواب

دبنے کی ہمت فرمائیں۔ وہ کام کی بات ہوئی۔ آپ نے ان دونوں صفحوں میں کوئی جدید امر قابل جواب نہیں لکھا۔ بندہ کی تحریر میں خدا کے فضل سے آپ کی ہر بات کا جواب موجود ہے اعادہ کی حاجت نہیں۔ اس وجہ سے بالفعل مکرمی مولوی خیر محمد صاحب جالندہری نے جو تنقیح التنقید کی سرسری فہرست بنائی ہے وہی خدمت شریف میں پیش کئے دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ کہ تنقیح میں کس قدر ضروری مطالبات آپ سے کئے گئے ہیں اور آپ نے ان سب سے چشم پوشی فرما کر چند سطور لکھ کر سبکدوشی حاصل کرنی چاہی ہے اس انداز سے تو غالباً معتقدین بھی خوش نہ ہوں گے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ یہی مسئلہ تو آپ کا مایہ اجتہاد تھا۔ اس میں یہ حال ہے

کیا تیزیاں دکھائیگا اے نشتر جنوں   مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

اگر آپ کا حکم ہو اور الجھن نہ ہو۔ تو ان چند سطور میں بھی جو غلطیاں ہیں۔ ان کو ظاہر کر دوں۔ ورنہ اب کچھ حاجت نہیں۔ خداوند عالم العدل کی عمر میں بہر حیثیت ترقی دے آپ کی مشغولی کے لئے وہ کافی سے زیادہ ہے۔ جو واقعی حنفی ہیں۔ یا نام کے دونوں جماعتوں کو العدل کی ترقی کی فکر کرنی چاہئے۔ اور کسی وقت میں العدل کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ العدل کے ساتھ ان حضرات کا بھی شکر گذار رہوں۔ جنہوں نے مضامین سے العدل کی خدمت فرمائی۔ ان میں مولوی عبد الجبار صاحب مولوی عبد اللطیف صاحب ڈربوی حضرات خاص ذکر کے قابل ہیں۔ اور حضرت حکیم الامت مولانا مولوی اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے جو العدل کو ممتاز فرمایا ہے اس پر تو العدل جس قدر بھی ناز کرے تھوڑا ہے اخباروں میں یہ شرف خاص العدل ہی کی قسمت میں تھا۔ یہ حضرات اور وہ حضرات جن کے اسماء گرامی اس وقت یاد نہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے العدل کو اپنے مضامین عالیہ سے نوازا۔ اور العدل وہ ہے جس نے مضمون میرا لکھ کر اس نے مجھ کو نوازا

میں اسوقت تمام علمائے احناف اور بالخصوص مولانا مولوی مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری نزیل راندیر[1] کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ حضرات العدل کی خدمت

---

[1] خدا کا شکر ہے۔ کہ حضرت مولانا کی اپیل کا جواب خاطر خواہ علمائے ہند نے دیا ہے۔ حضرت مفتی مہدی حسن کے مضامین عالیہ اب العدل میں شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب الاعظمی اور مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانی کے معرکۃ الآرا مضامین اب العدل کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں۔

علمی و مالی کو اپنا فرض خیال فرمائیں۔ نوجوانان بالعدل کا ہم سب پر احسان ہے کہ بلا معاوضہ اپنا نقصان مالی بھی برداشت کر کے ان صاحبوں نے یہ کام حسبۃً للہ کیا جو حقیقۃً ہم کو کرنا چاہئے تھا اگر یہ نہ ہوا۔ تو کم از کم ان کی ہمت افزائی علمی مضامین سے تو اپنا فرض خیال فرمانا چاہئے۔ اور یہ بات کوئی دشوار نہیں ہے

آپ حضرات کے پاس جو مضامین موجود ہیں وہ "نوالعدل" میں بھیجیں۔ اگر احناف کی بے توجہی کی وجہ سے وہ رسائل کی صورت میں شائع نہ ہو دیں تو ملک تک تو پہنچ جائیں گے کیا میں اس کی امید کروں۔ کہ آپ حضرات میری عرض پر توجہ فرمائیں گے۔ اخیر میں مجتہد العصر کے شکریہ پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی لفظ خلاف شان "قلم سے نکل گیا ہو تو آپ کے کرم سے عفو کا امیدوار ہوں۔ (بندہ مرتضیٰ حسن)

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

تقاریظ

(۱)

(از حکیم الامت مجدد اسلام حضرت علامۃ العصر قبلہ مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی)

بعد الحمد و الصلوٰۃ احقر الوری اشرف علی عفی عنہ مظہر مدعا ہے۔ کہ میں رسالہ تنقیح التنقید مولفہ جامع الکمالات العلمیہ و العملیہ جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم کے مطالعہ سے من ابتدائے عنوان "مجتہد پنجاب کا کلام" لغایت عنوان "مقلد کو جاہل کہنا" مشرف ہوا امید ہے۔ کہ بقیہ رسالہ بھی اسی انداز کا ہے۔ تقلید شخصی کے اثبات میں ایسا جامع رسالہ کسی نے کم دیکھا ہوگا مختلف عقلی و نقلی پہلوؤں سے مدعا کو ثابت کیا گیا ہے ہر قسم کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے البتہ بادی النظر میں دو مقام پر دو سوال پیدا ہو سکتے ہیں ایک مفہوم تقلید کا اتباع نصوص کو عام ہونا سو اس کے لئے زیر عنوان "دوسرا غضب یہ کہ" مختصر الاصول کی عبارت ذیل کافی جواب ہے قال الغزالی والامدی وابن ابی الحاجب انتہی الرجوع الی الرسول والی الاجماع والی المفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ دوسرے کہیں کہیں عنوان کی تیزی سو وہ مخاطب کی تیزی کا جواب ہونے سے مکافات بالمثل میں داخل ہے۔ مقلدین خصوص احناف کو اس کا مطالعہ ان کے معلومات کو زیادہ اور ان کو جواب کے لئے آمادہ کر دے گا۔ البتہ عوام کو تیز عنوانات کے استعمال میں علماء کی نقل کرنا اکثر ان کو حد سے
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

خارج کر دیتا ہے۔ جن کی حفاظت صرف علماء ہی کرسکتے ہیں پس ان کو صرف مقاصد پر نظر رکھنا چاہیئے۔ والسلام خیر ختام مقام تھانہ بھون ۱۲ ج ۱ جمہ ۱۳۵۵ھ

(۲)

(از خامہ حضرت جامع العلوم مولانا حافظ سید محمد اعزاز علی صاحب پروفیسر دار العلوم دیوبند)

بندہ نے اس رسالہ مصنفہ قامع اساس المبتدعین قالع بنیان الملحدین حضرت مولانا الحاج المولوی السید مرتضی حسن صاحب ناظم شعبۂ تعلیم و تبلیغ متعلقہ دار العلوم دیوبند کو دیکھنے کی عزت حاصل کی۔ مولانا ممدوح صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے رسائل نے عالم اسلامی کو جس قدر علمی اور عملی و اعتقادی فوائد پہنچاتے ہیں۔ اس کی نظیر موجودہ دور الحاد و ابتداع میں بمشکل ملیگی

میں حضرت ممدوح کے بہت سے رسائل کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے چند رسائل ایسے بھی ہیں کہ جن کو میں بالاستیعاب دیکھ کر استفاضہ نہ کرسکا

میرے اعتبار سے اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے اس کو مکرر سہ کرر بالاستیعاب دیکھا اور بلا مبالغہ اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ ہر مرتبہ معلومات میں جدید اضافہ ہوا۔ عبارت کی روانی۔ مضامین کا تسلسل۔ تو حضرت مولانا کا خاص حصہ ہے لیکن اگر نظر تحقیق دیکھا جاوے۔ تو اس میں کسی دعوی کو دلیل بلکہ دلائل سے ثابت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ اور باوجودیکہ ایک علمی اور موجودہ زمانہ کے اعتبار سے موضوع خشک اور دلچسپی سے خالی ہے مگر تقریر کی عمدگی نے اس کو اس قدر دلچسپ بنا دیا ہے کہ اگر خداوند عالم نے ذوق سلیم عطا فرمایا ہو۔ تو اس رسالہ کو ایک مرتبہ اٹھا لینے کے بعد بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا ہے۔ اہل حدیث حضرات بھی اگر وجدنا علیہ اٰباءنا سے قطع کرنے کے بعد اس کا مطالعہ کریں گے۔ تو ان شاء اللہ یہ تو ضرور ہی ہوگا۔ کہ مقلدین پر سب و شتم کم کریں گے۔ اور کیا عجب ہے۔ کہ توفیق خداوندی دستگیری کرے اور وہ تجاوز عن الحدود سے باز آجاویں

دعا ہے کہ قادر مطلق مصنف رسالہ کو جزائے خیر اور عامہ مسلمین کو اس سے استفاضہ کی توفیق عطا فرمادے آمین

یوم الخمیس مورخہ ۸ جمادی الاولی ۱۳۵۰ھ

محمد اعزاز علی غفرلہ
مدرس دار العلوم دیوبند